جنت

کے

حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں

مؤلف

حضرت مولانا الحاج علاء الدین قاسمی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب ادام اللہ فیوضہم

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مؤلف

حضرت مولانا الحاج علاء الدین قاسمی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب ادام اللہ فیوضھم

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

نام کتاب : جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں

مرتب : حضرت مولانا محمد علاء الدین قاسمی حفظہ اللہ

کمپیوٹر کتابت : عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات : 358

اشاعت : 2019

تعداد :

قیمت :

ملنے ◆ خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ بہار (انڈیا)

کے ◆ مولانا عبدالمجید صاحب قاسمی: صدر: دارالعلوم محمودیہ سلطان پوری دہلی (انڈیا)

پتے ◆ محمد وزیر صاحب ناگلوئی مبارک پور نئی دہلی (انڈیا)

قاری عبد العلاّم صاحب: نزد چاند مسجد پُرانا سیما پوری دہلی

Mobi: 9818406313

KHANQUAH ASHRAFIA MAKTABA RAHMAT E ALAM (india)

Phone:7654132008

Mobi:7631355267

Email:Abdullahdbg1994@gmail.com

فہرست

شمارہ	مضامین	صفحات
●	بابرکت کلمات : حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر ادریس حبان رحیمی صاحب	17
1	کلمات تحسین: حضرت مولانا سمعان خلیفہ ندوی صاحب	19
2	مقدمہ: حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی حفظہ اللہ	23
3	جنت میں سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت داخل ہوگی	28
4	جنت میں کتنی صفیں ہوں گی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون شخص سب سے پہلے جنت میں جائیگا	28
5	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو کس چیز سے پہچانیں گے	28
6	جنت کا مزہ مصیبت زدہ کو زیادہ ملے گا	29
7	تین بچیوں پر جنت کی خوشخبری	30
8	جنت میں دنیا کے سارے پھل ہوں گے اور ان کے علاوہ بھی بے شمار طرح طرح کے پھل ہوں گے	31
9	جنت میں عورتوں کی حالت	31
10	جنت میں غیر نشہ آور شراب ہوگی	32
11	جنت کے شراب میں نشہ نہ ہوگا	32
12	دنیا میں جنت کا مزہ حاصل کرنے کا طریقہ	34
13	جنت میں گھر بنانے کا وعدہ	36
14	خاتون جنت کا نکاح آسمان میں فرشتوں اور جنتیوں کی محفل میں ہوا	37
15	جنت کا راستہ	38
16	سورہ دخان کی تلاوت پر حور سے شادی کا تحفہ	39
17	لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری	39
18	ذکر اللہ کا مزہ جنت سے بھی زیادہ ہے	40
19	نعمائے جنت سے بڑھ کر مزہ پانے والے لوگ	41
20	پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک دخولِ جنت کا سبب	43
21	جنت کے فرش کا ظاہر	43
22	جنت کا پھل جنتی کے پاس خود سے آئیگا	43

تقریظ

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب ایم ڈی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا زکی ءالدین صاحب پرنابٹی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے۔ ہر آخرت پر ایمان رکھنے والا چاہتا ہے کہ اس کی جزاء بہتر ہو۔ جزاء کی بہتری کا آسان نسخہ احادیث میں آیا ہے جسے شیخ سعدی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

کسے را کہ باشد دلِ حق شناس

نہ شاید کہ بند د زبانِ سپاس

گر از شکر ایزد نہ بندی زباں

بدست آوری دولتِ جاوداں

یعنی جس شخص کا دل حق پہچاننے والا ہو۔ اسے چاہئے کہ شکر کی زبان بند نہ کرے۔ اگر تو اللہ کے شکر سے زبان بند نہ کرے تو تو دائمی دولت حاصل کرے گا۔

یہاں دائمی دولت سے مراد آخرت کی جزاء ہے جس کی تفصیلات ہر دل عزیز نوجوان عالم دین مفسر قرآں حضرت مولانا علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ نے اس کتاب میں جمع فرمادی ہیں جس کا نام جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں رکھا ہے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ خیر کی کنجی اور برائی کے قفل ہوتے ہیں اور بعض لوگ برائی کی کنجی اور خیر کے قفل ہوتے ہیں ۔ تو اس شخص کے لئے خوشخبری ہے کہ جس کے ہاتھ میں اللہ

تعالی نے خیر کی کنجیاں رکھ دی ہیں اور اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جس کے ہاتھ میں اللہ نے شر کی کنجیاں رکھ دی ہیں۔

حضرت قاری صاحب سے اللہ تعالی خیر کا کام لے رہے ہیں۔ بفضل تعالی آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بڑے خلوص و محبت سے مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالی قبول فرمائیں۔ آمین۔ کتاب میں جمع شدہ تمام موضوعات کی تفصیل سرسری نگاہ سے دیکھنے کے باوجود مجھے قلبی سکون و مسرت حاصل ہوئی ہے کہ آخرت سنوارنے اور اعمال صالحات کی رغبت دلانے کے لئے اس پر فتن دور میں اس سے بہتر طریقہ شاید نہ ہو۔ موصوف نے جنت کی منظر کشی اور نعمتوں کے بیش بہا خزانوں کا تذکرہ جس خوش اصلوبی سے ترتیب دیا ہے وہ قابل تحسین و قابل مبارکباد ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ رب العزت حضرت قاری صاحب کی جملہ کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت عطا فرمائے اور دونوں جہاں میں ذریعہ نجات و فلاح بنائے آمین یارب العالمین۔

خاکپائے آستانہ

حضرت حاذق الامت محمد ادریس حبان رحیمی خانقاہ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور

۹ /شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

کلمات تحسین

مفسر قرآں حضرت مولانا محمد سمعان صاحب خلیفہ ندوی مدظلہ العالی

استاذ تفسیر و حدیث جامعہ اسلامیہ بھٹکل، کرناٹک

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے دار الامتحان میں وفا شعاری کی زندگی گزارنے والوں کے لیے آخرت میں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے اور اس اجر عظیم کی منظر کشی ایسے باغات سے کی ہے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں یعنی سدا بہار باغات کہ جن کی بہاریں کبھی ختم ہونے پہ نہیں آئیں گی؛ جنت کی ان بہاروں کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے، احادیث شریفہ میں بھی، اور بندوں کے سمندِ شوق کو مہمیز کر کے ان کے شوقِ طلب کو گرمایا گیا ہے: **{لمثل هٰذا فليعمل العاملون}**۔

اس ابدی جنت اور سرمدی نعمت کے حسنِ بے پایاں کا عالم کیا ہوگا؟ سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو صاف بتادیا کہ **{أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر علىٰ قلب بشر}** (حدیث قدسی) ''میں نے اپنے وفادار نیک بندوں کے لیے ایسی جنتیں اور نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے اس کا نظارہ کیا ہوگا، نہ کسی کان سے اس کا تذکرہ گزرا ہوگا، اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خیال بھی آیا ہوگا۔''

جہاں لمحہ لمحہ فصلِ بہار کی لطافتیں اور گوہر آب دار کی نزاکتیں ہوں گی، قدم قدم پر شبنمی موتیوں کی پھواریں اور رنگ و نکہت کی برساتیں ہوں گی، فضائیں معطر اور ہوائیں معنبر، گل ریز و گہر بار اور نور میں بھیگی ہوئی سرشار، زبان پر حمد کے زمزمے اور بربطِ دل پر احساس کے سُر پر ثنائے خالق کے نغمے لہرائیں گے، بازارِ حسن میں صورتوں کا تبادلہ ہوگا، بزمِ طرب کی رعنائیاں اور فضاؤں کی سرمستیاں شباب پر ہوں گی، اور پھر میرے رب نے کیا بے حد و حساب نہریں بہائی ہوں گی اپنی حسین جنت میں! کیا اَن گنت باغ لگائے ہوں گے پنی پیاری جنت میں! باغ؛ اَن گنت باغ، پھلوں سے لدے ہوئے، نہ کٹے ہوئے، نہ روکے ہوئے، ہر آن پھلوں کے بوجھ سے جھکے ہوئے،

بے انتہا باغ؛ تا حدِ نگاہ، نہریں؛ بے شمار نہریں، نہریں؛ پانی کی، وہ بھی صاف وشفاف، ہر تکدر سے پاک، ہر آلائش سے صاف، شہد کی نہریں؛ خالص اور شیریں، دودھ کی نہریں؛ خوش گوار اور لطیف ترین، شراب کی نہریں؛ پاکیزہ اور لذیز ترین، نہ خیال بہکے، نہ دماغ مچلے، نہ دامانِ قلب ونگاہ آلودہ ہو، نہ ہَوا وہوس کے لیے جذبات میں ابال پیدا ہو، اور وہ شراب بھی خالق کائنات کے ہاتھوں! واہ کیا لذت ہے اس کی! کیا مزہ ہے اس کا! ایسی لذت جس کے سامنے دنیائے دَنی کی ہر لذت ہیچ، ایسا مزہ جس کا تصور بھی اب تک نہ کیا، واہ! کیا نشہ ہے کیا سودا ہے اس میں، ایسی مدہوشی جو ہوش کے لیے سرمایۂ نازش، ایسا سودا جو عقل کے لیے طغرائے افتخار کہ آج حریم قدس میں باریاب ہو کر باغِ ارم میں اور جناتِ عدن میں، گھنیری چھاؤں میں اور ابد کی راہوں میں بادۂ جاودانی اور شرابِ ارغوانی سے مخمور ہو رہے ہیں، جام فضاؤں میں لہرائے جارہے ہیں، فضائیں مہکائی جارہی ہیں کہ آج ساقیِ ازل کے ہاتھوں شرابِ طہور پلائی جارہی ہے اور زندگی بھر کے ارمان پورے ہو رہے ہیں کہ آج وفاؤں کا صلہ دیا جارہا ہے، اور خمخانۂ ازل کے ساغر ومینا گردش میں ہیں اور سرمدی سلسبیل سے ساقیِ کوثر جام کے جام لنڈھا رہے ہیں۔

رہنے دو ابھی ساغر ومینا مرے آگے

آج یہی تمنا دل میں انگڑائی لے رہی ہے کہ ؎

سحر کی بات چلے اور نہ ذکر شام چلے

یہ کہہ رہی ہے گھٹا آج دورِ جام چلے

اور شاعر کی روح سے معذرت کے ساتھ ؎

تری نگاہ کے ساغر ہی صبح وشام چلے

یہی ہماری تمنا ہے یہ مدام چلے

میں الفاظ کہاں سے لاؤں! میرے پیارے رب کی پیاری جنت ہے ہی ایسی حسین

کہ اس کے حسن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اس کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالا نہیں جاسکتا، بس چشم تصور سے کچھ سوچا جاسکتا ہے، توبہ! سوچا بھی تونہیں جاسکتا! سوچوں سے بھی پرے ہے اس کا حسن، عقلوں سے بھی ورے ہے اس کا جمال۔

اس کی جنت اتنی حسین ہے تو اس کی ذات کتنی حسین ہوگی، عقل کو یارا نہیں کہ حسن ازل کو سوچے! الفاظ کو ہمت نہیں کہ اس کا نقشہ تراشے! زبان کو تاب نہیں کہ لفظ وبیاں کا سہارا لے، نظر کو قوت نہیں کہ ادراک کرے ؎

نہ ہے تابِ سخن مجھ کو نہ ہے تقریر کا یارا
میں ذرّہ ہوں میرا موضوع خورشیدِ جہاں آرا

بس زبانِ نبوت نے ترجمانی کی: ''**نورٌ أنّیٰ أراہ**'' (وہ سراپا نور ذات کہاں میری نگاہوں میں سما سکتی ہے)، ''**لو کشف النور لأحرقت سبحات وجهه ما انتهیٰ الیه بصره من خلقه**'' (وہ نورانی پردوں میں مستور ہے- اور وہ حسنِ جاناں سرِّ دلبراں کہاں پردے میں؟ پردہ تو ہماری نگاہوں پر ہے؛ مادیت کا، کثافت کا، لطافت سے محرومی کا- اگر وہ نور کا جلوہ دکھادے تو اس کے رخِ انور سے پھوٹنے والی نوری کرنیں تاحد نگاہ کو جلا کر خاکستر کردیں)، بس ؎

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہوکر رہ گئی

جنت کی انھیں مستانہ بہاروں اور ان گل ریز وگہربار اور جلوہ نمائی کے لیے بے تاب اور نور سے سرشار پری خانوں کا کچھ احوال بیان کرنے اور نور کے ساغروں پیمانوں اور گل اندام حورانِ بہشتی کے کاشانوں کے ذکرِ جمیل سے ہمارے پژمردہ حوصلوں کو جوان کرنے کے لیے اور سفرِ سعادت میں تیز گامی پر ابھارنے کے لیے ہمارے عزیز مولوی عبد اللہ کے والد مکرم حضرت مولانا الحاج علاء الدین قاسمی حفظہ اللہ نے ''جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں'' کے نام سے یہ خوانِ نعمت اور ارمغانِ محبت سجایا ہے۔

امید ہے کہ شوق کے ہاتھوں اسے لیا جائے گا اور حدی خوانِ محبت کو پھر سے نغمہ سرا کیا جائے گا اور عالمِ جاودانی کی ان لازوال اور بے مثال بہاروں کو اپنے نام کرنے کے لیے دنیا کی حقیر متاع کو قربان کیا جائے گا؛ **{ألا ان سلعة الله غالية، ألا ان سلعة الله الجنة}** ''سن لو! اللہ کا سودا بے حد قیمتی ہے، اللہ کا سودا جنت ہے''۔

امیدوارِ رحمت وعنایت

محمد سمعان خلیفہ ندوی

جامعہ اسلامیہ بھٹکل

۹/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

مقدمہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

﴿أَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ آل عمران:133)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (107) خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا (سورہ کہف:108)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: " أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ، مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ثُمَّ قَرَأَ :فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} رواہ البخاري(3072) ومسلم(2824)

ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بڑی جنت کی جانب تیز دوڑو جو اہل تقویٰ اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تیار ہو چکی ہے۔

وہ حضرات جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے احکام پر ایمان لائے اور پھر اس کے ساتھ اعمال صالحہ اور نیک کام کئے ان کے لئے بالیقین فردوس اور بہشت بریں کے باغات ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں سے ہٹیں گے اور نہ ان کو کوئی وہاں سے ہٹائیگا۔

حدیث قدسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے

لئے جنت میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے نہیں سنا اور نہ ان نعمتوں کا گزر کسی انسان کے دل ہی پر ہوا ہے، پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی: کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیسی کیسی نعمتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں ان کے نیک اعمال کے بدلے جوانہوں نے دنیا میں کئے۔

جنت اور جنت کی نعمتوں پر ایمان ویقین ہمارا اہم اسلامی عقیدہ ہے، خود قرآن پاک میں جو براہ راست اللہ کا کلام ہے جنت جیسے بعض حیرت انگیز قصص وواقعات موجود ہیں جو اس دنیا میں اللہ نے اپنے بندوں پر کئے ہیں۔ نعمائے جنت پر یقین کامل حاصل کرنے کے لئے اُنہیں نعمتوں پر ایک نظر ڈالکر انصاف پسند عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ واقعۃً جنت کی یہ بڑی بڑی نعمتیں حق ہیں اہل جنت کو ضرور عطا ہوں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شق القمر کا معجزہ، معراج کا عظیم ومحیر العقول سفر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے وطن کے بادشاہ نمرود سے معرکہ آرائی پر آتش جہاں سوز میں داخل ہوکر گل وگلزار اور جنت کا لطف وبہار حاصل کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر وطن کے ستر سرداروں کی چند ساعتوں میں موت اور چند لمحوں میں اسی پہاڑ پر حیات کا حیرت انگیز منظر، حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں چالیس روز تک سمندر کی تاریک دنیا میں بقید حیات محفوظ رہنا، حضرت یوسف علیہ السلام وزلیخا کا ایمان افروز واقعہ، ملکۂ بلقیس کا جاہ وجلال والا بیش قیمت تخت وعرش، حضرت سلیمان علیہ السلام کا بغیر انجن اور مشین کے جہاز کا اڑانا، ہواؤں اور جنات پر خداداد حکومت وسلطنت کے قرآن پاک میں جابجا عبرت آموز تذکرے موجود ہیں: خدا کے بیان فرمودہ ان حقائق وواقعات پر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو یقین کامل ہے۔

دنیا کی تاریخ انسانوں کا مطالعۂ علوم اور مذاہب وملل کے کسی دور میں بھی ان کا انکار نہیں کیا گیا، چودہ سو سال سے آج تک قرآن پاک میں کھلے لفظوں میں اپنے بندوں پر مستقبل میں ہونے والے خدا کے ان انعامات کا تذکرہ بالتفصیل موجود ہے، جس کا جی چاہے اوراق قرآن کھول کر پڑھ لے۔ اس تمہید کے بعد سبب تالیف ملاحظہ ہو۔

مادیت کے سیلاب میں غرق اور بے ہوش افراد کی اصلاح کے لئے امت کے صالح علماء ومشائخ کرام دین اسلام کے مختلف شعبوں اور پہلوؤں سے ہر ممکن کوششوں میں مصروف ہیں۔ جہاں تک جن کے پاس عقل وادراک کے پیمانے اور رب کریم کے عطا کردہ فضل وکرم کے خزانے ہیں حتی الوسع ہر ایک کی یہی سعی محمود جاری ہے کہ رب کائنات امت مسلمہ کی باگ کو چمنستان اسلام کی طرف موڑ دے اور ہماری قوم اپنوں کے لئے رحمت اور اغیار کے لئے سامان ہدایت بن جائے۔

عصر حاضر کے مسلمانوں کے عام ذوق ورجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے جنت اور نعمائے جنت کے موضوع پر خامہ فرسائی کی تحریک اسلئے ہوئی کہ امت کی اکثریت ہدایت واصلاح کے کوچہ میں شیریں کلمات اور دل بہار واقعات سے لطف اندوز ہونے کی عادی ہوچکی ہے تلخ نوائیوں اور کڑوی دواؤں سے ان کو نفور اور بیزاری ہے، لذیذ وشیریں دوائیں ان کو درکار ہیں، خواہ تقریر کا شعبہ ہو، یا تحریر کا، دعوت کا راستہ ہو، یا طریقت کے مجاہدات کا، ہر موقع پر ان کا کلام نرم نازک وشیریں سے ہی استقبال ہونا چاہئے، خلاصہ یہ کہ ہم مثل اطفال ونونہال کے شیریں ومیٹھی دوائیں تو حلق سے نیچے اتارلیں گے مگر اصلاح کی تلخ وکڑوی باتوں اور دواؤں کا ہمیں تحمل نہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ قوم کی اصلاح بھی جب ہی ہوتی ہے جب اس کے مزاج ومذاق کی رعایت کی جائے اسلئے ناچیز نے ''جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں'' کے عنوان کو منتخب کیا تاکہ جنت کے ان سدا بہار باغات، حور وقصور اور حسین محلّات اور انواع واقسام کی بے شمار لذیذ اور نفیس نعمتوں کی طمع میں ہی کم سے کم اپنی عنان خرد کو خدا کی طاعت وفرماں برداری، صلاح وتقویٰ اور ایمان ویقین کی راہ پر ڈالنے کا شوق وجذبہ پیدا ہوتا کہ اسی راہ سے خداوند قدوس دلوں کی بنجر زمین کو ہری فرما کر انسانیت وہدایت کا لہلہاتا ہوا باغ بنادے۔

تاہم خدا کی اس حسین جنت میں داخلہ وسیر اور سدا آباد رہنے کے لئے پہلے کارگاہ حیات میں کچھ تیاری کرنے کی مشقت اٹھانی بھی لازمی اور ضروری ہے، کیونکہ حدیث پاک میں ہے **:حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ** جنت مشقتوں سے گھری ہوئی ہے، **وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ** اور جہنم ناجائز اور بے جا خواہشات سے گھیر دی گئی ہے۔

حصول جنت اور استحقاق بہشت بریں کے لئے ایمان کے بعد اعمال صالحہ پر کاربند ہونا ضروری ہے اور اعمال صالحہ بغیر اصلاح کے مشکل ہے، اصلاح اگر کسی مربی روحانی اور شیخ طریقت کے زیر سایہ ہوگی تب ہی اخلاص پیدا ہوگا، اور بدون اخلاص کوئی عمل قابل قبول نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: **إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ** " بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کریں گے جو صرف اس کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا گیا ہو۔

الغرض دخول جنت کے لئے قرآن مقدس میں از اول تا آخر عمل صالح اور تقویٰ کے التزام واہتمام کی شدید تاکید آئی ہے، گویا یہ دخول جنت کے لئے شرط ہے، مگر رب کریم نے حصول تقویٰ کی حد بھی خود ہی بتلادی ہے **فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ** (سورہ تغابن 16): جہاں تک تمہارے اختیار میں ہے اللہ سے از بس ڈرتے رہو یعنی اللہ کی بغاوتوں اور نافرمانیوں سے خود کو بچاتے رہو اور مطلوبہ عبادتوں اور طاعتوں میں مشغول رہو۔

معلوم ہوا کہ استحقاق جنت کے لئے مدار صلاح اور تقویٰ ہے اور ان دونوں کے لئے مجاہدہ ضروری ہے اس کے بغیر جنت کی تمنا کرنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے راہ جنت کے سفر کو آسان فرمائے۔

رہا مسئلہ فضل الٰہی سے جنت میں جانے کا تو یہ خدا کا امر مخفی ہے اس کا تعلق قدرت الٰہی سے ہے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ جس کو چاہیں جنت میں داخل فرمادیں، جس کو چاہیں جہنم رسید کر

دیں کوئی ان سے باز پرس کرنے والا نہیں، البتہ صرف فضل پر تکیہ رکھنے والے اور عمل سے کورا رہنے والے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بغیر بیوی کے اولاد یا بغیر شوہر کے بچوں کی تمنا کرنا۔

رب کریم اس حقیر کوشش کو قبول فرما کر ذریعۂ مغفرت ونجات بنائے (آمین)

علاء الدین قاسمی

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور دربھنگہ (بہار)

بروز بدھ ۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

جنت میں سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت داخل ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمو سلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کے حلقے کو ہلائے گا۔ سو اللہ میرے لئے جنت کھول دے گا پھر مجھے داخل فرمادے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور مجھے اس پر کچھ فخر نہیں ہے اور میں اللہ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے بڑھ کر عزت والا ہوں مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑلیا سو مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ابھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھتا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! بیشک اے ابوبکر تم میری امّت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے (ابوداؤد)

جنت میں کتنی صفیں ہوں گی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں اسی ۸۰ اس امّت کی ہوں گی اور چالیس ۴۰ سب امتوں کی ملا کر ہوں گی۔ (مشکوۃ شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو کس چیز سے پہچانیں گے

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھے اجازت دی جائے گی کہ (خدا کو) سجدہ کروں اور سب سے پہلے مجھے (ہی سجدہ سے) سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سر اٹھا کر میں

اپنے سامنے دیکھوں گا تو تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور پیچھے دیکھوں گا تو تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنی دائیں جانب دیکھ کر بھی اپنی امت کو ساری امتوں کے درمیان پہچان لوں گا اور اپنی بائیں جانب دیکھ کر بھی اپنی امت کو ساری امتوں کے درمیان پہچان لوں گا۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نوح علیہ السلام کی امت سے لے کر اپنی امت تک آنے والی تمام امتوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو کے اثر سے میری امت کے چہرے خوب روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس شان کا نہ ہوگا اور میں اپنی امت کو یوں (بھی) پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کو اس طرح (بھی) پہچانوں گا کہ ان کے سامنے ان کی ذُرّیت دوڑتی ہوگی۔ (مشکوٰۃ عن احمد)

نامہ اعمال کا داہنے ہاتھ میں دیا جانا اس امت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ دوسری امتوں کے نیک بندوں کے اعمال نامے بھی داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ لہٰذا اس حدیث شریف میں جو امت محمدیہ کی خصوصیات میں یہ فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامے دیے جائیں گے تو ہوسکتا ہے کہ سب سے پہلے ان کو اعمال نامے دیئے جائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی خاص طریقے پر اعمال نامے ملیں۔ (فضائل امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم از: مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری)

جنت کا مزہ مصیبت زدہ کو زیادہ ملے گا

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت حدیث میں جو آیا ہے کہ قیامت کے دن جب جنت نہ بھرنے کی شکایت کرے گی تو اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا اور اسے بلا عمل جنت میں داخل کرے گا۔ تو یہ لوگ بڑے مزے میں ہوں گے۔ فرمایا انہیں کیا خاک مزہ ہوگا؟ وہ راحت کا کیا لطف اٹھائیں گے؟ جو راحت بعد کلفت کے حاصل ہو اس میں لذت ہوتی ہے جنت میں آرام وچین ان کو ہوگا جو مختلف شدائد اور آلام جھیلے ہوئے ہیں۔

اے ترا خارے بپا نشکستہ دانی کہ چیست

حال شیرا نے کہ شمشیر بلا بر سر خورند (ارواحِ ثلاثہ،ص:۳۷۷)

تین بچیوں پر جنت کی خوشخبری

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے یہاں تین بچیاں ہوں، اور تینوں بچیوں کی اچھی تربیت کی، تعلیم کا بندوبست کیا، ان کی اچھی طرح پرورش کی، تو ان کے لیے جنت واجب ہوگئی، ماں باپ کے لیے جنت واجب ہوگئی، لڑکے کے بارے میں کہیں نہیں آیا ہے کہ جنت واجب ہوگی، مگر لڑکیوں کے بارے میں آیا ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ جس کے یہاں دو ہی لڑکیاں ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، اس کے لیے بھی جنت واجب، بعض صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ جس کے یہاں ایک ہی لڑکی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لیے بھی جنت واجب، یہ دیکھو ہم خوش ہو رہے ہیں کہ بیٹا ہوا، حالانکہ بعض مرتبہ بیٹا بڑا ہو کر لٹھ برساتا ہے، نافرمان ہوتا ہے اور بیٹی بڑی ہونے کے بعد باپ کی بھی خدمت کرتی ہے، ماں کی بھی خدمت کرتی ہے، اگر والدین بیمار ہو جائیں، تو سب سے زیادہ وہی پریشان ہوتی ہے، اور وہی خدمت کرتی ہے، اور بیٹے کو کھیت میں جانا ہے، دوکان پر جانا ہے، امی پڑی ہے، بیمار ہے، اس کو کھیت کی سوجھ رہی ہے کہ کھیت میں پانی دینا ہے، بجلی آگئی ہے، آفس میں جانا ہے، ڈیوٹی کا ٹائم ہو گیا ہے، دوکان کا ٹائم ہو گیا ہے، اور جس کو برا سمجھ رہی تھی اس کی وہی خدمت کر رہی ہے، وہی آرام بھی پہنچا رہی ہے، اس کے اندر نرمی اللہ نے رکھی ہے، اور خدمت کا مادہ بھی رکھا ہے، اور جنت اس کی وجہ سے مل رہی ہے، بلکہ شادی ہونے کے بعد بھی اچھی بری میں لڑکی ہی کام آتی ہے، اور اس کی یہ ناقدری کر رہے ہیں کہ بیٹی ہوگئی، اپنے آپ کو معاشرہ میں حقیر سمجھ رہے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اچھی تربیت کی اور اچھی تعلیم دی، تو جنت پکی، بہت ساری حدیثیں اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ (ماں باپ اور اولاد کے حقوق-ص/ 44-45)

جنت میں دنیا کے سارے پھل ہوں گے اور ان کے علاوہ بھی بے شمار طرح طرح کے پھل ہوں گے

اللہ تعالیٰ نے مومن اور مسلمانوں کے لئے جنت میں ایسے باغات لگائے ہیں کہ جب ہوائیں چلیں گی تو درخت کی شاخوں اور پتوں سے عجیب وغریب آواز آئے گی، ان کے تنے سونے کے ہوں گے اور ان پر انگور، سیب اور کھجوریں لگی ہوئی ہوں گی، دنیا میں اللہ نے کتنے فروٹ اور پھل پیدا کئے ہیں اس سے کہیں زیادہ اقسام کے اور زیادہ لذیذ جنت کے پھل ہوں گے، دیکھو جو پھل ہندوستان میں ہے وہ مصر میں نہیں اور جو مصر میں ہے وہ ہندوستان میں نہیں، کچھ پھل ایسے بھی ہیں جو شمال میں ہیں جنوب میں نہیں اور جو جنوب میں ہیں وہ شمال میں نہیں، بہت سے پھل یوروپ میں ہیں وہ ایشیا میں نہیں ہیں اور جو ایشیا میں ہیں وہ یوروپ میں نہیں ہیں۔

جب اس دنیا کا یہ حال ہے تو جنت کا کیا حال ہوگا؟ کیسے کیسے فروٹ اور پھل وہاں ہوں گے اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ زمین کے برابر ایک روٹی بنائیں گے اور حکم فرمائیں گے کہ اس میں سے کھاؤ جو تمہارا دل چاہے، اس روٹی کو جنتی کھائیں گے جو دل کرے گا وہ ذائقہ اس کو ملے گا، خدا کی عجیب وغریب قدرت ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ جنت میں ایسے عظیم الشان باغات اور درخت ہوں گے کہ انسان ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون کون سے پھل ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جتنے پھل ہیں وہ سب جنت میں ہوں گے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پھل اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بندوں کو کھلائیں گے۔ (خطبات حبان جلد سوم)

جنت میں عورتوں کی حالت

قرآن شریف سورہ نبا میں ہے: وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا اور جنت میں جتنی عورتیں ہوں گی وہ سب

حسین وجمیل ہوں گی اور سب ایک ہی عمر کی ہوں گی ان میں کوئی بوڑھی نہ ہوگی ، **وَكَأْسًا دِهَاقًا** اور چھلکتے ہوئے جام ہوں گے جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہوگی اور جس میں کوئی نشہ نہ ہوگا اور نہ اس میں کوئی برائی ہوگی کہ جس کو پینے سے انسان پاگل یا دیوانہ ہوجائے یا اس کے منہ سے بدبو آئے بلکہ اس جام سے مشک وعنبر کی خوشبو آئے گی اور جس پیالے میں یہ شراب دی جائے گی اس میں زنجبیل کی خوشبو ہوگی جس کو پینے کے بعد معدے تک خوشبو چلی جائے گی۔

جنت میں غیر نشہ آور شراب ہوگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا وَكَأْسًا دِهَاقًا کہ وہاں چھلکتے ہوئے جام ہوں گے ، ایسی شراب ہوگی جو انسانوں کو مدہوش نہیں کرے گی نہ عقل ماؤف ہوگی بلکہ ایسی شراب ہوگی کہ اس کو پینے سے لذت اور فرحت محسوس ہوگی اور جسم میں توانائی دوڑ جائے گی آگے فرمایا **لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا** کہ وہاں لغو اور بے ہودہ باتیں نہیں ہوں گی نہ وہاں کوئی جھوٹ بولے گا، آگے فرمایا **جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا** اور اللہ تعالیٰ اس دن بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے ایسا بدلہ جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، اور فرمایا **رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا** کہ اس دن ایسا رعب ہوگا اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کہ فرشتے بھی قطار بنا کر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجائیں گے کسی کو گردن اٹھانے کی ہمت نہیں ہوگی یہاں تک کہ حضرت جبرئیلؑ بھی اللہ کے خوف سے کانپتے ہوئے ہوں گے۔

فرمایا **لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا** کہ کسی کو اللہ رب العزت کی اجازت کے بغیر بولنے اور بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی ، اس دن پوری مخلوق ساکت اور جامد ہوگی، اس وقت کا بڑا عجیب وغریب منظر ہوگا اللہ سب کی حفاظت فرمائے۔

جنت کے شراب میں نشہ نہ ہوگا

اللہ تعالیٰ نے مومن ومسلمان کو ایک خصوصی فریضہ دے کر بھیجا ہے اور اس کا نام دعوت

رکھا وہی فریضہ آپ کو اللہ کی رحمت کے سائے میں داخل ہونے کی دعوت دے رہا ہے اسی کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے **وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا** کہ وہ آدمی کتنا اچھا ہے یا اس آدمی کی بات کتنی اچھی ہے کہ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور اللہ کے دین کی بات بتائے اور احساس دلائے کہ کائنات میں جتنی بھی مخلوقات اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں ان تمام سے زیادہ قیمتی یہاں تک کہ جنت سے بھی زیادہ قیمتی شے ایمان ہے کیوں کہ ایمان نہیں ہے تو جنت نہیں ملے گی اور ایمان نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نہیں ملیں گی، گویا آخرت کی نعمتوں کا حاصل ہونا ایمان پر منحصر ہے ایمان قفل ہے اور عمل اس کی چابی، جب تک چابی آپ کے پاس نہیں ہوگی قفل کھول کر اندر داخل نہیں ہو سکتے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایمان بہت ہی متبرک اور محترم ہے، وہ آدمی اللہ کی نظر میں سب سے بہتر ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دے لوگوں کو ان کا فریضہ یاد دلائے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دنیا میں اسلئے بھیجا ہے تا کہ تم خود بھی عمل کرنے والے بنو اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

وَقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور وہ یوں کہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بندہ ہوں اللہ پر ایمان لانے والا ہوں، کوئی آدمی کسی کو برائی سے روکتا ہے تو ضروری ہے کہ پہلے وہ اس برائی سے خود رک جائے مثلاً ایک آدمی شراب پی رہا ہے وہ دوسروں سے کہے کہ تم شراب مت پیو، بتایئے کہ کون اس کی بات مانے گا؟ ایمان چونکہ ایسی نعمت ہے جو تمام برائیوں سے بچانے والی ہے، مسلمان مسلّم ایمان ہے سر سے پیر تک نور ہی نور، ایمان ہی ایمان، مسلمان وہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آئے، مسلمان وہ ہے کہ جس کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آجائے، مسلمان کی محبت اور دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے، رضائے الٰہی اور محبتِ خداوندی پیدا ہو جائے، آخرت کی فکر اور دنیا سے بیزاری پیدا ہو جائے۔

آپ کسی تاجر کے پاس بیٹھیں گے تو آپ سے وہ تجارت ہی کی بات کرے گا، عطر بیچنے والے

کے پاس بیٹھیں گے تو وہ عطر کی بات کرے گا مسلمان پہلے مسلمان ہے اس کے بعد تاجر، پہلے مسلمان ہے اس کے بعد دوکاندار وغیرہ وغیرہ۔ مسلمان داعی الی اللہ ہے یعنی اللہ کی طرف بلانے والا ہے اسی کو مسلمان کہتے ہیں اس کے ہاتھ، پیر، اس کی حرکات وسکنات اور اس کی ہر ادا اللہ کی طرف بلانے والی ہو، چھلنی میں اگر پانی ڈالو تو اس کے ہر سوراخ سے پانی ٹپکے گا اسی طرح مسلمان اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دینِ اسلام کی فکر میں گذارے اور دین کو زندہ رکھنے والی باتیں اس کی زبان سے نکلیں اسی کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ (خطبات حبان جلد سوم)

دنیا میں جنت کا مزہ حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگے وہ تین اعمال کرے:

(۱) اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ معلوم ہوا کہ یہ خاص بندے ہیں جن کو یاءِ نسبتی سے اپنا فرمارہے ہیں کہ یہ میرے ہیں، اور دخولِ جنت کی نعمت سے مقدم فرمارہے ہیں۔ معلوم ہوا اہل اللہ یعنی صالحین کی معیت جنت سے افضل ہے، کیوں کہ ان کے دل میں اللہ ہے جو خالقِ جنت اور خالقِ نعمائے جنت ہیں، اور جنتی یعنی صالحین بندے دنیا ہی سے تو جنت میں جاتے ہیں اس لیے جو ان کی صحبت پا گیا وہ گویا جنت میں داخل ہو گیا بلکہ جنت سے افضل نعمت پا گیا اور اس کی جنت شروع ہو گئی۔ اس لیے دنیا میں جس کو اللہ والے مل جائیں اس کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے کیوں کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ اس کے مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ اور مکان کتنا بھی اچھا ہو مکین سے اچھا نہیں ہوسکتا۔ اچھے مکین کی صحبت تو اچھے مکان سے بھی افضل ہے، بلکہ مکان میں حُسن تو حُسنِ مکین ہی سے آتا ہے۔ میرا فارسی شعر ہے۔

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید

ہمیں بینم کہ جنت برزمین از آسماں آید

جب مجھے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت نصیب ہوجاتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آ گئی ہے۔اور جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں یہاں ان کے ساتھ رہنے والا بھی جنت میں جائے گا۔وہاں کا ثمرہ فَادْخُلِیْ دراصل یہاں کے فَادْخُلِیْ کا ثمرہ ہوگا یعنی جو یہاں اہل اللہ کے ساتھ رہتا ہے تو یہ رِفَاقَۃٌ فِی الدُّنْیَا رِفَاقَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ کا ذریعہ ہوگی۔لیکن صرف ساتھ رہنا کافی نہیں بلکہ ساتھ رہنے کی شرط اتباع ہے کیوں کہ رِفاقت بدون اتباع صحیح نہیں۔قربِ حسّی مقصود نہیں، اتباع حاصل ہے تو دوری میں بھی قربِ معنوی حاصل ہے۔جو متبع نہیں وہ قریب رہ کر بھی رفیق نہیں اور جسے اتباع حاصل ہے وہ دور ہوکر بھی قریب ہے۔پس جو صحیح معنوں میں ان کا رفیق ہوگا دنیا ہی میں اس کو جنت کا مزہ آنے لگے گا کیوں کہ یہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یائے نسبتی سے ان کو اپنا فرمایا ہے کہ یہ میرے ہیں۔جنت میں بھی میرے ہیں اور دنیا میں بھی میرے ہو کے رہے۔نہ نفس کے ہوئے نہ شیطان کے ہوئے نہ معاشرہ کے ہوئے، ساری زندگی میرے ہو کے رہے، ساری زندگی میری مانی، نہ نفس کی مانی، نہ شیطان کی مانی، جسم و جان سے مجھ پر قربان رہے۔گناہوں کے تقاضوں پر صبر کیا، اگر کبھی غلطی ہوگئی تو خون کے آنسو بہائے، میرے حضور میں کلیجہ رکھ دیا۔تو پھر ان کے لیے میں یائے تخصیص کیوں نہ لگاؤں اور ان کو کیوں نہ کہوں کہ یہ میرے ہیں؟

۲)اور دوسرا عمل یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو متبعِ سنت و شریعت ہو اور بزرگانِ دین کا صحبت یافتہ و اجازت یافتہ ہو اپنا مربی اور دینی مشیر بنالیں اور اس کے مشورہ سے خلوت میں کچھ ذکر کرلیا کریں۔تو ذکر سے جو نور پیدا ہوگا خواہ قلیل و ضعیف ہو بوجہ ہم جنسیت کے شیخ کے نور قوی و کثیر کا جاذب و جالب ہوگا۔کیوں کہ بقاعدہ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ نور نور کو جذب کرتا ہے اور نار نار کو جذب کرتی ہے۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نوریاں مر نوریاں را جاذب اند

ناریاں مر ناریاں را طالب اند

نوری لوگ نوریوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور ناری ناریوں کے طالب ہوتے ہیں۔ پس سالک جب ذکر کرتا ہے تو یہ نورِ ذکر شیخ کے باطنی فیضان کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پس جو ذکر کا التزام نہیں کرے گا اس کو شیخ سے نفعِ کامل نہ ہوگا جس طرح قطب نما کی سوئی پر مقناطیس کی ہلکی سی پالش ہوتی ہے جس کی وجہ سے قطبِ شمالی کا خزانۂ مقناطیس اس سوئی کو اپنی طرف کھینچے رکھتا ہے اگر سوئی پر مقناطیس کی تھوڑی سی پالش نہ ہو تو قطب شمالی اس سوئی کو شمال کی طرف جذب نہیں کرے گا۔ اسی طرح التزامِ ذکر کو استقامت میں بہت خاص دخل ہے۔ قلب کی سوئی پر ذکر کے نور کی پالش کی برکت سے حق تعالیٰ کا نور ذاکرین کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے رکھتا ہے۔ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب شمالی کی طرف مستقیم رہتی ہے اگر قطب شمالی سے ذرہ برابر اس کا رخ پھیرنا چاہو تو تڑپ جاتی ہے اور جب تک اپنا رخ قطب شمالی کی طرف درست نہیں کر لیتی بے چین رہتی ہے۔ اسی طرح جس قلب پر نور کی پالش ہوتی ہے تو ذرا بھی میلان الی المعصیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخ پھرنے لگے تو ایسا دل تڑپ جائے گا۔

۳) اور تیسرا عمل یہ ہے کہ خلوت وجلوت میں حقوق العباد کا خاص خیال رکھیں۔ کیوں کہ حقوق العباد صاحبِ حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اور ہر کام کو شریعت کے مطابق رکھیں۔ (صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد)

جنت میں گھر بنانے کا وعدہ

حضرت ابوامامہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات میں یا دن میں سورہ حم الدخان پڑھے گا تو جنت میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک گھر تعمیر فرما دیں گے۔ **ورواہ الطبرانی والاصبهانی ایضا من حدیث أبی أُمَامَةَ ولفظُهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ أَوْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَنَى اللهُ لَهُ بِهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔** (اخرجہ الاصبہانی فی کتابہ الترغیب والترہیب ۱/ ۱۹۶، رقم: ۹۱۸)

خاتون جنت کا نکاح آسمان میں فرشتوں اور جنتیوں کی محفل میں ہوا

شیر خدا کی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کے اظہار پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالحسن! تجھے بشارت ہو کہ یقیناً حق تعالیٰ نے تیرا اور فاطمہ کا عقد آسمان میں باندھ دیا ہے۔ تیرے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ نے میرے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس کے بہت سے چہرے اور بال و پر تھے، سلام کہا اور کہا: **ابشر بجمع وطهارة النسل** میں نے سوال کیا: اے ملک! ا بشارت اور طہارت نسل سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا میں سطائیل فرشتہ ہوں، قوائم عرش میں سے ایک پر موکل ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے آپ تک خوشخبری پہنچانے کی اجازت فرمائی اور یہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ انہوں نے سلام کیا اور جنت کے ریشم سے سفید ریشم کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ لائے، جس پر نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ خط ہے، اس مکتوب کا مضمون کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حق تعالیٰ نے آپ کو مخلوقات سے منتخب فرمایا اور آپ کیلئے ایک ساتھی چنا حضرت فاطمہ کو اسے دے دیں۔ اور اسے اپنی دامادی کا شرف بخشیں۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جس کے جسم پر میری اخوت کی خلعت چست و درست بیٹھی ہے؟ عرض کیا: آپ کے چچا کا بیٹا علی ہیں جن کا نکاح حق تعالیٰ نے آسمان پر اس طرح باندھا کہ تمام بہشتوں کو حکم دیا کہ وہ آراستہ و پیراستہ ہو جائیں اور حوروں کو وحی بھیجی کہ وہ زیورات سے مزین ہو جائیں، شجرۂ طوبیٰ کو حکم ہوا کہ وہ پتوں کے بجائے خلعت فاخرہ پہنیں پھر حکم فرمایا کہ آسمانوں کے فرشتے چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے نزدیک جمع ہو جائیں اور وہ منبر و جو منبر کرامت سے موسوم ہے اور آدم علیہ السلام نے اس پر خطبہ پڑھا ہے وہ نور سے ترتیب دیا ہوا منبر ہے، بیت المعمور کے سامنے رکھا۔ پھر حق تعالیٰ نے جس کا نام "احیا" کو وحی بھیجی۔ اس نے منبر پر آ کر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، فرشتوں میں فصاحت و بلاغت، لطائف نطق اور حسن صورت میں کوئی بھی اس کے برابر نہیں۔ اس کی خوش گفتاری اور حسن صوت سے آسمان جھومنے لگے۔

پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ جبرئیل کی طرف وحی بھیجی کہ اے جبرئیل! میں نے اپنی بندی فاطمہ بنت محمد کا عقد اپنے بندے علی بن ابی طالب سے باندھ دیا ہے تو بھی ملائکہ کے درمیان اس انعقاد کو مستحکم کر۔ میں نے بھی خدائے تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کی تائید میں ان کا نکاح باندھا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا۔ تمام صورت واقعہ کو اس ریشم کے ٹکڑے پر لکھ کر فرشتوں کی گواہی سے اسے مضبوط کیا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کی خدمت میں اسے پیش کروں پھر مشک سے اسے مہر لگا کر جنت کے خازن رضوان کے سپرد کروں۔ جب یہ عقد مبارک منعقد ہو گیا تو حق تبارک تعالیٰ نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ اپنے زیورات اور لباسہائے فاخرہ کو نچھاور کرے اور فرشتے، حوریں، غلمان و ولدان ان کو لوٹ لے جائیں اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف دیں۔

قیامت تک یہ ہدایا اور تحائف باقی رہیں گے پھر حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو اس عقد ازدواج کی خوش خبری سناؤں اور ہدیہ تبریک پیش کروں۔ آپ بھی ان کو دو مبارک بیٹوں جو دنیا و آخرت میں طاہر و فاضل ہیں کی بشارت دیجئے۔ پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے ابوالحسن! خدا کی قسم! جبرئیل علیہ السلام نے ابھی آسمان کی سیڑھی پر قدم نہیں رکھا تھا اور بال اقبال فضائے ملکوت میں اڑنے کے لئے نہیں کھولے تھے کہ تم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمان خداوندی نازل ہو چکا ہے اٹھو، مسجد چلیں اور مجلس عام میں یہ مبارک عقد انجام دیں۔ (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ: جلد ۳، ص: ۵۲: ۵۳)

جنت کا راستہ

کیا ہماری مسلم، روزے دار اور فرماں بردار خواتین کوئی ایسا آسان راستہ جانتی ہیں جو انہیں جنت میں پہنچا دے؟ اگر نہیں جانتی ہیں تو ان کی خدمات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث پیش ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت وسعادت کے ایسے راستے کی

رہنمائی کی ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور جنت تک پہنچانے والا ہے، نیز اس پر چلنے سے میاں بیوی کے درمیان بہترین مضبوط ازدواجی تعلقات بھی استوار رہیں گے۔

سورہ دخان کی تلاوت پر حور سے شادی کا تحفہ

ابورافع سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات میں سورۃ دخان کی تلاوت کرتا ہے تو اس حال میں صبح ہوتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اور جنت کی خوبصورت عورت سے اس کی شادی (مقدر) کر دی جاتی ہے۔

عَنْ اَبِي رافع مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ اَصْبَحَ مَغْفُوْرًا لَّهُ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ۔ (کنز العمال ۱/ ۲۶۵، رقم الحدیث: ۲۶۹۴)

لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو لڑکی پیدا ہوا اور وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

لڑکیوں کی پرورش پر حدیث میں بڑی خوشخبریاں دی گئی ہیں اور لڑکی کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے لڑکیوں اور غلاموں کو بہت ابھارا اور ان کو عزت ورفعت عطا کی اس بات کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ قبل از اسلام صنف نازک اور غلاموں پر کئے جانے والے مظالم پر بھی نظر ڈالیں جہاں عورتوں اور غلاموں کو بڑے بڑے حکماء ودانشوران قوم کہے جانے والے معاشرے کے نام ونہاد معزز افراد جانوروں سے زیادہ بدتر سمجھتے تھے اور بے چاری صنف نازک کی مظلومیت کا تو یہ عالم تھا کہ اس کو انسان سمجھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اس کو ایک جانور سمجھتے تھے۔ فرانس نے اگر کسی قدر عورت پر احسان کیا تو اس کو انسان قرار دیا مگر یہ کہ عورت صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے ظاہر ہے ایک طرف تو یہ ہے دوسری طرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے تعلق سے کتنی خوشخبریاں سنائی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گئیں، تو قیامت کے دن میں اور وہ ساتھ ساتھ آئیں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ اسطرح ساتھ ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کو ادب و تہذیب سکھایا، شادی کر دی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بہترین صدقہ نہ بتادوں، تمہاری بیٹی تمہارے ہی ذمہ ہے، تمہارے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی اور نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنی اولاد پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو صدقہ اور ثواب کی چیز ہی نہیں سمجھتے ہیں جب کہ اس کو بھی حدیث میں صدقہ قرار دیا گیا ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنی اولاد پر یوم عاشورا کو کھانے پینے میں کشادگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پورے سال وسعت و کشادگی عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنے بچوں پر خرچ کرنے میں بخل نہ کریں بلکہ دل کھول کر خرچ کریں اور تعلیم و تربیت کے لئے جتنے پیسے خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ ذخیرۂ آخرت بنائیں گے اور جب بچے صحیح تعلیم و تربیت سیکھ لیں گے تو آپ کا ان پر خرچ کیا ہوا روپیہ ضائع نہیں جائے گا بلکہ دنیا ہی میں بھی اور آخرت میں اس کا نعم البدل ملے گا۔ لیکن اولاد کی تعلیم و تربیت پر خاص طور پر توجہ دیں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے والدین اگر اس میں کوتاہی کریں گے تو آخرت میں اس سلسلہ میں سخت باز پرس ہوگی۔

ذکر اللہ کا مزہ جنت سے بھی زیادہ ہے

حضرت حکیم الامت ؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام کے برابر جنت بھی نہیں ہوسکتی کیوں

کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ** میرا کوئی مثل نہیں۔ جب ان کی ذات کا کوئی مثل نہیں ہوسکتا تو ان کے نام کی لذت کا بھی کوئی مثل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی، چناں مست ساقی کہ مے ریختہ (تزکیہ نفس)

نعمائے جنت سے بڑھ کر مزہ پانے والے لوگ

اس لیے دونوں جہاں سے بڑھ کر مزہ وہ اپنے دل میں پاتے ہیں، اس پر حکیم اختر صاحب کا شعر ہے؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

کیوں کہ دونوں جہاں اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ دنیا بھی، آخرت بھی، جنت بھی اور دوزخ بھی۔ تو یہ بتاؤ کہ جنت مخلوق ہے یا نہیں؟ اور پوری دنیا مخلوق ہے یا نہیں؟ تو خالق افضل ہے یا مخلوق؟ تو جب خالق دل میں آئے گا تو پورے عالم سے بے نیازی اور استغنا پیدا ہو جائے گا۔ ضرورتاً کھائے گا لیکن کسی نعمت کو دیکھ کر للچائے گا نہیں، صرف جینے کے لیے کھائے گا، کیوں کہ قیامِ اسٹرکچر اور ڈسٹمپر اسی سے ہے، روٹی نہ ملے تو چہرہ بھی سوکھ جاتا ہے اور اسٹرکچر بھی کانپنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کے قلب میں سیر چشمی ہوگی۔ عاشقِ ذاتِ حق کے لیے جنت بھی درجۂ ثانوی میں ہوتی ہے، اللہ کے نام میں وہ جنت سے بڑھ کر مزہ پاتا ہے۔ پس دیدارِ الٰہی کے علاوہ سب کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے، جب دردِ دل سے اللہ کہتا ہے تو اپنے قلب میں دونوں عالم کا حاصل **بِجَمِيْعِ كَمِّيَّاتِهٖ وَ كَيْفِيَّاتِهٖ وَلَذَّاتِهٖ** پاتا ہے۔ اللہ کا نام حاصلِ دو جہاں ہے؎

لذتِ دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے
مجھ کو تمہارے نام سے لذتِ دو جہاں ملی

لیکن اس شعر میں ایک کمی رہ گئی تھی جو میں نے دوسرے شعر میں دُور کی کہ ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے

مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

دونوں جہاں جس کی برابری کرسکیں وہ اللہ نہیں ہوسکتا۔ مخلوق اور خالق کیسے برابر ہوسکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کے خالق ہیں، خالقِ جنت ہیں، جس نے اللہ کو دنیا میں پالیا وہ حاصلِ جنت پا گیا، گو جنت وہ بعد میں دیکھے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں جنت دیکھوں گا تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا کیوں کہ اتنا یقین مجھ کو دنیا ہی میں حاصل ہے ببرکتِ صحبتِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ خالقِ جنت جس کے دل میں ہے تو بتاؤ! جب جنت سے افضل چیز موجود ہے تو جنت سے زیادہ مزہ اس کو دنیا ہی میں نہ آنے لگے گا؟ جب اللہ تعالیٰ دل میں ہے تو سارے عالم کے بادشاہوں کے نشے، سارے عالم کی سلطنت کے نشے، وزارتِ عظمیٰ کی کرسیوں کے نشے، سارے عالم کے انگوروں کے نشے، سارے عالم کے سیبوں کے نشے، سارے عالم کا رس اللہ اس دل میں گھول دیتا ہے جس دل میں وہ اللہ آتا ہے۔ واللہ! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس حقیقت کی تعبیر کے لیے میرے پاس لغت نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے، ہماری لغت محدود ہے۔ غیر محدود ذات کو دل محسوس تو کرسکتا ہے مگر لغت سے تعبیر نہیں کرسکتا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہر چہ گویم را شرح و بیاں

ہر چند میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی شرح بیان کرتا ہوں لیکن ؎

چوں بہ عشق آیم خجل باشم ازاں

جب دوبارہ عشق مجھ پر طاری ہوتا ہے اور میں زبانِ محبت کو پیش کرتا ہوں، تو اس بیان

میں مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ پچھلے بیان سے میں شرمندہ ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ جب میرے عاشق مجھے یاد کرتے ہیں، تو میرے نام میں یہ خاصیت ہے کہ ان کے دل کو چین اور اطمینان ملتا ہے اور اطمینان کی دو وجہ میں نے بیان کی: ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے دل میں کوئی حسرت نہیں ہوتی، نہ دنیا کی، نہ جنت کی، دونوں جہاں یہیں پاجاتے ہیں۔ (لذت قرب خدا، از: حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ)

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک دخولِ جنت کا سبب

حضرت عبدالرحمن بن ابی مرُ ادرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوفرمایا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے لئے اس کا کیا باعث اور محرک ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ ورسول کی محبت، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ ورسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ ورسول کی محبت ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے بات کرے تو سچ بولے جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔ گویا جو شخص پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اللہ ورسول کی محبت اسے نصیب ہوتی ہے۔

جنت کے فرش کا ظاہر:

مفسرین نے سعید بن جبیرؒ کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس کا ظاہر مجسم نور کا ہوگا۔ اے

جنت کا پھل جنتی کے پاس خود سے آئیگا:

جنتی ایسے فرشوں پر ٹیک لگائے ہوں گے، اور جنت کے پھل ان کے منہ کے قریب آجائیں گے، اور وہ لیٹے لیٹے، بیٹھے بیٹھے، کھڑے کھڑے جس طرح چاہیں گے ان کو کھائیں گے۔

جنت میں انسان ساکن اور نعمتیں متحرک ہوں گی:

حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جب پھل دیکھے گا اور اُس کو کھانے کی خواہش ہوگی تو پھل اُس کے پاس آجائے گا۔لیکن دنیا میں آدمی کو پھل خریدنے کے لئے جانا پڑتا ہے، یا آدمی پھل توڑتا ہے تو ایک پھل اس سے قریب ہوتا ہے اور دوسرا دور ہوتا ہے۔لیکن جنت میں انسان کو کسی حرکت کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، وہاں آدمی ساکن ہوگا اور جنت کی نعمتیں متحرک ہوں گی، کسی ضرورت کے لئے آدمی حرکت نہیں کرے گا، ساری چیزیں خود اس کے پاس آجائیں گی، اور آدمی کا ساکن ہونا تھکنے کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ عیش وعشرت کی وجہ سے ہوگا۔(تفسیر رازی:۲۹/۷۷۳)

اڑتا ہوا پرندہ خوان بن کر حاضر ہوجائے گا:

آدمی کو پرندہ کھانے کی خواہش ہوگی تو کسی شکار کی ضرورت نہیں ہوگی، بلکہ وہی پرندہ بھنا ہوا اس کے پاس آجائے گا، اور جب آدمی اس کو کھالے گا تو پھر وہ پھڑ پھڑاتا ہوا اُڑ جائے گا۔ پرندہ کھانے کا جو مزہ ہے وہ تو اپنی جگہ ہے، لیکن جب وہ دوبارہ زندہ ہوکر اُڑے گا تو اس کا مزہ الگ ہوگا۔(موضوعاتی درس قرآن،ص/174)

حوروں کی صفات:

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (سورہ رحمٰن)

ان میں نیچی نگاہ والیاں (یعنی حوریں) ہوں گی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔سوائے جن وانس! تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یہ آدمی کی فطرت ہے کہ وہ اپنے ساتھ ایسی لڑکی کو چاہتا ہے جس کا اس سے پہلے کسی

اور سے تعلق نہ ہوا ہو۔ اور یہ بات بالکل معقول اور غیرت والی ہے۔ پرانے زمانے میں اس بات پر جنگیں ہوا کرتی تھیں، اور پھر یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کافر اور یہودیوں میں بھی فطرتاً یہ بات پائی جاتی ہے۔

اس لئے فرمایا کہ وہاں نگاہوں کو نیچے رکھنے والی عفیف حوریں ہوں گی، اپنی ذات میں بھی وہ خود اتنی پاک دامن ہوں گی کہ وہ کبھی نگاہ ہی نہیں اُٹھائی ہوں گی، وہ صرف اپنے شوہروں کو دیکھیں گی، کسی اور کو نہیں۔

نہ کسی انسان نے اُسے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ کیوں سنا رہے ہیں؟ اس لئے کہ بڑے بڑے زاہد، مشائخین، علماء، مفتیانِ کرام، ڈاکٹرس، انجینئرس، وکلاء، تجار، دیہاتی، شہری سب کے دلوں میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی بیوی میں یہ وصف ہو۔

جنت میں ستر جوڑوں سے پنڈلی کا گودا نظر آئے:

اور پھر ان کی خوبصورتی کا عالم یہ ہوگا کہ وہ ستر جوڑے پہنی ہوئی ہوں گی، اور ان ستر جوڑوں سے کوئی بدصورتی اور بے ڈھنگا پن ظاہر نہیں ہوگا، بلکہ خوبصورتی میں اور اضافہ ہوگا، اور ان ستر جوڑوں کے اندر سے اس کی پنڈلی اور پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ (صحیح مسلم: باب فی صفات الجنة واهلها، ۲۸۳۴)

حور کا حسن سورج اور چاند سے زیادہ

اُن کی چمک کا یہ حال ہوگا کہ اگر وہ دنیا میں جھانکے تو سورج و چاند کی روشنی ان کے سامنے ماند پڑ جائے۔ ساری زمین مشک کی خوشبو سے بھر جائے۔ (معجم الکبیر للطبرانی: ۵۳۷۹)

ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ صرف اپنی ہتھیلی اہل دنیا پر ظاہر کرے تو آسمان اور زمین روشن ہو جائے۔ اور ان کی خوشبو کی مہک پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس ہو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۳۹۸۷و۳۳۹۸۸)

حور کے لعاب سے سات سمندر میٹھے ہو جائیں:

اگر وہ اپنا لعاب سات سمندروں میں ڈال دے تو سارے سمندروں کا پانی میٹھا ہو جائے۔(صفة الجنة لابی نعیم: ذکر نکاح أهلها وتعانقهم حوره ۱،۴۱۰)

"لَوْ اَنَّ حَوْرَاءَ بَصُقَتْ فِيْ سَبْعَةِ اَبْحُرٍ لَعَذُبَتِ الْبِحَارُ مِنْ عَذُوْبَةِ رِيْقِهٖ۔

حور کے کنگن کی جھلک سے سورج بے نور ہو جائے:

اور اس حور کے کنگن کی دنیا میں صرف جھلک دکھا دی جائے تو اُس کے سامنے سورج کی روشنی ایسی ماند پڑ جائے گی جیسے سورج کے نکلنے پر ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔(سنن ترمذی: باب ما جاء فی صفة اهل الجنة)

سورج کے نکلنے پر جیسے ستارے نظر سے غائب ہو جاتے ہیں، ایسے ہی اگر جنتی عورت کے کنگن کی جھلک اس دنیا پر پڑ جائے تو سورج کی روشنی غائب ہو جائیگی اور وہ بے نور ہو جائیگا۔

کیا جنت میں استنجاء کی ضرورت ہو گی؟

"لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ (صحیح بخاری: باب احادیث الانبیاء: ۳۳۲۷)

اہل جنت پیشاب نہیں کریں گے، پاخانہ نہیں کریں گے، تھوکیں گے نہیں، ناک کی ریزش صاف نہیں کریں گے، اور ان کا پسینہ مشک کا ہو گا"

ایک یہودی آپ کے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں بھی لوگ کھائیں گے اور پئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ کیوں نہیں؟ بلکہ جنت میں ایک آدمی کو کھانے پینے اور جماع میں سو آدمیوں کے برابر قوت دی جائے گی، یہودی نے کہا کہ پھر تو اس کو استنجاء کی بھی حاجت ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا اور کھانا ہضم ہو جائے گا۔(مسند احمد: الجزء الثانی والثلاثون: ۱۹،۱۹۲۶۹)

اور ایک روایت میں آپ نے فرمایا: طَعَامُھُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ (صحیح مسلم، باب فی صفات الجنۃ ۷۳۴۳۔)

ان کا کھانا مشک کی طرح ڈکار سے ہضم ہو جائے گا۔

ایک روایت میں ہے: ''فَلَيْسَ فِيهِنَّ أَذًى'' کہ ان کو پیریڈ (menses) نہیں ہوگا۔

پس جب ان میں کوئی گندگی نہیں ہوگی، خون، پیپ، پیشاب پاخانہ اور تھوک وغیرہ سے وہ پاک ہوں گے، ایک مُشک کی ڈکار آئے گی یا تھوڑا سا پسینہ آئے گا اور سب ہضم ہو جائے گا تو پھر ان سے گھن اور تکدر بھی نہیں ہوگا (مسند الفردوس: ۲۹۵۵)

جنتی مردوں کی قوت:

اس لئے ایسی جب حوریں ہوں گی تو اللہ پاک اسی اعتبار سے ان سے لطف اندوز ہونے کے لئے مرد میں بھی اسی طرح کی قوت پیدا کر دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی مرد کو جماع میں سو مردوں کے برابر قوت ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اہل جنت بھی جماع کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! وہ ایسے ذکر سے جماع کریں گے کہ جو کبھی سست نہیں پڑے گا اور کبھی اس کی خواہش کم نہیں ہوگی۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں آدمی سو سو عورتوں سے صحبت کر سکے گا۔

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جنت میں آدمی جتنا چاہے جماع کر سکے گا، اور جیسے جیسے وہ عورتوں کو دیکھے گا ویسے ویسے نئی نئی شہوت پیدا ہوتی جائے گی۔ اور ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد عورت دوبارہ باکرہ ہو جائے گی۔ (موضوعاتی قرآن، ص/178)

کیا جنت میں بچے پیدا ہوں گے؟

اور پھر ایک کمال کی بات یہ ہے کہ جماع سے حمل نہیں ٹھہرے گا، ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

"اَهْلُ الْجَنَّةِ يَنْكِحُونَ النِّسَاءَ وَلَا يَلِدْنَ لَيْسَ فِيهَا مَنِيٌّ وَلَا مَنِيَّةٌ"
"اہل جنت عورتوں سے صحبت کریں گے، لیکن عورتیں بچے نہیں جنیں گی، اس میں کوئی منی نہیں ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت میں اگر آدمی بچے چاہے گا تو ایک لمحے میں بچہ پیدا ہو جائے گا لیکن آپ نے فرمایا کہ وہاں لوگ اس کی خواہش نہیں کریں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسانوں کو ملنے والی حوریں ایسی ہوں گی جن کو کسی انسان نے کبھی ہاتھ نہ لگایا ہوگا اور نہ جماع کیا ہوگا، اور جنات کو ملنے والی حوریں ایسی ہوں گی جن کو کبھی کسی جن نے کبھی ہاتھ نہ لگایا ہوگا اور نہ جماع کیا ہوگا۔

اس آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ دنیا میں بعض مرتبہ خود انسانوں کو جنات ستاتے ہیں اور ان پر مسلط ہو جاتے ہیں، تو جنت میں اس طرح کا بھی کوئی امکان نہیں ہوگا۔ (موضوعاتی قرآن)

چشموں سے مشک و عنبر اور کافور کی بارش:

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (سورہ رحمن)

اُن دو باغوں میں جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے۔ سوائے جن و انس! تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

دنیا میں جو بڑے بڑے چشمے ہیں جن میں سے پانی نکلتا ہے، جنہیں دیکھنے کیلئے سارے انسان جمع ہوتے ہیں، لوگوں نے ان کو ایک تفریح گاہ بنالیا ہے، لیکن جنت کے چشمے تو قدرتی چشمے ہیں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جیسے دنیا میں پانی کے قطرے گرتے ہیں ویسے ہی اہل جنت پر ان چشموں سے مشک، عنبر اور کافور کی بارش ہوگی۔

عجوہ کے جنت کا پھل ہونے کا مطلب:

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عجوہ کو جنت کا پھل قرار دیا ہے۔ اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ (ترمذی:2066)

اِس کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ برکت میں تمثیل دی گئی ہے، یعنی عجوہ جنت کے پھلوں کی طرح ایک بابرکت پھل ہے۔ نیز یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ واقعۃً یہ جنت سے لایا گیا ہو، اور مسندِ بزّار کی ایک روایت سے اِس مطلب کی تائید بھی ہوتی ہے، وہ روایت یہ ہے: لَمَّا أُخْرِجَ آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ، زُوِّدَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَعَلَّمَهُ صَنْعَةَ كُلِّ شَيْءٍ، فَثِمَارُكُمْ هَذِهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، غَيْرَ أَنَّ هَذِهِ تَغَيَّرُ وَتِلْكَ لَا تَغَيَّرُ (مسند البزار:8/45)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا گیا تو انہیں جنت کے پھلوں کا زادِ راہ بھی دیا گیا اور ہر چیز کی صنعت سکھائی گئی، پس تمہارے یہ پھل جنت کے پھلوں میں سے ہیں، البتہ ان پھلوں میں تبدیلی آ گئی ہے اور جنت کے پھل بدستور ہیں۔ (تحفۃ الالمعی:5/408)

جنت کی سواریاں اور حوریں

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے فرمایا کہ ہاں وہاں گھوڑے ہوں گے لیکن سونے کے ہوں گے اس کا جسم سونے کا ہوگا اور وہ اسی طرح چلے گا جیسے دنیا میں تمہارا یہ گوشت اور ہڈی والا گھوڑا چلتا ہے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے فرمایا کہ ہاں وہاں اونٹ بھی ہوں گے لیکن وہ سونے کے ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب سواری بنائی ہے قندیل نما سواریاں بنادی ہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پتلی پتلی ٹانگوں والے قندیل میں بیٹھے ہوئے اڑ رہے ہیں اور جنت میں گھوم رہے ہیں گویا وہاں ایسی سواریاں ہوں گی یہاں تو آدمی کار میں اور ہوائی جہاز میں بیٹھ کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی نعمت دے دی، لیکن وہاں کی نعمتوں کے سامنے یہاں کی نعمتیں بالکل ہیچ ہیں فرمایا کہ چڑیوں کی طرح قندیلوں میں اڑتے پھریں گے جنتی لوگ جب کہیں جانا چاہئیں گے وہ قندیل آئے گا اور جہاں جانا چاہیں گے وہاں جائیگا پھر آجائے گا آپ نے پیراسوٹ تو دیکھا ہوگا جو فوجیوں کے پاس رہتا ہے یہ اسی کی حقیری سی نقل ہے اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں رکھی ہیں ایسی ایسی نعمتیں کہ اللہ تبارک و

تعالیٰ ان نعمتوں کو اگر ظاہر فرمادیں تو عقل حیران رہ جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسی حوریں ہوں گی اگر ایک کوئی حور دنیا میں تھوک دیے تو ساری دنیا خوشبو سے بھر جائے اور فرمایا کہ اس کے گیسوا تنے خوبصورت ہوں گے کہ اگر ایک بال اس کا اگر زمین پر آجائے تو اسکی چمک سے لوگوں کی آنکھیں چوندھیاں جائیں ایسے عجیب وغریب مناظر اللہ نے جنت میں رکھے ہیں یہ اس وقت حاصل ہوں گے جب انسان امتحان میں پاس ہوگا اور رمضان المبارک جیسے مہینے کی قدر کرے گا۔ اس مہینہ کے بارے میں اللہ کے نبی نے فرمایا کہ: **اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ** یہ آخری مہینہ آگ سے خلاصی کا مہینہ ہے اور جہنم سے چھٹکارے کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

جنت میں ہر قسم کی چیزیں ملیں گی:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جاوے تو جب تیرا جی چاہے گا کہ یاقوت سرخ کے گھوڑے پر تجھ کو سوار کیا جاوے جو تجھ کو جہاں جہاں تیرا جی چاہے لیے پھرے تب ہی ایسا ہو جاوے گا اور اسی حدیث میں ہے کہ اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے تو تجھ کو ہر قسم کی چیزیں ملیں گے جو کچھ تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت ہو۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

ادنیٰ جنتی کے لیے انعامات:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادنیٰ اہل جنت کا ایسا ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیبیاں ہوں گی اور اس کے لیے ایک قبہ موتی اور زبرجد اور یاقوت کا اتنا بڑا کھڑا کیا جاوے گا جیسا جابیہ سے صنعاء کا فاصلہ ہے اور اسی اسناد سے یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت پر تاج ہوں گے کہ ادنیٰ موتی ان کا مشرق ومغرب

کے درمیان کی چیزوں کو روشن کر سکتا ہے۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

جنت میں دودھ اور شہد کے دریا ہوں گے:

حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دریا پانی کا اور ایک شہد کا اور ایک دودھ کا اور ایک شراب کا ہوگا۔ پھر ان دریاؤں سے آگے نہریں نکل نکل کر چلی ہیں۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

حوروں کی صداء دلنواز

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک جگہ ہوگی جہاں حوریں جمع ہو کر بلند آواز سے جس کے مثل خلائق نے نہ سنا یہ گائیں گی **نحن الخالدات**...... الخ یعنی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی اور ہم آرام سے رہنے والی ہیں کبھی سختی نہ جھیلیں گی اور ہم راضی رہیں گے کبھی ناراض نہ ہوں گی اس شخص کے لیے بڑی خوشحالی ہے کہ وہ ہمارا ہو اور ہم اس کے ہوں۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

جنت میں خدا کا دیدار ایسے ہی آرام سے ہوگا جیسے چاند کا ہونا ہے:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ نے لیلۃ البدر میں چاند کو دیکھا اور فرمایا کہ تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسا اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں ایک دوسرے کو زحمت نہیں ہوتی۔ (جیسا شاہاں دنیا کی سواری دیکھنے میں ہوتی ہے)۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

جنتی کو جنت میں سب سے محبوب چیز کیا ملے گی؟

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت والے...... جنت میں جاویں گے اللہ تعالیٰ فرماویں گے تم کچھ اور زیادہ چاہتے ہو کہ تم کو دوں وہ عرض کریں گے کیا

آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا، کیا آپ نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی آپ فرماتے ہیں کہ پس پردہ اٹھا دیا جاوے گا پس اللہ تعالیٰ کا جمال باکمال دیکھیں گے اور کوئی چیز ان کو ایسی عطا نہ ہوئی تھی جو اپنے رب کی طرف نظر کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم ومشکوٰۃ)

جنت میں ادنیٰ اور اعلیٰ شخص کو کس طرح کا انعام ملے گا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے ادنیٰ درجہ کا وہ شخص ہوگا جس کو اپنے باغ اور بیبیاں اور سامان نعمت اور خدمت گار اور اسباب مسرت ایک ہزار برس کی مسافت تک نظر آویں گے اور سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہوگا جو حق تعالیٰ کے دیدار سے صبح وشام مشرف ہوگا۔ (ترمذی ومشکوٰۃ)

جنت میں حق تعالیٰ کی زیارت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے دفعتہً ان کے روبرو ایک نور بلند ہوگا تو دیکھتے کیا ہیں کہ اوپر سے حق تعالیٰ کا ظہور ہوا اور ارشاد ہوگا السلام علیکم یا اہل الجنۃ اور اس آیت کی بھی تفسیر ہے سلامٌ قولاً من رب رحیم پس حق تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت حق تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب تک ادھر دیکھتے رہیں گے کسی نعمت کی طرف التفات نہ کریں گی یہاں تک کہ ان سے پردے میں ہوجائے گا اور نور (جو اس کا اثر ہے) باقی رہ جاوے گا۔ (ابن ماجہ ومشکوٰۃ)

مسلمان جہنم سے نکل کر پاک صاف ہو کر جنت میں چلے جائیں گے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان دوزخ سے رہائی پا کر جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جائیں گے اور دنیا میں جو ایک

کے حقوق دوسرے کے ذمہ تھے ان کا عوض معاوضہ ہوگا یہاں تک کہ جب بالکل پاک صاف ہو جاویں گے تو دخول جنت کے لیے اجازت مل جائے گی۔ (تسہیل شوق الوطن از: حکیم الامتؒ)

رگ رگ سے کھوٹ نکل جائے تب جنت میں جائے گا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں مثال دی ہے۔ایک کپڑا ہے اس میں میل لگا ہوا ہے اس کو دھوبی کے یہاں دیا جاتا ہے دھوبی اس کو دھوتا ہے اٹھا اٹھا کر سر کے اوپر سے پتھر پر دے مارتا ہے لاٹھی سے پٹائی کرتا ہے اس کے اوپر ریہہ ڈالتا ہے راستہ میں بچھا دیتا ہے چلنے والے اس کے اوپر سے گذرتے ہیں بھٹی پر رکھتا ہے اس کو جلاتا ہے اس کو خوب پکاتا ہے تاکہ اس کے تاگہ تاگہ سے رگ رگ سے میل نکل جائے لکڑی سے کوٹتا ہے ابرق اس پر ڈالتا ہے اس کو پھیلا دیتا ہے ان سارے مراحل کے بعد وہ اس قابل ہوتا ہے کہ وہ شہزادے کا لباس بن سکے شہزادہ اس کو پہن سکے یہ اس کی ذلت ہوئی نیچے بچھا دیا لوگ اس کے اوپر کو چل رہے ہیں ریہہ ڈالدی لاٹھی سے پٹائی کی اس کے بعد اس کو کتنا بڑا عہدہ ملا مقام کتنا بڑا ملا اسی طریقہ پر جنت میں جانے کے لئے جو مقام حاصل کرنا ہے اس کے واسطے ضرورت ہے کہ اپنی رگ رگ سے ریشہ ریشہ سے کھوٹ نکل جائے، وہ یہیں ختم ہو جائے۔ (اسرار طریقت)

جنت کی ضمانت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

من تکفل لی أن لایسأل الناس شیأ فاتکفل له بالجنة ، فقال ثوبان أ نافکان لایسأل احداً شیئاً ۔(سیر أعلام النبلاء:۳/۱۶)

ترجمہ: جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں

کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ثوبان نے کہا: میں !راوی کا بیان ہے کہ وہ کسی سے کچھ بھی نہیں مانگتے تھے۔

ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آئیگا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''یدخل علیکم من ھذا الباب رجل من أھل الجنة'' اس دروازہ سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا'' ابنِ عساکر وغیرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ''اس دروازہ سے پہلا آنے والا شخص جنتی ہوگا'' معاً بعد اس دروازہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''حِراء'' پہاڑ پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے، ''حراء'' پہاڑ کا پتھر ہلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تھم جا، اے حرا! ''فما علیك إلا نبی أو صدیق أو شھید'' تیرے دامن میں صرف نبی، صدیق، اور شہید ہیں۔

نبی، خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق، حضرت ابوبکر صدیق اور باقی سب شہید ہیں، ظلم سے مارے گئے ہیں؛ البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی موت سے مرے ہیں، ان کے بارے میں قاضی عیاض کہتے ہیں ''إنما سمي شھیداً لأنہ مشھود بالجنة'' انہیں جنت کی بشارت ملنے کی وجہ سے شہید کہا گیا ہے۔ (از: مفتی اشرف علی عاشق الٰہی قاسمی)

دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لینے والی شخصیت

حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب نور اللہ مرقدہ بہت بڑے ذاکر و شاغل انسان تھے، انکی زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے معمور رہتی تھی، گویا اس حدیث پاک پر پورا عمل تھا کہ ہر وقت زبان ذکر اللہ سے تروتازہ رہے، اگر آں موصوف کے متعلق یوں کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ اس دارِ فانی میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لے رہے تھے، ایک مرتبہ راقم الحروف کا حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی نقشبندی، محدث و ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کے ہمراہ خانقاہ رائے پور جانا ہوا، تو حضرت مرحومؒ سے بھی ملاقات ہوئی، تو ہم لوگوں نے جو مشاہدہ کیا وہ پیش خدمت ہے: آں موصوف لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور زبان ذکر الٰہی میں مشغول تھی ، اس طرح کہ زبان نیچے کی جانب سے تالو کے اُوپر لگ رہی تھی، کبھی زور سے اور کبھی ہلکے انداز میں اللہ! اللہ! کہہ رہے تھے، تو اس حالت کو دیکھ کر حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ''موصوف دُنیا میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لے رہے ہیں'' واضح رہے کہ خانقاہ رائے پور کا خانقاہ رشیدیہ گنگوہ سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے، یہ سلسلہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیمؒ صاحب رائے پوری سے آں موصوف تک پہنچا، نیز آپؒ کے بعد بھی پہنچتا رہے گا، آپ اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے درمیان گویا دو واسطے ہوئے، ایک حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ اور دُوسرے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ۔

حضرت موسیٰؑ نے دربار خداوندی میں دعا کی الٰہی مجھے اس شخص سے ملا جو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں بازار میں جاؤ وہاں ایک قصاب اس حلیہ کا ہے وہ جنت میں تمہارا رفیق ہوگا۔ پس موسیٰؑ اس دوکان کی طرف گئے، اور مغرب کے وقت تک وہاں کھڑے رہے۔ اس وقت قصاب نے گوشت کا ایک ٹکڑا زنبیل میں ڈال دیا اور گھر جانے لگا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کیا تم کسی مسلمان کو ساتھ رکھ سکتے ہو اس نے کہا ہاں! پس آپؑ اس کے ساتھ اس کے گھر گئے اس نے گوشت

پکایا اور گھر میں زنبیل نکالی اس میں ایک بہت ضعیف بڑھیا کبوتر کے بچے کی طرح تھی۔ اس نے نکالا اور چمچہ میں شوربا لے کر اس کو خوب کھلایا پلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہوگئی اور اس کے کپڑے دھوئے اور خشک کر کے اسے پہنائے اور پھر اسی زنبیل میں رکھ دیا بڑھیا نے ہونٹوں میں کچھ دعا دی۔

موسیٰؑ نے فرمایا میں نے اس کے ہونٹوں کو دیکھا کہتی تھی الٰہی میرے بیٹے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جنت میں رفیق بنا۔ پھر اس نے زنبیل کو پکڑا اور میخ پر لٹکا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا یہ میری والدہ ہے بیچاری ضعیف ہوگئی ہے اٹھ بیٹھ نہیں سکتی موسیٰؑ نے فرمایا مبارک ہو کہ میں موسیٰ ہوں اور تو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اللہ نے اپنے اسمائے پاک اور افضل المخلوقات محمد مصطفےٰ ﷺ کی طفیل سے ہم پر جنت کا راستہ آسان کر دیا۔ (والدین کے حقوق ص:۳۰)

دنیا ہی میں جنت کی خوشبو

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں (اللہ کی راہ میں) قتل کیا جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں (یہ سن کر) انہوں نے اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے ہوء شہید ہو گئے۔

جنگ احد (شوال سن ۳ھ میں جب خالد بن ولید) جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور کفار و مسلمان آپس میں برسر پیکار ہو گئے تو کچھ لوگ تو میدان جنگ سے نکل بھاگے اور کچھ لوگ ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اسی دوران حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو دشمن نے یہ افواہ پھیلا دی کہ (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ اس سے مسلمانوں کا رہا سہا ہوش بھی جاتا رہا۔ اکثر لوگوں کے حوصلے ٹوٹ گئے، بعض لوگوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔ اور مایوس

ہو کر ہتھیار پھینک دیئے، کچھ لوگوں نے سوچا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے مل کر کہا جائے کہ وہ ابوسفیان سے ان کے لئے امان طلب کر دے۔ چند لمحے بعد ان کے پاس سے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا، دیکھا کہ لوگ ہاتھ پر

ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ پوچھا کس چیز کا انتظار ہے؟ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم لوگ زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو! اور جس چیز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی اسی پر تم بھی جان دے دو، اس کے بعد کہا: اے اللہ! ان لوگوں نے (یعنی مسلمانوں نے) جو کچھ کہا ہے اس پر میں تیرے حضور معذرت کرتا ہوں اور ان لوگوں نے (مشرکین نے) جو کچھ کیا ہے اس سے برأت اختیار کرتا ہوں، یہ کہہ کر آگے بڑھے، آگے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے دریافت کیا، ابوعمر کہاں جا رہے ہوں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ آہا: جنت کی خوشبو کا کیا کہنا۔ اے سعد! میں اسے احد کے پرے محسوس کر رہا ہوں۔ اسکے بعد وہ آگے بڑھے اور مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (الرحیق المختوم، ص: ۴۳۲، مطبوعہ المجلس العلمی، علی گڑھ)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا کہ میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کروں، اور فرمایا کہ اگر وہ دکھائی پڑ جائیں تو انہیں میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کر رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مقتولین کے درمیان چکر لگاتے ہوئے ان کے پاس پہونچا تو وہ آخری سانس لے رہے تھے۔ انہیں نیزے، تلوار اور تیر کے ستر سے زیادہ زخم آئے تھے۔ میں نے کہا: اے سعد! اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سلام

کہتے ہیں اوردریافت فرمارہے ہیں کہ مجھے بتاؤ۔ اپنے آپ کوکیسا پارہے ہو، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوسلام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردینا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کی خوشبو پارہاہوں، اورمیری قوم انصار سے کہو کہ اگرتم میں سے ایک آنکھ بھی ہلتی رہی اوردشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچ گیاتوتمہارے لئے اللہ کے نزدیک کوئی عذرنہ ہوگا، اوراسی وقت ان کی روح پروازکرگئی۔ (الرحیق المختوم ص: ۴۵۳)

ایک جنتی عورت کانظارہ

عَنْ عَطَاء بنِ اَبِي رباح قَالَ: قال لِيْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ بَلَى! قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: اِنِّي اُصْرَعُ وَاِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ تعالىٰ لِيْ قَالَ: اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعوتُ اللهَ اَنْ يُّعافيَكِ. قالت: اَصْبِرُ، قالت: فَاِنِّي اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللهَ اَنْ لاَ اَتَكَشَّفَ، فَدَعَالَهَا۔ (بخاری، کتاب المرضیٰ باب فضل من یصرع من الریح، ومسلم کتاب البر والصلۃ باب ثواب المومن فیمایصیبہ من مرض......ص ۳۱۸)

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیامیں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے کہاکہ کیوں نہیں؟ کہا کہ یہ کالی عورت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اورکہنے لگی، مجھے مرگی کادورہ پڑتاہےجس کی وجہ سے میں بے پردہ ہوجاتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے دعاکیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرتم چاہوتوصبرکرو (بدلے میں) تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہوتو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہیں (اس بیماری سے) سے عافیت دے۔ اس (عورت) نے کہا کہ میں صبرکرتی ہوں مگرچونکہ میں بے پردہ ہوجاتی ہوں (اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجئے کہ

میں بے پردہ نہ ہوا کروں۔ چنانچہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرما دی۔

کثرت سجود جنت کی ضمانت ہے

عَنْ رَبِيْعَةَ بنِ كَعْبِ الاَسْلَمِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتِيْه بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِه. فَقَالَ لِىْ سَلْ. فَقُلْتُ: اَسْئَلُكَ مُرَافقتَكَ فِى الْجَنَّةِ ۔ فَقَالَ: اَوْ غير ذٰلِك؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ ، قَالَ: فَأَعِنِّى عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ (مسلم۔کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجو د والحث علیہ، صفحہ ۱۹۳)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گذارتا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کے لئے پانی اور ضرورت کی کوئی چیز لا دیتا (ایک دن خوش ہو کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے مانگو، میں نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال کرتا ہو (یعنی جنت میں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہو جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے علاوہ کچھ اور (بھی مانگ لو) میں نے کہا کہ بس وہی (مجھے کافی ہے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سجدوں کی کثرت کے ساتھ اپنے لئے میری مدد کرو۔

جنت کا بادشاہ کمزور شخص ہوتا ہے:

اسی طرح ایک دوسری روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ جنت کے بادشاہ کون ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جنت کا بادشاہ) (وہ شخص (ہوگا) جو کمزور ہے۔لوگ اسے کمزور سمجھتے ہیں وہ پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ (مگر اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں اس کا وہ رتبہ ہے کہ) اگر وہ خدا کے بھروسے پر قسم کھالے تو خدا اسے سچا کر دیتا ہے''۔ (ابن ماجہ)

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: ''تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' (یعنی تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ شخص کیسا ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس قابل ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر بات کرے تو اس کی بات پر غور کیا جائے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اسی دوران غریب مسلمانوں میں سے ایک شخص گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''بھلا اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ (تو معمولی آدمی ہے اور) اس قابل ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے۔ اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر بات کرے تو اسے غور سے نہ سنا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا اس جیسے (امیروں) سے بھری ہوئی ہو تو ان سب سے یہ (غریب) بہتر ہے۔ (صحیح بخاری)

گھر میں کم سامان رکھنے والا جنت میں

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو وہاں کے بڑے لوگوں اور لشکر کے سرداروں نے ان کا استقبال کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا بھائی کہاں ہے، لوگوں نے کہا آپ کا بھائی کون ہے؟ انہوں نے کہا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (جو کہ شام کے حاکم تھے) لوگوں نے کہا کہ ابھی وہ آپ کے پاس آتے ہی ہوں گے اتنے میں وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئے، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا، پھر لوگوں سے کہا کہ اب تم لوگ ہمارے پاس سے چلے جاؤ، اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

کیساتھ ان کے گھر تک آئے، انہوں نے ان کے گھر میں کوئی سامان نہیں دیکھنا سوائے ان کی تلوار، کمان اور کجاوہ کے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو اپنے گھر میں کچھ سامان رکھ لینا چاہئے، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! یہ ہمیں آرامگاہ تک آسانی سے پہنچادے گا۔ (یعنی جنت تک)۔ (رواہ عبدالرزاق فی المصنف)

کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ

ارشاد فرمایا: سالک میں اس صفت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ صرف دوسروں کے دسترخوان پر کھانے والا نہ ہو۔ بلکہ حسبِ استطاعت اپنے دسترخوان کو بھی وسیع کرے۔ کیوں کہ کھانا کھلانا پانی پلانا۔ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کھانا کھلاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ۔

اصل کامیابی جنت میں داخل ہونا ہے

مجلس میں حاضرین نے سوال کیا۔ آج کے دور میں مالدار آدمی کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یہ کامیاب انسان ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت والا نے ارشاد فرمایا۔ بینکوں کو دھوکہ دیکر کما لینے والا چار چار دکانیں بنا لینے والا سمجھتا ہے کہ میں بہت کامیاب انسان ہوں، اسی طرح دنیا میں ججوں کو دھوکہ دیتے ہیں، رشوتیں کھلاتے ہیں اور کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسی کامیابی سے کیا فائدہ اللہ کی نظر میں کامیابی الگ ہی چیز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کو جہنم سے ہٹا دیا گیا، نجات دیدی گئی اور جس کو جنت میں داخل کردیا گیا وہ کامیاب ہوگیا۔ (ملفوظات حبیب الامت جلد اول)

شداد کی جنت اور امریکی تحقیق

شداد نے جو جنت بنوائی تھی وہ جنت کہاں کس سرزمین اور ملک میں بنوائی تھی؟ ۲۰۰۵ء میں امریکی سیٹ لائٹ سے شداد کی جنت کا پتہ لگایا گیا چونکہ ترقی کا دور ہے ایسے ایسے کیمرے

ایجاد ہو گئے ہیں کہ زمین کے اندر کی چیزیں بھی نظر آ جاتی ہیں چنانچہ معلوم ہوا کہ اردن کے علاقہ میں جس کو ہم جارڈن کہتے ہیں وہاں کی زمین میں تر سٹھ فٹ نیچے شداد کی جنت آج بھی موجود ہے اتنی مٹی اس کے اوپر پڑ گئی اور نہ جانے کیسے کیسے حوادثات رونما ہوئے کہ وہ جنت تر سٹھ فٹ زمین کے اندر دب چکی ہے دنیا میں جو بھی ہے وہ سب فنا ہونے والا ہے بڑی سے بڑی سلطنت ہو، بڑی سے بڑی عمارت ہو، شاہوں کے محلات ہوں، نوابوں کے دربار ہوں، آج خاندان مغلیہ کی عمارتیں ویران پڑی ہوئی ہیں جہاں الوؤں کا بسیرا ہے کتنی شان و شوکت کے ساتھ انہوں نے حکومت کی، کتنے ہی مال و زر کے انبار جمع کئے مگر آج ان کا کوئی نام لینے والا باقی نہیں رہا! کہاں چلی گئیں ہلاکو و چنگیز خاں کی تاناشاہی اور ہٹلر کی ظلم و زیادتی؟ (تفسیری خطبات حبان جلد اول)

والدین کی خوشی سے جنت کے دروازے کا کھلنا

حضرت عبداللہ بن عباس نے ایک روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی کے والدین زندہ ہیں، اور آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، صبح اس حالت میں اٹھتا ہے، کہ اس کے والدین اس سے خوش ہیں، تو اس کے لیے جنت کے دونوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر ایک زندہ ہے والد یا والدہ، اور وہ اس سے خوش ہیں، تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طرح شام کو کیا جاتا ہے، اور اگر اس کی صبح اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہیں تو جہنم کے دونوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر ایک زندہ ہے تو ایک جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی طریقہ سے شام کو کیا جاتا ہے، والدین کی برکت سے، والدین کے خوش

ہونے سے جنت بھی کھل رہی ہے، صبح کو بھی کھل رہی ہے اور شام کو بھی کھل رہی ہے اور والدین کے ناراض ہونے سے جہنم کا دروازہ کھل رہا ہے، صبح کو بھی کھل رہا ہے، شام کو بھی کھل رہا ہے، یہ ہے والدین کا مقام اور یہ ہے والدین کی عظمت، والدین کا بہت بڑا مقام ہے، اس لیے میرے دوستو! والدین کی عزت کرو، اور والدین کو غنیمت سمجھو۔ (ماں باپ اور اولاد کے حقوق)

جنت میں لے جانے والی پانچ چیزیں

۱-نامۂ اعمال: سورہ ق: ۵۰، آیت: ۱۸، ''کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر (کراماً کاتبین میں سے) ایک نگہبان (اس کو لکھنے کے لئے) اس کے پاس تیار رہتا ہے''۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے منہ سے صرف اچھی بات ہی نکالیں تا کہ اسے نیکیوں والا فرشتہ لکھے۔

۲-اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس: سورہ مجادلہ: ۵۸، آیت: ۷، ''جب سرگوشی کرتے ہوئے تین شخص صلاح مشورہ کرتے ہیں ان میں چوتھا وہ یعنی اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ ہوتے ہیں تو وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔ پھر جو کام یہ کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ ان کو بتائے گا، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے''۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت یہ احساس رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم مؤدب رہیں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جو اس پاک ہستی کو ناپسند ہو۔ ۳-نماز میں خلوص اور محبت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ سورہ طٰہٰ: ۲۰، آیت: ۱۴، ''مجھے نماز کے ذریعے یاد کرو'' سورہ علق: ۹۶، آیت ۱۹، ''سجدہ کرو اور میرے قریب ہو جاؤ''۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ جب اذان ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس جیسی عظیم اور بزرگ و برتر ہستی ہماری منتظر ہے۔ رکوع کرتے وقت ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس نیت سے جھک جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآنی احکام اور احادیث صحیحہ سے آگاہی حاصل کریں۔ اور

ان پر عمل کرنے کی پر خلوص کوشش کریں۔ سجدے کی حالت میں ہم خوش محسوس کریں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو رہی ہے۔

۴-دکھ اور تکلیف میں صبر: سورہ بقرہ: ۲، آیت: ۱۵۳، ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ اگر کسی کی طرف سے رنج یا تکلیف پہنچے تو اس کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رفاقت سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں۔ سورہ حم السجدہ: ۴۱، آیت: ۳۴-۳۵، ''جو برائی کے جواب میں بھلائی کرتے ہیں وہ دیکھیں گے کہ جو ان کا دشمن ہے وہ اب ان کا دوست ہے اور یہ چیز ان کو حاصل ہوئی ہے جن کا بڑا نصیب ہے''۔ یعنی جنت میں بھی ان کا اعلیٰ مقام ہوگا۔

۵-اللہ تعالیٰ کی محبت کا احساس: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت بڑا اشرف عطا کیا ہے۔ سورہ ص: ۳۸، آیت: ۷۱-۷۲، ''تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان بناتا ہوں جب اس کو ٹھیک بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے آگے سجدے میں گر جانا۔'' جس سے بے پناہ محبت ہوتی ہے یعنی اسکو مسجود ملائک کا اعزاز بخشا جائے۔ اس محبت کا احساس اور یہ خوشی کہ اس قدر محبت کرنے والی ہستی کا سایہ سر پر ہے انسان کو اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان رکھتے ہیں اس طرح زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے معمور ہوتا ہے اور نامۂ اعمال میں بطور نیکی لکھا جاتا ہے، لہٰذا یہ خوشی انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

سورہ الم نشرح: ۹۴، آیت، ۷-۸، ''جب فارغ ہوا کرو تو (عبادت میں) محنت کرو اور اپنے پروردگار کی طرف دل لگاؤ''۔ جیسے نماز میں سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رفاقت حاصل ہو اور فارغ اوقات میں جو اللہ تعالیٰ جیسی محبت کرنے والی ہستی سے دل لگائے وہ کبھی بھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرے گا۔

اسے انتہائی بابرکت صحبت حاصل ہوگی، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور وہ سب غموں سے آزاد ہوگا ؎

زمانے بھر کے غم اور اک تیرا غم
یہ غم ہوگا تو کتنے غم نہ ہوں گے

قرآن مجید میں ہے: سورہ انعام:۶، آیت:۱۶۲، ''تم کہو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے''۔

شرابِ الٰہیہ اور شرابِ جنت

حضرت حکیم اختر صاحب ؒ فرماتے ہیں: سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عاشقین دنیاوی لذتوں کی فانی شراب کو کیوں منہ نہیں لگاتے؟ تو جواب یہ ہے کہ چوں کہ اعلیٰ درجے کی پیتے ہیں اس لیے گھٹیا شراب نہیں پی سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی اعلیٰ درجہ کی شراب ازلی ابدی پیتے ہیں، اس لیے دُنیا کی گھٹیا شراب کو کیا منہ لگائیں گے، ان کے یہاں تو شرابِ جنت بھی درجۂ ثانوی ہے کیوں کہ جنت کی شراب ابدی تو ہے مگر ازلی نہیں ہے اور دنیا نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے، اس لیے ولی اللہ ایسی تھرڈ کلاس کی کہاں پی سکتے ہیں۔ ولی اللہ کھاتا ہے مگر جینے کے لیے، عیش کے لیے نہیں، اور جیتا ہے اللہ کے لیے، لیکن اگر مزیدار کھانا کھاتا ہے تو مزیدار نعمت دینے والے کی تجلی دیکھ کر مست ہوتا ہے، وہ نعمت سے مست نہیں ہوتا، نعمت کے اندر نعمت دینے والے کی تجلی دیکھتا ہے کہ واہ رے واہ، میرے مولیٰ! کتنا عمدہ کوفتہ اور کباب بنا ہے۔ یہ نعمت کی لذت ان کو منعم تک پہنچاتی ہے، لذتِ قربِ منعم سے وہ مست ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کافر وہی کباب کھائے ، وہی ولی اللہ کھائے دونوں کی لذت میں فرق ہوتا ہے کیوں کہ منعم کی تجلی سے مومن کا مزہ دوبالا ہورہا ہے، نعمت کی لذت الگ اور منعم کی لذت الگ، اور جس سے اللہ ناراض ہے اس کی لذیذ نعمتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نعمتوں کی لذت کا رس نکال دیتا ہے، کھاتے ہیں مگر بے کیف ہو کر

کھاتے ہیں، بے چین اور پریشان رہتے ہیں، اور پریشانی میں بریانی بھی اچھی نہیں لگتی اور اللہ کے نام کے اطمینان سے سوکھی روٹی بھی اللہ والوں کو مست رکھتی ہے، تو یہ بتارہا ہوں، لوٹ لو یہی لذت لوٹنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے کہ اللہ کے قرب کی لذت لوٹ لو، سارا عالم بلا تقسیم ملے گا۔ سن لو سلطنتِ عمان اور سلطنتِ قطر نہیں پورے عالم کی سلطنت آپ کو اپنے قلب میں محسوس ہوگی۔ وہ خالقِ سلاطینِ عالم جب آئے گا تو دل میں سارے عالم کی سلطنت کا رس گھول دے گا۔ اس کا حاصل، اس کا نشہ آپ کو مل جائے گا۔ جو سلاطین کو تخت و تاج کی بھیک دے سکتا ہے، جب وہ بھیک دینے والا آئے گا آپ کے قلب کو بلا الیکشن ایسی سلطنت عطا ہوگی جو عَلٰی مَعْرَضِ الزَّوَالِ، عَلٰی مَعْرَضِ الْفَنَا نہیں ہوگی۔ آپ کو زوالِ سلطنت کا خوف نہیں ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے قلب میں سلطنت کا نشہ آرہا ہے، ایسی لازوال سلطنت جس کی سلاطین عالم کو ہوا بھی نہیں لگی، بلا تقسیم سارا عالم پاؤ گے ؎

وَلَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ
اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ

پورے عالم کو اللہ تعالیٰ ایک عاشق کے دل میں رکھ دیتا ہے۔ سنو! جس نے یہاں اللہ کو پالیا مجاہدے سے، غمِ تقویٰ سے، شکستِ آرزو سے اور اللہ تعالیٰ پر جانبازی سے اور اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے سے، ان کی صحبتوں کے صدقے میں جس نے اللہ تعالیٰ کو پالیا، صاحب نسبت ہوگیا اس کو تو یہیں جنت کا مزہ آجاتا ہے، سوائے اللہ کے دیدار کے۔ یہی ایک نعمت ہے جو جنت میں اہلِ جنت کے لیے اضافی ہے، مستزاد ہے، باقی رہی جنت تو اللہ تعالیٰ جو خالقِ جنت ہے وہ جس دل میں آتا ہے تو جنت کا مزہ اس دل میں گھول دیتا ہے، اور کیسے گھول دیتا ہے، سن لو! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت پوری مجموعی **بِجَمِيْعِ نَعْمَائِهٖ** افضل ہے یا **خَالِقِ نَعْمَائِهٖ**

افضل ہے؟ جوافضل پا گیا تو جنت سے افضل مزہ وہ دل میں پا گیا۔ یہ بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے، میں دلائل سے سمجھا رہا ہوں، لیکن پورا مزہ کب آئے گا؟ کباب کی لاکھ تعریف کرو مگر کباب کبھی کھایا نہ ہوتو پورا مزہ نہ آئے گا مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ یہ عربی کا مقولہ ہے جو چکھتا نہیں وہ پورا مزہ نہیں سمجھ سکتا لیکن جسے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے عطا فرمائے۔ پھر بھی میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر استدلال، اتنا عمدہ مضمون بیان کرا دیا کہ عقلاً بھی آپ سمجھ جائیں گے کہ جب جنت کا خالق اللہ ہے تو وہ خود جنت سے افضل ہے لہٰذا جب ہمیں دنیا میں تقویٰ کی برکت سے اور اہل اللہ کی غلامی سے صاحبِ نسبت بنائیں گے اور قلب میں اپنی تجلی عطا فرمائیں گے تو حق تعالیٰ کی تجلیات جو صفاتِ تخلیق لذاتِ دنیا اور صفاتِ تخلیق لذاتِ جنت لیے ہوئے ہیں ان کو دونوں جہاں کی لذات سے بڑھ کر قلب میں پائیں گے الّا دیدارِ الٰہی کیوں کہ دیدار کے لیے یہاں آنکھیں بن رہی ہیں، حقیقت وہاں نظر آئے گی مگر مستیاں یہاں بھی رہیں گی، واللہ! کہتا ہوں کہ کسی سچے اللہ والے کے پاس بیٹھ کر دیکھ لو، اگر تمام بادشاہوں سے بڑھ کر قوی نشہ اس کے پاس نہ ہو، سارے عالم کی بریانیوں اور کبابوں سے زیادہ نشہ اس کے پاس نہ ہو، سارے عالم کی لیلائے کائنات اور مجانینِ عالم سے زیادہ نشہ اُس میں نہ ہوتو کہنا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر سچا ولی اللہ مل جائے تو میرا قول آپ صادق پائیں گے۔ (لذت قرب خدا)

دنیا کے پانی کے بدلے جنت کی شراب

دنیا میں پانی پلانے کا اجر وثواب اس قدر ہے کہ اس پانی پلانے کے عوض اللہ عزوجل قیامت کے دن اس شخص کو اس پانی کے بدلے جنت کی شراب مرحمت فرمائیں گے؛ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

حضرت ابوسعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالی اس کو جنت کا ہر الباس پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالی اس کو جنت کے پھل کھلائے گا، اور جو مسلمان کسی پیاسے کو پانی پلائے تو اس کو اللہ تعالی جنت کی شراب پلائے گا۔ (ابوداوٗد: باب فی فضل سقی الماء، حدیث: ۱۶۸۴)

جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرنے والا عمل

انسانوں کو پانی پلانا اور شدت پیاس میں ان کو سیراب کرنا یہ ایسا عمل ہے جس کو جنت سے قربت اور جہنم سے دوری کا باعث بتلایا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجیے جو مجھے اللہ عزوجل کی اطاعت سے قریب اور جہنم سے دور کردے، فرمایا: کیا تم ان دونوں پر عمل کروگے ؟ تو اس نے کہا: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاف کی بات کہو اور زائد چیز دوسروں کو دے دو، اس نے کہا: اللہ کی قسم ! میں نہ تو انصاف کی بات کرسکتا ہوں اور نہ زائد چیز کسی کو دے سکتا ہوں، فرمایا: کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، اس نے کہا: یہ بھی مشکل ہے، فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں، اس نے کہا: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اونٹنی اور ایک مشکیزہ لو، پھر ان لوگوں کے گھر جاؤ جن کو پانی کبھی کبھی ملتا ہے، انھیں پانی پلاؤ، شاید کہ تمہاری اونٹنی ہلاک ہو اور تمہارے مشکیزہ پھٹ جائے اس سے پہلے تمہارے لیے جنت واجب ہوجائے گی، راوی کہتے ہیں کہ: وہ دیہاتی تکبیر کہتا ہوا چلا، کہتے ہیں: اس کے مشکیزہ کے پھٹنے اور اس کی اونٹنی کے ہلاک ہونے سے پہلے وہ شہادت سے مشرف ہوگیا "**فما انخرق سقائه ولا هلك بعيره حتى قتل شهيدا**" (السنن الکبری للبیہقی، باب ما ورد فی سقی الماء، حدیث: ۷۵۹۸)

ریشم کے بستر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ**۔ (الرحمن: ۵۴)

ترجمہ: (اور) وہ لوگ (جنت میں) تکیہ لگائے ایسے فرشوں (بچھونے اور بستروں) پر بیٹھے ہوں گے جن کے استر موٹے ریشم کے ہوں گے (اور قاعدہ ہے کہ اوپر کا کپڑا بہ نسبت استر کے

زیادہ نفیس ہوتا ہے؛ پس جب استر استبرق (موٹے ریشم) کا ہوگا تو اوپر کا کیسا کچھ ہوگا)۔

فائدہ: آیت سے معلوم ہوا کہ جنت کے بچھونے کی شکل یہ ہوگی کہ اس کا نچلا حصہ موٹے ریشم کا ہوگا اور اوپر کا حصہ اس سے زیادہ نفیس اور زینت میں زیادہ بڑھ کر ہوگا۔(حادی الارواح:۲۶۹۔ حاکم:۲/۴۷۵)

بچھونوں کی بلندی اور درمیان کے فاصلے:

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت **وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ** (الواقعۃ:۳۴)

(ترجمہ: اور بلند وبالا بچھونے ہوں گے) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

اِرْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَسِيرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ۔(ترمذی)

ترجمہ: ان بچھونوں کی بلندی آسمان وزمین کے درمیانی فاصلہ جتنی ہوگی اور ان میں کے دو بچھونوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان حدیث میں رشدین بن سعد راوی ہے جو منکر کی روایت کرتا ہے اگر یہ روایت معتبر ہو تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جنتیوں کے درجات اتنے بلند ہوں گے اور بچھونے ان کے اوپر ہوں گے اور اگر یہ روایت معتبر نہ ہو تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول یہ دوسری روایت زیادہ محفوظ ہوگی جس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر دو بچھونوں کے درمیان آسمان وزمین کے فاصلہ کے برابر فاصلے ہوں گے۔(حادی الارواح:۲۶۹۔ مسند احمد:۳/۷۵)

یا یہ کہ یہ بچھونے جنت کے درجات میں ہوں گے اور درجہ کے درمیان آسمان وزمین کے برابر کا فاصلہ ہے۔(صفۃ الجنۃ ابن کثیر:۱۰۰۔ البدور السافرہ:۱۹۷۱۔ بحوالہ ترمذی شریف:۲۵۴۰)

میرے ناقص خیال میں مذکورہ حدیث کا یہ آخری مطلب زیادہ صحیح ہے (امداد اللہ)

بچھونے کااوپر کا حصہ نور جامد کا ہوگا:

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا ظاہری (اوپر والا) حصہ نور جامد کا ہوگا۔

(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:١٥٦)

موٹے اور باریک ریشم کے درمیان فاصلہ کی مقدار:

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ کی تفسیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اس بچھونے کے اوپر والا حصہ گرایا جائے تو اس کے نچلے حصہ تک چالیس سال تک نہ پہنچے۔

(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:١٥٨۔ ترغیب وترہیب: ٤/٥٣١، بحوالہ طبرانی مرفوعاً)

بچھونے کتنے موٹے ہوں گے:

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچھونوں کی اونچائی چالیس سال کے سفر کے برابر ہے۔ (نہایہ ابن کثیر: ٢/٤٤٩)

تختِ شاہانہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ (الطور:٢٠) **ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ** (الواقعۃ: ١٣، ١٤، ١٥، ١٦) **فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ**۔ (الغاشیۃ: ١٣)

ترجمہ: (جنت میں بیٹھتے ہوں گے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کردیں گے۔

ترجمہ: (ان مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے

لیکر قیامت تک (کذا فی الدر المنثور عن جابر مرفوعا) اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت (سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بہ نسبت زمانہ امت محمدیہ کے کہ قرب قیامت میں پیدا ہوئے زیادہ طویل ہے؛ پس جس قدر خواص اس طویل زمانہ میں ہوئے ہیں جن میں لاکھ یا دو لاکھ یا کم وبیش انبیاء بھی ہیں بہ تقضائے عادت زمانہ قلیل میں ان سے کم ہی ہوں گے)۔

لمبائی اور خوبصورتی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تخت سونے کے ہوں گے جن کے تاج زبرجد، جوہر اور یاقوت کے ہوں گا ور ایک تخت مکہ اور ایلہ جتنا طویل ہوگا۔ (حادی الارواح: ۲۷۸)

اونچائی:

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تخت کی اونچائی اوپر کی طرف سو سال کے سفر کے برابر ہوگی، جب آدمی اس پر بیٹھنے کا ارادہ کریگا تو وہ (فوراً) اس کے لیے جھک جائیگا؛ حتی کہ وہ اس پر بیٹھ جائے گا پھر جب وہ اس پر بیٹھ جائے گا تو وہ پھر اپنی جگہ تک بلند ہو جائے گا۔ (حادی الارواح: ۲۷۸)

یہ تخت کن چیزوں سے بنائے گئے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دوست جنت میں تخت پر تشریف فرما ہوگا جس کی بلندی پانچ سو سال کی ہوگی؛ اسی کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے **وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ** اور تخت ہوں گے بلند، فرمایا کہ یہ تخت سرخ یاقوت کا ہوگا جس کے سبز زمرد کے دو پر ہوں گے پھر اس تخت پر ستر بچھونے ہوں گے جن کا استر نور کا ہوگا اور اوپر کا حصہ باریک ریشم کا ہوگا اور اندر کا موٹے ریشم کا ہوگا؛ اگر اس تخت کے اوپر کے حصہ کو گرایا جائے تو اپنے نچلے حصہ تک چالیس سال کی مدت میں پہنچے۔ (بستان الواعظین وریاض السامعین: ۱۴۳، ۱۴۴)

تختوں کی زیب و زینت (مسہریاں)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ (الدهر، الإنسان:۱۳)
(وہ جنت میں مسہریوں پر ٹیک لگائے ہوں گے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ أَرَائِكِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ أَرَائِكِ (مسہری) اس وقت تک نہیں بنتی جب تک کہ پلنگ پر پردہ نہ پڑا ہوا ہو جب پلنگ اور اوپر کا پردہ دونوں جمع ہوں تو أَرَائِكِ کہلاتا ہے۔ (بدور السافرہ:۱۹۷۶)

چالیس سال تک تکیہ کی ٹیک:

حدیث: حضرت ہیثم بن مالک طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرجل ليتكیء المتكأ مقدار أربعين سنة مَايتحول عنه ولا يمله، يأتيه مَا اشتهت نفسه ولذت عينه۔

ترجمہ: آدمی چالیس سال کی مقدار تک تکیہ کی ٹیک لگائے گا نہ وہاں سے ہٹے گا اور طبیعت اکتائے گی، اس کے پاس جو اس کا جی چاہے گا اور آنکھوں کو لذت ہوگی پیش ہوتا رہے گا۔

ستر سال تک تکیہ کی ٹیک:

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِينَ سَنَةً قَبْلَ أَنْ يَتَحَوَّلَ۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابي سعيد الخدري رضي اللہ عنہ حدیث نمبر: ۱۱۷۳۳، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: آدمی جنت میں پہلو بدلے بغیر ستر سال تک ٹیک لگا سکے گا (اور اس سے زائد بھی اور کم بھی۔

حضرت سلیمان بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جنتی آدمی جنت میں ستر سال تک ٹیک لگائے بیٹھے گا، آس پاس اس کی بیویاں اور خدمت گذار ہوں گے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ اس کو شان و شوکت اور نعمتیں عطاء فرمائیں گے وہ بھی ہوں گی؛ پھر وہ نظر اُٹھا کر جو دیکھے گا تو اس کو اس کی کچھ اور بیویاں نظر آئیں گی جن کو اس نے اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوگا وہ کہیں گی اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ اپنی طرف سے ہمارا نصیب عطاء فرمائیں۔ (جولات فی ریاض الجنات: ۸۳۔ بحوالہ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۴۱)

مسہریاں کس چیز سے بنی ہوں گی:

ارشادِ باری تعالیٰ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ (المطففین: ۳۵) کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسہریاں لؤلؤ اور یاقوت سے بنی ہوں گی۔ (البعث والنشور: ۳۴۱۔ تفسیر ابن جریر طبری: ۱۹/ ۶۶)

نیک عورت نے جنت کا تخت دنیا میں دیکھا:

حضرت ابوحامد حلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ بڑی نیک تھیں، ایک دن ہم بہت محتاجی کی حالت میں تھے مجھ سے کہا: اے بیٹے! ہم کب تک اس تکلیف میں رہیں گے؟ جب سحر کا وقت ہوا تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر ہمارے واسطے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے ہمیں دنیا میں کچھ عطا فرما دے، اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں مجھے ایک نور دکھائی دیا، میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک تخت کے سونے کے پائے ہیں اور وہ جواہر سے مرصع کئے گئے ہیں، میں نے والدہ سے کہا کہ یہ لو اور کچھ جواہر بیچنے کے ارادہ سے بازار میں گیا اور جی میں کہتا تھا کہ ان میں سے کچھ جواہر جوہریوں کے ہاتھ فروخت کرونگا لیکن اس کا کیا طریقہ ہوگا، جب میں مسجد سے لوٹ کر آیا تو مجھ سے میری ماں نے کہا: اے بیٹے! تو مجھے معاف کر دے: کیونکہ جب تو گھر سے نکلا تو میں سو گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی

وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے دروازہ پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ مکان ابواحمد حلاس کا ہے، میں نے کہا: میرے بیٹے کا؟ تو ایک شخص نے کہا: ہاں! میں اس مکان میں جا کر اس کے کمروں میں گشت کرتی رہی میں نے ایک کمرے میں بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے، ان کے درمیان میں ایک تخت ٹوٹا ہوا تھا میں نے کہا: ان تختوں کے بیچ میں یہ ٹوٹا ہوا تخت کس قدر بے موقع ہے، ایک شخص نے مجھ سے کہا: کہ اس کے پائے تم نے لے لیے ہیں، میں نے کہا اسے اپنی جگہ پہنچا دو، جب میں جا گی تو وہ غائب ہو گئے تھے، اللہ کا شکر ہے۔ (روض الریاحین)

گدے اور قالین:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ (الرحمٰن: ۷۶، ۷۷، ۷۸)

ترجمہ: وہ (جنتی حضرات) سبز رفرف اور عجیب و غریب قسم کے خوبصورت فرش پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، تو اے جن انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعمت کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، بڑا با برکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ۔ (الغاشیۃ: ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: اس (بہشت) میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں (یعنی یہ سامان جنتی کے سامنے ہی موجود ہوگا تا کہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے) اور برابر لگے ہوئے گدلے (تکیے) ہیں اور سب طرف قالین (ہی قالین)

پھیلے پڑے ہیں (کہ جہاں چاہیں آرام کریں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بھی نہ پڑے)۔

(تفسیر بیان القرآن تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے پر جنت میں محل ملتا ہے

بیت الحمد: حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَاقَبَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَل ابْنَ الْعَبْدِ قَالَ لِمَلَائِكَتِهِ: مَاذَا قَالَ عَبْدِی قَالُوا: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، قَالَ: ابْنُوا لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔

(مسند ابوداؤد طیالسی: ۵۰۸)

ترجمہ: جب اللہ عزوجل کسی مؤمن کے بیٹے کوموت دیتا ہے تو اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں اس نے (برا بھلا کہنے کے بجائے) آپ کی تعریف کی ہے اور إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّآإِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کردو اور اس کا نام بیت الحمد رکھدو۔

ان سورتوں کے پڑھنے سے جنت میں اتنے محل ملیں گے

حدیث: حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا فِى الْجَنَّةِ مَنْ قَرَأَهَا عِشْرِيْنَ مَرَّةً بنى اللهُ لَهُ قصرين فِي الْجَنَّةِ، من قَرَأَهَا ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً بنى الله لَهٗ ثَلَاثة قصور فِىْ الْجَنَّةِ. فَقَالَ عُمَرَ يَارَسُوْلُ اللهِ إِذًا لتكثرن قُصورِنَا فَقَالَ النَّبِيِّ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ وَاسِعٌ مِنْ ذٰلِكَ۔ (وصف الفردوس بسندہ: ۳۶۔والدارمی بسندہ: ۲/۴۵۹)

ترجمہ: جوشخص دس مرتبہ (سورۂ اخلاص) قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنادیں گے اور جوشخص اس کو بیس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے

جنت میں دو محل بنادیں گے اور جو شخص اس کو تیس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں تین محل بنادیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر تو ہمارے محلات زیادہ ہوجائیں گے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ وسیع (رحمت اور عطاء والے) ہیں۔

مسجد کی تعمیر پر جنت میں محل کا وعدہ:

حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ بَنَى لله مَسْجِدًا يَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (بخاری، مع فتح الباری: ۱/ ۵۵۴۔ مسلم: ۲۴، کتاب المساجد)

ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائیں گے۔

چاشت کی نماز پڑھنے پر سونے کا محل ملیگا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، كِتَاب الصَّلَاةِ،بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى، حدیث نمبر: ۴۳۵، شاملہ،موقع الإسلام)

ترجمہ: جس شخص نے نمازِ چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا ایک محل بنائیں گے۔

نمازِ چاشت اور ظہر کی چار سنتیں:

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ۔ (البدور السافرہ: ۱۸۰۵، بحوالہ طبرانی کبیر)

ترجمہ: جس شخص نے نمازِ چاشت اور ظہر سے پہلے کی چار سنتیں ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائیں گے۔

فرض نماز کی مؤکدہ سنتوں پر بھی جنت میں محل کا وعدہ ہے:

حدیث: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔

(مسلم، كِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَاب فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ، حدیث نمبر: ۱۱۹۸، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس شخص نے ہر دن رات میں بارہ رکعات (سنت موکدہ) ادا کیں اس کے لیے ان رکعات کے ثواب میں جنت میں ایک محل تعمیر کیا جائے گا۔

فائدہ: امام نسائی، امام حاکم، امام ابن خزیمہ اور امام بیہقی نے اس حدیث کے آخر میں ان بارہ رکعات کی تفصیل میں چار رکعات نمازِ ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد اور دو رکعات نمازِ عصر سے پہلے اور دو رکعات نمازِ مغرب کے بعد اور دو رکعات نمازِ فجر سے پہلے کو ذکر فرمایا ہے۔

(نسائی: ۳/ ۲۶۲۔ حاکم: ۱/ ۳۱۱۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۸۸)

نوٹ: ان بارہ رکعات میں عصر سے پہلے کی دو رکعات سنت غیر موکدہ ہیں باقی سنت موکدہ ہیں جن کے ادا کرنے کی احادیث مبارکہ میں تاکید وارد ہے۔

بدھ، جمعرات، جمعہ کا روزہ رکھنے کا فائدہ

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ الْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ وَالْجُمُعَةَ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (طبرانی فی الکبیر عن ابی امامہؓ وفی الاوسط عن انسؓ وابن عباسؓ۔ البدور السافرہ: ۱۸۰۹)

ترجمہ: جس شخص نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بناتے ہیں۔

نماز اوابین کی بیس رکعات کا ثواب:

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

(ابن ماجہ، كِتَاب إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، بَاب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، حدیث نمبر: ۱۳۶۳، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعات ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔

صلوٰۃ اوابین کی دس رکعات کا انعام:

حدیث: حضرت عبدالکریم بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ركع عشر ركعات بين المغرب والعشاء، بني له قصر في الجنة، فقال عمر بن الخطاب: إذا نكثر قصورنا أو بيوتنا يا رسول الله؟ فقال: الله أكثر وأفضل (زہد ابن المبارک: ۴۴۶۔ البدور السافرہ: ۱۸۱۲)

ترجمہ: جس شخص نے مغرب اور عشاء کے درمیان کی دس رکعات (صلوٰۃ الاوابین) ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کرتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر تو ہم بہت سے محلات بنالیں گے؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بڑے اور افضل ہیں (تم جتنا زیادہ عمل کر کے محلات بنواؤ گے اللہ تعالیٰ کے خزانہ رحمت میں کوئی کمی نہیں آتی)۔

چوتھے کلمہ کو بازار میں داخلہ کے وقت پڑھنے کا ثواب:

حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَحَيٌّ لَايَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی:۳۴۲۵۔ابن ماجہ:۲۲۳۵)

ترجمہ: جو شخص بازار میں داخل ہو اور (یہ کلمہ) پڑھا أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَحَيٌّ لَايَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھتے ہیں اور ایک لاکھ گناہ مٹاتے ہیں اور جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

عصر کی چار سنتوں پر ایک محل کا انعام:

حدیث: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ بَنَى اللّٰهُ، عَزَّوَجَلَّ، لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (إتحاف الخيرة المهرة:۲/۳۶۱، شامله. المؤلف: أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري۔ البدور السافرة:۱۸۱۴)

ترجمہ: جو شخص عصر سے پہلے کی چار سنتیں پابندی سے ادا کرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائیں گے۔

یاقوت احمر یا زبرجد اخضر کا ایک محل:

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صام یوما من رمضان فی إنصات وسکوت بنی الله له بیتا فی الجنة من یاقوتة وزبرجدة خضراء۔ (البدور السافرہ:۱۸۱۵، مجمع الزوائد:۳/۱۴۳)

ترجمہ: جس شخص نے رمضان کا کسی دن کا روزہ خاموشی اور سنجیدگی سے رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے جنت میں ایک محل بنائیں گے۔

چار نیک کام:

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا:

ایکم اصبح صائما قال ابو بکر اناقال ایکم شیع جنازة قال ابوبکر اناقال ایکم عاد مریضا قال ابو بکر أنا قال ایکم اطعم مسکینا قال ابوبکر انا. قال من کانت له هذه الاربع بنی الله له بیتا فی الجنة۔ (البدور السافرہ:۱۸۱۶، بزار۔ مجمع الزوائد:۳/۱۶۳)

ترجمہ: تم میں سے آج کسی نے روزہ رکھا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کسی نے (کسی مسلمان کے) جنازہ کو رخصت کیا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے کسی نے مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے (تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جس (مسلمان) میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں گی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں (شاندار) محل بنائیں گے۔

نیک اعمال کرتے رہنے سے جنت کی تعمیر ہوتی رہتی ہے:

حکیم بن محمد اجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنت ذکر اللہ (یعنی

ہر قسم کی عبادت) کے ساتھ تعمیر ہوتی رہتی ہے، جب مسلمان ذکر اللہ کرنے سے رک جاتے ہیں تو (جنت کو تیار کرنے والے فرشتے) جنت کی تعمیر کرنے رُک جاتے ہیں، جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں رک گئے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تک خرچہ (عملِ صالح) پہنچے گا (تو ہم پھر تعمیر جنت شروع کر دیں گے)۔ (آداب النفوس طبرانی، البدور السافرہ:۱۸۱۸)

حضرت محمد بن نصر حارثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو مسلمان بھی دنیا میں خالص اللہ کی عبادت میں لگا رہے تو اس کے لیے کوئی فرشتہ اس کے درجات کی ترقی کے کام میں لگا رہتا ہے، جب بندہ عمل سے رُک جاتا ہے تو یہ فرشتے بھی جنت کی تزیین و ترقی کرنے سے رک جاتے ہیں، جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں رک گئے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ساتھی (دنیا میں موجود عمل کرنے والا) فضول کام میں مصرف ہو گیا ہے۔ (ابونعیم ترغیب و ترہیب، البدور السافرہ:۱۸۱۹)

جنت کے اعلیٰ ادنی اور درمیانے درجہ میں تین محلات :

حدیث : حضرت فضالۃ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

أَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي أَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِبَيْتٍ لَهُ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَّةِ۔ (سنن سعید بن منصور:۲۳۰۴)

ترجمہ: جو شخص مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا میں اس کے لیے جنت کے نچلے درجہ میں ایک محل کا ضامن ہوں اور جنت کے درمیانہ درجہ میں محل کا ضامن ہوں اور ایک جنت کے بلند و بالا خانوں میں محل کا ضامن ہوں۔

نماز کی صف کا خلا پر کرنا:

حدیث : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ دَرَجَةً وَبَنَى لَهُ فِي الْجَنَّةِ بَيْتًا۔ (البدور السافرہ: ۱۸۲۴، بحوالہ طبرانی اوسط)

ترجمہ: جس شخص نے نمازی کی صف کا خلا پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی وجہ سے ایک درجہ بلند کریں گے اور اس کے لیے جنت میں ایک محل بنائیں گے۔

گذارے کی روزی پر قناعت کرنے سے جنت الفردوس میں رہائش

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے بہت ہی معمولی درجہ کی گذارے کی روزی پر بہترین صبر کا مظاہرہ کیا جہاں وہ شخص چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائیں گے۔ (البدور السافرہ: ۱۸۲۵۔ بحوالہ طبرانی اوسط)

جنت کے تینوں درجات میں محلات:

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من ترك الكذب بنى الله تعالىٰ له بيتا فى ربض الجنة، ومن ترك المراء وهو محق بنى الله تعالىٰ له فى وسطها، ومن حسن خلقه بنى الله له فى اعلاها۔ (البدور السافرہ: ۱۸۲۶)

ترجمہ: جو شخص جھوٹ کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے لیے سطح جنت میں ایک محل بنائیں گے اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ حق پر تھا اللہ اس کے لیے جنت کے درمیان میں ایک محل بنائیں گے اور جس کے اخلاق پاکیزہ ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے اعلیٰ مقام میں محل بنائیں گے۔

یاقوت احمر کا محل:

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیس عبد مؤمن فی رمضان الا کتب اللہ تعالیٰ لہ بکل سجدۃ الفا خمس مائۃ حسنۃ وبنی لہ بیتا فی الجنۃ من یاقوتۃ حمراء۔ (البدور السافرہ:۱۸۲۹ بحوالہ شعب الایمان بیہقی)

ترجمہ: جو شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر سجدہ کے بدلہ میں پندرہ سو نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت کا ایک محل بنا دیتے ہیں۔

اہل جنت کے خادم

خدمت گذار لڑکے اور خادم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا۔**

ترجمہ: اور ان (جنتیوں) کے پاس ایسے لڑکے آمد و رفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے (نہ تو وہ بڑے ہوں گے نہ بوڑھے اور نہ ان کی آب و تاب میں کوئی کمی واقع ہوگی اور وہ اس قدر حسین ہیں کہ) اے مخاطب! اگر تو اُن کو (چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں، جو بکھر گئے ہیں (موتی سے تشبیہ صفائی اور چمک دمک میں اور بکھرے ہوئے کا وصف ان کے چلنے پھرنے کے لحاظ سے جیسے بکھرے موتی منتشر ہو کر کوئی ادھر جا رہا ہے کوئی اُدھر جا رہا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے اور ان مذکورہ اسباب عیش میں انحصار نہیں بلکہ وہاں اور بھی ہر سامان اس افراط اور رفعت کے ساتھ ہوگا کہ) اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھلائی دے۔

(تفسیر تھانویؒ) اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۔ (الطور:۲۴)

ترجمہ: (اور ان کے پاس میوے وغیرہ لانے کے لیے) ایسے لڑکے آئیں جائیں گے جو خاص انہیں (کی خدمت) کے لیے ہوں گے (اور غایت حسن و جمال سے ایسے ہوں گے) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں (کہ ان پر ذرا گرد و غبار نہیں ہوتا اور آب تاب اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتے ہیں: يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ۔ (الواقعۃ: ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد ورفت کیا کریں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔

ادنی درجہ کے جنتی کے دس ہزار خادم:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَسْفَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَجْمَعِينَ مَنْ يَقُومُ عَلَى رَأْسِهِ عَشَرَةُ آلَافِ خَادِمٍ۔

ترجمہ: تمام جنتیوں میں سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کی خدمت میں دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے۔

اسی ہزار خادم:

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَيُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَيَاقُوتٍ وَزَبَرْجَدٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءِ۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۱۱)

ترجمہ: جنتیوں میں سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لیے ایک قبہ لؤلؤ اور یاقوت اور زبرجد کا قائم کیا جائے گا (جس کی لمبائی) جابیہ (ملکِ شام میں دمشق شہر کے پاس ایک شہر کا نام ہے) سے صنعاء (ملکِ یمن کے دار الخلافہ) جتنی ہوگی۔

ستر ہزار خادم استقبال کریں گے:

ابوعبدالرحمن الحبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مؤمن جنت میں داخل ہوگا تو ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے جو گویا کہ (چمک دمک میں) جواہرات ہیں۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۰۸)

صبح وشام کے پندرہ ہزار خادم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے کم مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا حالانکہ ان میں (اپنے اپنے اعتبار سے) کوئی کم مرتبہ نہ ہوگا جس کے سامنے روزانہ پندرہ ہزار خادم حاضر ہوا کریں گے، ان میں سے کوئی خادم ایسا نہیں ہوگا؛ مگر اس کے ہاتھ میں ایک عمدہ نئی چیز ہوگی جو اس کے ساتھ والے کے پاس نہ ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۰۷)

غلاموں کی بہت طویل دو صفیں:

حضرت ابوعبدالرحمن المعافری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنتی کے لیے غلاموں کی دو رویہ صفیں بنائی جائیں گی جن کا آخری کنارہ نظر نہیں آتا جب یہ جنتی ان کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۱۰)

ادنی جنتی کے دس ہزار خادم جدا جدا خدمت کرتے ہوں گے:

حضرت ابن عمرو فرماتے ہیں کہ سب سے ادنی درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے دس ہزار خادم خدمت کرتے ہوں گے، ہر خادم ایسی خدمت کر رہا ہوگا جس کو دوسرا نہیں کر رہا ہوگا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا (الدھر (الإنسان):۱۹)

ترجمہ: اگر تو ان کو چلتے پھرتے، دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ (البدور السافرہ:۲۱۱۶۔ حسین مروزی فی زیادات زھد ابن المبارک:۵۵)

جنت کی حور کسے کہتے ہیں:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حور اس کو کہتے ہیں جس کے دیدار سے آنکھ حیرت میں پڑ جائے، اس کی پنڈلی کپڑوں کے پیچھے سے نظر آتی ہو، دیکھنے والا اپنے چہرہ کو ان حوروں میں

سے ہر ایک کے جگر میں رقت جلد اور صفرائے رنگ کی وجہ سے آئینہ کی طرح دیکھے گا۔

(البدور السافرہ: ۲۰۰۲۔ تفسیر مجاہد: ۲/ ۵۹۰)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ۔ (الرحمٰن: ۵۶، ۵۷، ۵۸)

ترجمہ: ان (باغوں کے مکانات اور محلات) میں نیچی نگاہ والیاں (یعنی حوریں) ہوں گی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی بالکل محفوظ اور غیر مستعمل ہوں گی) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعمت کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور رنگت اس قدر صاف وشفاف ہوگی کہ) گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حور وہ ہے جس کی آنکھ کا (سفید حصہ) نہایت ہی سفید ہو اور سیاہ حصہ نہایت ہی سیاہ ہو۔ (تفسیر قرطبی: ۱۶/ ۱۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اَلْبَيَاضُ نِصْفُ الْحُسْنِ ترجمہ: گورا رنگ آدھا حسن ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۴/ ۱۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب عورت کے حسین بالوں کے ساتھ اس کا گورا رنگ خوب نکھر جائے تو اس کا حسن تمام ہو جاتا ہے۔ (بشریٰ المحبین: ۴۳)

حور عین کسے کہتے ہیں؟

علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حور حوراء کی جمع ہے اور حوراء اس عورت کو کہتے ہیں جو جوان ہو حسین وجمیل ہو گورے رنگ کی ہو سیاہ آنکھ والی ہو اور عین عیناء کی جمع ہے اور عیناء اس عورت کو کہتے ہیں جو عورتوں میں بڑی آنکھ والی ہو۔ (حادی الارواح: ۲۸۵)

چنانچہ حور، حوراء کی جمع ہے اور عین، عیناء کی جمع ہے اردو محاورہ میں لوگ حور عین کو واحد کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور یہ غلطی عام ہو رہی ہے؛ حالانکہ حور عین جمع ہے اور اس کی واحد حَوراء، عَیناء آتی ہے؛ لیکن کثرتِ استعمال میں اردو زبان میں حور عین واحد پر بولتے ہیں ہم نے جگہ جگہ اس کتاب میں حور عین کے جمع کے معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے جمع کا معنی ہی کیا ہے اور کہیں کہیں اردو محاورہ کی مجبوری کے پیشِ نظر حور کا لفظ واحد کے معنی میں بھی لائے ہیں۔

حور کی پیدائش:

ارشادِ خداوندی ہے: لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (الرحمن:۵۶)

ترجمہ: (ان جنتی لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے)

اس آیت کی تفسیر میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عورتیں دنیا کے مردوں کی بیویاں بنیں گی اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور طریقہ سے پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ○ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ○ عُرُبًا أَتْرَابًا۔ (الواقعۃ:۳۵،۳۶،۳۷)

ترجمہ: ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں (یعنی بعد مقاربت کے پھر کنواری ہو جائیں گی) محبوبہ ہیں (یعنی حرکات وشمائل و ناز و انداز وحسن و جمال سب چیزیں ان کی دلکش ہیں اور اہلِ جنت کی ہم عمر ہیں)۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب سے ان کو اس خاص انداز سے بنایا ہے ان کو کسی انسان اور جن نے چھوا تک نہیں۔ (سنن سعید بن منصور، بیہقی، بدور السافرہ:۲۰۰۷)

حور عین زعفران سے پیدا کی گئی ہیں:

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خُلِقَ الْحُورُ الْعِينُ مِنَ الزَّعْفَرَانِ۔ (البدور السافرہ:۲۰۱۶۔طبرانی:۷۸۱۳)

ترجمہ: (جنت کی) حور عین کو زعفران سے پیدا کیا گیا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔
حضرت زید بن اسلم (تابعی مفسر رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حور عین کو مٹی سے پیدا نہیں کیا؛ بلکہ ان کو کستوری کافور اور زعفران سے پیدا کیا ہے۔ (البدور السافرہ:۲۰۱۸، باحوالہ ابن المبارک)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابسلمہ بن عبدالرحمٰن (تابعی رحمہ اللہ) اور حضر مجاہد رحمہ اللہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دوست کے لیے ایسی بیوی ہے جس کو آدم وحواء (انسان) نے نہیں جنا؛ بلکہ اس کو زعفران سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی وہ جنت میں تخلیق کی گئی ہے، ماں باپ کے واسطے سے پیدا نہیں ہوئی)۔ (حادی الارواح:۳۰۳)

حوروں کو پیدا کر کے ان پر خیمے قائم کر دئے جاتے ہیں:

حضرت ابن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ حور عین کو محض قدرتِ خداوندی سے (کلمہ کن سے) پیدا کیا گیا ہے، جب ان کی تخلیق پوری ہو جاتی ہے تو فرشتے ان پر خیمے نصب کر دیتے ہیں۔ (حادی الارواح:۳۰۵۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۳۱۱)

جنت کے گلاب سے پیدا ہونے والی حوریں:

حضرت زباح قیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا: جنات النعیم جنات الفردوس اور جنات عدن کے درمیان واقع ہیں ان میں ایسی حوریں ہیں جو جنت کے گلاب سے پیدا کی گئی ہیں، ان سے پوچھا گیا ان (جنات النعیم) میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا: وہ حضرات جو گناہ کا (جان بوجھ کر پختہ) ارادہ نہیں کرتے جب وہ میری عظمت کو یاد کرتے ہیں تو مجھے اپنے سامنے پاتے ہیں اور وہ لوگ جو میرے خوف وخشیت میں پروان چڑھتے ہیں (وہ بھی ان جنات النعیم میں داخل ہوں گے)۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۳۴۸)

حوروں کے گلاب سے پیدا ہونے پر یہ شعر کچھ حسب حال ہے۔

نازکی ان لبوں کی کیا کہئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

مشک، عنبر، کافور اور نور سے پیدائش:

حدیث: سرکارِ دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حورعین کے متعلق سوال کیا گیا کہ ان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

من ثلاثة أشياء: أسفلهن من المسك وأوسطهن من العنبر وأعلاهن من الكافور وشعورهن وحواجبهن سواد خط من نور۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۸۰، بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: تین چیزوں سے پیدا کی گئی ہیں، ان کا نچلا حصہ مشک (کستوری) کا ہے اور درمیانہ حصہ عنبر کا ہے اور اوپر کا حصہ کافور کا ہے، ان کے بال اور ابرو سیاہ ہیں نور سے ان کا خط کھینچا گیا ہے۔

حور کی تخلیق کے مراحل:

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

سألت جبريل عليه السلام فقلت: أخبرني كيف يخلق الله الحور العين؟ فقال لي يا محمد: يخلقهن الله من قضبان العنبر والزعفران مضروبات عليهن الخيام أول ما يخلق الله منهن نهدا من مسك أذفر أبيض عليه يلتام البدن۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۸۱، بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا اور کہا کہ مجھے بتاؤ اللہ تعالیٰ حورعین کو کس طرح سے تخلیق فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے محمد! اللہ تعالیٰ ان کو عنبر اور زعفران کی شاخوں سے پیدا فرماتے ہیں؛ پھر ان کے اوپر خیمے نصب کر دیئے جاتے یں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے پستانوں کو خوشبودار گورے رنگ کی کستوری سے پیدا کرتے ہیں اسی پر باقی بدن کی تعمیر کرتے ہیں۔

حور کے بدن کے مختلف حصے کس کس چیز سے بنائے گئے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حورعین کو پاؤں کی انگلیوں سے اس کے گھٹنے تک زعفران سے بنایا ہے اور اس کے گھٹنوں سے اس کے سینے تک کستوری کی خوشبو سے بنایا ہے اور اس کے سینہ سے گردن تک شعلہ کی طرح چمکنے والے عنبر سے بنایا اور اس کی گردن سے سر تک سفید کافور سے تخلیق کیا ہے، اس کے اوپر گل لالہ کی ستر ہزار پوشاکیں پہنائی گئی ہیں، جب وہ سامنے آتی ہے اس کا چہرہ زبردست نور سے ایسے چمک اُٹھتا ہے جیسے دنیا والوں کے لیے سورج اور جب سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ کا اندرونی حصہ لباس اور جلد کی باریکی کی وجہ سے دکھائی دیتا ہے، اس کے سر میں خوشبودار کستوری کے بالوں کی چوٹیاں ہیں، ہر ایک چوٹی کو اٹھانے کے لیے ایک خدمتگار جو اس کے کنارے کو اٹھانے والی ہوگی یہ حور کہتی ہوگی یہ انعام ہے اولیاء کا اور ثواب ہے ان اعمال کا جو بجالاتے تھے۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۸۱، بحوالہ ترمذی)

قطرات رحمت سے پیدا ہونے والی حوریں:

حُورٌ مَّقۡصُورٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ۔ (الرحمٰن: ۷۲)

حوریں ہیں خیموں میں رکی رہنے والی، اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک بدلی نے عرش سے بارش برسائی تو ان کے قطرات رحمت سے ان کو پیدا کیا گیا؛ پھر ان میں سے ہر ایک پر نہر کے کنارے ایک خیمہ نصب کردیا گیا، اس خیمے کی چوڑائی چالیس میل ہے، اس کا کوئی دروازہ نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ کا دوست (اس کے پاس) خیمہ میں جانا چاہے گا تو اس خیمہ کو راستہ ہوجائے گا؛ تاکہ ولی اللہ کو اس بات کا علم ہوجائے کہ فرشتوں اور خدمتگاروں کی مخلوقات کی نگاہوں نے اس حور کو نہیں دیکھا، حوریں ایسی ہیں جو مخلوقات کی نگاہوں سے بالکل اوجھل ہیں۔ (صفۃ الجنۃ امام ابن کثیر: ۱۰۲)

جنت میں لڑکیاں اگانے والی نہر بیدخ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک نہر جس کا نام بیدخ ہے اس پر یاقوت کے قبے ہیں جن کے نیچے لڑکیاں اگتی اور خوبصورت آواز میں قرآن پڑھتی ہیں جنتی آپس میں کہیں گے ہمارے ساتھ بیدخ کی طرف چلو؛ چنانچہ وہ آئیں گے اور لڑکیوں سے مصافحہ کریں گے جب کوئی لڑکی کسی مرد کو پسند آئیگی تو وہ اس کی کلائی کو چھولے گا تو وہ لڑکی اس کے پیچھے چل پڑے گی اور اس کی جگہ دوسری لڑکی اُگ آئیگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:٦٩)

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت میں کچھ نہریں ایسی ہیں جو لڑکیاں اگاتی ہیں یہ لڑکیاں مختلف آوازوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتی ہیں کہ ویسی خوبصورت آوازیں کانوں نے کبھی نہیں سنیں وہ کہتی ہیں ؂

نحن الخالدات فلا نموت
ونحن الکاسیات فلا نعری
ونحن الناعمات فلا نجوع
ونحن الناعمات فلا نباس

ترجمہ: (۱) ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی نہیں مریں گی، ہم لباس پہننے والیاں ہیں کبھی بے لباس نہ ہوں گی (۲) ہم ہمیشہ نعمتوں میں پلنے والیاں ہیں کبھی بھوکی نہ ہوں گی اور ہم ہمیشہ نعمتوں میں رہنے والیاں ہیں کبھی رنج و تکلیف میں نہ جائیں گی۔

فائدہ: شہداء کو جب اس نہر میں غوطہ دیا جائے گا تو یہ اچھی طرح سے صاف ستھرے ہو کر چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے، تفصیل کے لیے اس کتاب کا مضمون کھانے پینے کے برتن کو ملاحظہ فرمائیں۔ (زہد امام احمد، کتاب المدبج دارقطنی، البدور السافرہ: ١٩٢٤)

حوروں کی عمر:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ۔ (ص:۵۲)

ترجمہ: اوران کے پاس نیچی نگاہ والی ہم سن (حوریں) ہوں گی۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان سے مراد جنت کی حوریں ہیں اور ہم سن کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی اور یہ بھی کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ عمر میں مساوی ہوں گی پہلی صورت میں ان کے ہم عمر ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے درمیان آپس میں محبت، انس اور دوستی کا تعلق ہوگا، سوکنوں کا سا بغض اور نفرت نہیں ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ چیز شوہروں کے لیے انتہائی راحت کا سبب ہے اور دوسری صورت میں جب کہ ہم عمر کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب کہ ہم عمری کی وجہ سے طبیعتوں میں زیادہ مناسبت اور توافق ہوگا اور ایک دوسرے کی راحت ودلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جاسکے گا؛ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین کے درمیان عمر میں تناسب کی رعایت رکھنی چاہئے؛ کیونکہ اس سے باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح زیادہ خوشگوار اور پائدار ہوجاتا ہے۔ (تفسیر معارف القرآن: ۷/ ۵۲۷)

حوروں کی اور دنیا کی عورتوں کی عمر جنت میں ۳۳ سال ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ جنتی حوریں ایک ہی عمر کی تینتیس سال کے برابر ہوں گی۔ (حادی الارواح: ۲۸۸)

حوروں کی اور دنیا کی عورتوں کی سب کی عمر جنت میں ۳۳/ سال ہوگی۔

بڑھیا جوان ہوکر جنت میں جائے گی:

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی، آپ نے سوال فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میری خالاؤں میں سے ایک ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ بات یاد رکھو کہ جنت میں بڑھیا داخل نہ ہوگی، یہ ارشاد سن کر بڑھیا کے جو خدا

نے چاہا غم اور پریشانی لاحق ہوئی ہوگئ؛ پھر آپ نے ارشاد فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ہم ان کو ایک دوسری شکل میں (یعنی جوان شکل میں قبروں سے) اُٹھائیں گے۔ (بیہقی فی البعث والنشور:۹۷۳۔ درمنثور:۶/ ۱۵۸، بحوالہ شعب الایمان بیہقی۔ البدور السافرہ:۲۰۰۸)

حدیث: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

أَتَتْ عَجُوْزَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ ادعُ الله أن يدخلني الجنة، فقال: يَاأم فُلانٍ، ان الجَنَّةُ لاتدخُلهَا عَجُوزٌ، قال: فولَّت تبكي، فقال: أَخْبِرُوهَا أَنَّهَا لاتدخُلهَا وهيَ عَجُوزٌ، إِنَّ الله تعالى يقُولُ: (إِنَّآأَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَآءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَاراً)۔ (شمائل ترمذی:۲/ ۳۸، مع جمع الوسائل شرح الشمائل۔ مجمع الزوائد:۱۰/ ۴۱۹)

ترجمہ: ایک بڑھیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے، آپ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی (حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ (یہ جواب سن کر بڑھیا) مونہہ پھیر کر جاتے ہوئے رونے لگی تو آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بتادو کہ اس میں کوئی عورت بڑھیا ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کی دوسری طرح کی تخلیق کریں گے اور ان کو کنواریاں بنادیں گے۔

فائدہ: یہ احادیث صرف اسی عورت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں؛ بلکہ اسی طرح سے جنت میں داخل ہونے والے بوڑھے حضرات بھی جوان ہوکر جنت میں داخل ہوں گے، کوئی بوڑھا یا کمسن نہ ہوگا۔

نوخواستہ عورتیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًاo حَدَائِقَ وَأَعْنَابًاo وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا۔ (النبا:۳۲،۳۳،۳۴)

ترجمہ: خدا سے ڈرنے والوں کے لیے بے شک کامیابی ہے یعنی (کھانے اور سیر کرنے کو) باغ (جن میں طرح طرح کے میوے ہوں گے) اور انگور اور (دل بہلانے کو) نوخواستہ ہم عمر عورتیں ہوں گی۔

لفظی تحقیق: کواعب کاعب کی جمع ہے اور کاعب ابھری ہوئی چھاتیوں والی عورت کو کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ ان کی چھاتیاں انار کی طرح ہوں گی لٹکی ہوئی نہیں ہوں گی۔ (حادی الارواح:۲۹۵)

شرم وحیا اور اپنے خاوندوں سے محبت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (الرحمن:۵۶،۵۷)

ترجمہ: ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والی، نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان (جنتیوں) سے پہلے اور نہ کسی جن نے؛ پھر اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ۔ (الصافات:۴۸)

ترجمہ: اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہوں گی۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جن شوہروں کے ساتھ ان کا ازدواجی رشتہ اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیا وہ ان کے علاوہ کسی بھی مرد کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھیں گی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ یہ عورتیں اپنے شوہروں سے کہیں گی میرے پروردگار کی عزت کی قسم! جنت میں مجھے تم سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا جس اللہ نے مجھے تمہاری بیوی اور تمھیں میرا شوہر بنایا تمام تعریفیں اسی کی ہیں۔

نگاہیں نیچی رکھنے والی کا ایک اور مطلب علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کی نگاہیں نیچی رکھیں گی یعنی وہ خود اتنی خوبصورت اور وفاشعار ہوں گی کہ ان شوہروں کو کسی اور کی طرف نظر اُٹھانے کی خواہش ہی نہ ہوگی۔ (تفسیر زادالمیسر: ۸/۵۷،۵۸)

جنت میں شوہروں کی عاشق اور من پسند محبوبائیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں عُرُبًا أَتْرَابًا۔ (الواقعۃ: ۳۷)

ترجمہ: (بیویاں ہوں گی) پیار لانے والیاں ہم عمر۔

فائدہ: عرب، عروبہ کی جمع ہے، عروبہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر کی عاشق اور اس کی من پسند محبوبہ ہو، حسین ہو ناز و نخرہ والی ہو، البیلی ہو رنگیلی ہو، خوش وضع ہو، چنچل ہو، شوخ نظر ہو، معشوقانہ انداز ہو، پیار لانے والی ہو، شہوت پرست ہو؛ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جنت کی عورتوں کی حسن صورت کے ساتھ حسن عشرت کو بھی جمع فرمایا ہے اور یہی بیویوں سے غایت مطلوب ہے اور اسی کے ساتھ ان سے مرد کی لذت زندگی کی تکمیل ہوتی ہے۔ (حادی الارواح: ۲۹۴، بزیادہ)

چلے گئے ہیں ادائیں دکھا کے پردے میں
شرارتیں بھی ہیں شرم و حیا کے پردے میں

جنات اور انسان سے محفوظ حوریں اور عورتیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔ (الرحمن: ۵۶)

ترجمہ: نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان (جنتیوں) سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔

فائدہ: کنواری لڑکی سے مباشرت کو عربی میں طمث کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس جگہ یہی معنی مراد ہیں اور اس میں جو اس کی نفی کی گئی ہے کہ جن اہلِ جنت کے لیے یہ حوریں مقرر ہیں ان سے پہلے ان کو کسی انسان یا جن نے مس نہیں کیا ہوگا، اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ جو حوریں انسانوں کے لیے مقرر ہیں ان کو کسی انسان نے اور جو مؤمنین جنات کے لیے مقرر ہیں ان کو کسی جن نے ان سے پہلے مس نہیں کیا ہوگا اور یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جیسے دنیا میں انسانی عورتوں پر کبھی جنات بھی مسلط ہوجاتے ہیں وہاں اس کا بھی کوئی امکان نہیں ہوگا۔ (تفسیر معارف القرآن: ۸/ ۲۶۱)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (قیامت کے) صور پھونکنے کے وقت یہ

حور عین فوت نہیں ہونگی کیونکہ یہ زندہ رہنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں اکثر علماء کے اچس موقف کی تائید ہو رہی ہے کہ مؤمن جنات جنت میں جائیں گے جیسا کہ کافر جنات دوزخ میں جائیں گے، حضرت ضمرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنات کو بھی ثواب (یعنی جنت) ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! پھر انہوں نے یہ آیت مذکورہ تلاوت کی اور فرمایا انسانوں کے لیے انسان عورتیں ہوں گی اور جنات کے لیے جن عورتیں، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کوئی مرد مباشرت کرتا ہے اور (شروع میں) بسم اللہ نہیں پڑھتا، جن اس کے آلہ کے سر کو لپٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ مباشرت میں شریک ہو جاتا ہے۔ (حادی الارواح:۲۸۹)

جنتی عورتوں کو جن وانس کے نہ چھونے کی ایک اور تفسیر:

آیت قرآنی لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَان (الرحمن:۵۶) کی تفسیر میں حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا کی عورتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بار (جنت کے لیے موزوں کر کے) انشاء کیا ہو گا جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ان کو نئے سرے سے تخلیق کریں گے اور ان کو کنواریاں اور شوہروں کی عاشق بنا دیں گے، جب سے ان کی عدن میں دوسری تخلیق کی جائے گی تو ان کے خاوندوں سے پہلے ان پر کسی جن یا انسان نے تصرف نہیں کیا ہو گا۔ (البعث والنشور:۳۷۸)

حور کی طرف سے مسلمان کو اپنی طلب کی ترغیب

حور کا افسوس:

حدیث: حضرت ابو امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا انْصَرَفَ الْمُنْصَرِفُ مِنَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَقُلِ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ وَأَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ وَزَوِّجْنِي مِنَ الْحُورِ الْعِينِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ وَيْحَ هٰذَا

أَعجَزَ أَنْ يَسْتَجِيرَ اللهَ مِنْ جَهَنَّمَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ وَيْحَ هَذَا أَعجَزَ أَنْ يَسْأَلَ اللهَ الْجَنَّةَ وَقَالَتِ الْحُورُاء أَعجَزَ أَنْ يَسْأَلَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يُزَوِّجَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ۔ (طبرانی، البدور السافرہ:۲۰۵۸)

ترجمہ: جب نمازی سلام پھیرتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ اے اللہ! مجھے دوزخ سے نجات عطاء فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما اور مجھے حور عین سے بیاہ دے تو فرشتے کہتے ہیں افسوس کیا یہ شخص بے بس ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوزخ سے پناہ طلب کرے اور جنت کہتی ہے افسوس کیا یہ شخص عاجز ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگے اور حور کہتی ہے کہ یہ شخص عاجز آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کر کے وہ اس کی حور عین سے شادی کر دے۔

حور کب تک متوجہ رہتی ہے:

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فُتِحَتْ لَهُ الْجِنَانُ، وَكُشِفَتِ الْحُجُبُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ، وَاسْتَقْبَلَهُ الْحُورُ مَالَمْ يَتَمَخَّطْ أَوْيَتَنَخَّمْ۔ (طبرانی، البدور السافرہ:۲۰۵۸)

ترجمہ: جب مسلمان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت کو کھول دیا جاتا ہے، اس کے اور اس کے رب کے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور حور اس کی طرف اپنا رُخ کر لیتی ہے جب تک وہ نہ تھوکے اور ناک نہ سنکے (کیونکہ حوریں اس نزلہ زکام وغیرہ سے پاک ہیں اور اُن سے نفرت کرتی ہیں)

حوریں صبح تک انتظار میں:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بات ليلة فى خفة من الطعام يصلى، تداركت عليه جوارى الحور العين حتى يصبح۔ (طبرانی، البدور السافرہ:۲۰۶۰)

ترجمہ: جو شخص تھوڑا کھانا کھا کر نماز پڑھتے ہوئے رات گذارتا ہے صبح تک حور عین انتظار میں رہتی ہیں (کہ شاید اللہ تعالیٰ اس نیک بندے کے ساتھ ہمیں بیاہ دے)۔

اذان کی دعاء میں حور عین کی دعا بھی کرنی چاہئے:

حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے جب اذان دی جاتی ہے مگر آدمی **من بات لیلة فی خفة من الطعام یصلی، تدارکت علیه جواری الحور العین حتی یصبح** نہیں کہتا تو حور عین کہتی ہیں تجھے کس چیز نے ہم سے بے ضرورت کر دیا ہے۔

فائدہ: اوپر کی عربی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اس قبول و مقبول دعوت (اذان) کے رب حضرت محمد اور آل حضرت محمد پر رحمت بھیج اور حور عین سے ہماری شادی کر دے۔

فائدہ دوم: اذان کے بعد ایک مشہور دعا جو ہم سب کو یاد ہے اس کو پڑھنے کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لینا چاہئے؛ کیونکہ اس میں اپنے لیے مزید ایک نعمت یعنی حور کی دُعا بھی شامل ہے اور اگر یہ دعا یاد نہ رہے تو اس پہلی دعا کو پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں ہی اللہ تعالیٰ سے حور عین کی دعا کر لیں۔

حور کی دعوتِ نکاح:

حدیث: سرکارِ دو عالم سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت منقول ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو آپ نے حور کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ولقد رأيت جبينها كالهلال فی طول البدر منها ألف وثلاثون ذراعا فی رأسها مائة ضفيرة مابين الضفيرة والضفيرة سبعون ألف ذؤابة والذؤابة أضوأ من البدر مكلل بالدر وصفوف الجواهر على جبينها سطران مكتوبان بالدر الجوهر فی السطر الأول: بسم الله

الرحمن الرحيم وفي السطر الثاني: من أراد مثلي فليعمل بطاعة ربي فقال لي جبريل يامحمد: هذه وأمثالها لأمتك فأبشر يامحمد وبشر أمتك وأمرهم بالاجتهاد۔

ترجمہ: میں نے اس کی پیشانی کو چودھویں کے طویل چاند کی طرح دیکھا ہے جس کی لمبائی ایک ہزار تیس ہاتھ کے برابر تھی، اس کے سر میں سو مینڈھیاں تھیں، ہر مینڈھی سے دوسری تک ستر ہزار چوٹیاں تھیں اور ہر چوٹی چودہویں کے چاند سے زیادہ روشن تھی، موتی کا تاج سجا تھا اور جواہر کی لڑیاں اس پیشانی پر پڑتی تھیں، جوہر کے ساتھ دو سطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھی تھی اور دوسری میں یہ لکھا تھا کہ جو شخص میرے جیسی حور کا طلب گار ہے اس کو چاہئے کہ وہ میرے پروردگار کی اطاعت کرے پھر حضرت جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا: اے محمد! یہ اور اس طرح کی (حوریں) آپ کی امت کے لیے ہیں، آپ بھی خوش ہوں اور اپنی امت کو بھی اس کی خوشخبری سنا دیں اور ان کو نیک اعمال میں محنت اور کوشش کا حکم دیدیں۔

جنتیوں کے لیے حوروں کی دعائیں:

حدیث: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الحور العين أكثر عددا منكن يدعون لأزواجهن يقلن: اللهم أعنه على دينك وأقبل بقلبه على طاعتك، وبلغه إلينا بقوتك ياأرحم الراحمين۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۴۔ البدور السافرہ: ۲۰۵۴)

ترجمہ: حورعین تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں وہ اپنے خاوندوں کے لیے دعائیں کرتی ہیں، اے اللہ! (میرے) اس خاوند کی اپنے دین کے بارے میں (یعنی عمل صالح کرنے) میں مدد فرما اور اس کے دل کو اپنی فرمانبرداری کی طرف متوجہ فرما اور یاارحم الراحمین اپنے قرب خاص کے ساتھ اس کو ہم تک پہنچادے۔

نکاح کے لیے حوروں کا پیغام:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الجنة لتخبر وتزين من الحول إلى الحول لدخول شهر رمضان فإذا كانت أول ليلة من شهر رمضان هبت ريح من تحت العرش يقال لها المیسرة فتصفق لها اوراق أشجار الجنة وحلق المصارع فيسمع لذلك طنين لم يسمع السامعون أحسن منه فتبرز الحور العين حتى يقعن بين شرف الجنة فينادين هل من خاطب إلى الله فيزوجه الله؟ ويقول الله تعالى: يارضوان افتح أبواب الجنان ويامالك أغلق أبواب الجحيم۔ (کتاب الثواب ابوالشیخ شعب الایمان، بیہقی وقال الترمذی لیس علی اسنادہ من اجمع علی ضعفہ، البدور السافرہ: ۲۰۵۵)

ترجمہ: جنت شروع سال سے آخر سال تک ماہِ رمضان کے استقبال کے لیے بنتی سنورتی ہے؛ پھر جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اس کا نام میسرہ ہے اس کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور دروازوں کے کنڈے ہلتے ہیں اس سے ایسی بھینی بھینی آواز پیدا ہوتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے زیادہ خوبصورت نہیں سنی ہوگی (اس سے) حورعین جنت کے کنارے جا کر پکار کر کہتی ہیں کوئی ہے جو (ہم سے شادی) کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو پیغام نکاح دے اور اللہ تعالیٰ اس کی (شادی ہم سے) کردے؟ اور اللہ تعالیٰ حکم کھولدے اور اے مالک! (دوزخ کا داروغہ) ماہِ رمضان کے احترام میں دوزخ کے سب دروازے بند کردے۔

جنت کے دروازوں پر حوریں استقبال کریں گی:

حضرت یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حورعین اپنے خاوندوں سے جنت کے دروازوں پر ملاقات کریں گی اور خوبصورت ترین ترنم کے ساتھ یہ کہیں گی کہ ہم نے آپ حضرات کی عرصہ دراز تک انتظار کی ہے، ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں

گی، ہم ہمیشہ جنت میں رہنے والی ہیں کبھی نکالی نہ جائیں گی، ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گی اور یہ بھی کہیں گی آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوبہ ہوں، میں آپ ہی کے لیے ہوں، میرے نزدیک آپ کی ہمسری کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔(زوائد زہد ابن المبارک:۲۳۵۔حادی الارواح:۳۰۶)

ملاقات کے لیے حور کا اشتیاق:

حضرت ابن ابی الحواری فرماتے ہیں جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت اپنے نوکر کو کہے گی تو تباہ ہو جائے جا کر دیکھ تو سہی (حساب وکتاب میں) ولی اللہ (یعنی میرے خاوند) کے ساتھ کیا ہوا جب وہ اطلاع پہنچانے میں دیر کر دیگا تو وہ دوسرے خدمتگار کو بھیجے گی وہ دیر کر دے گا تو تیسرے کو روانہ کر دے گی پھر پہلا آکر بتلائے گا میں نے اس کو میزانِ عدل کے پاس چھوڑا ہے، دوسرا آکر کہے گا میں نے اس کو پل صراط کے پاس چھوڑا ہے، تیسرا کر کہے گا وہ جنت میں داخل ہو چکا ہے تو اس کی حور خوشی اور فرحت کے ساتھ استقبال کرے گی اور یہ جنت کے دروازے تک پہنچ کر اس سے بغلگیر ہوگی جس سے کبھی نہ نکلنے والی حور کی خوشبو جنتی کے ناک میں داخل ہو جائے گی۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۳۴۹)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ومامن عبد يصبح صائما إلا فتحت له أبواب السماء وسبحت أعضاؤه واستغفر له أهل السماء الدنيا فإن صلى ركعتين تطوعا، أضاءت له السموات نورا وقلن أزواجه من الحور العين اللهم اقبضه إلينا فقد اشتقنا إلى رؤيته۔ (معجم طبرانی صغیر:۲/۲۶،وفیہ جریر بن ایوب وہو مجمع لعیہ ضعیف۔البدور السافرہ:۲۰۵۳)

ترجمہ: جو شخص روزہ رکھتا ہے اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، اس کے اعضاء تسبیح ادا کرتے ہیں، آسمان والے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں؛ اگر اس نے نفل

رکعات ادا کیں تو اس کی وجہ سے اس کے لیے آسمان روشن ہو جاتا ہے، اس کی حور عین بیویاں دعا کرتی ہیں کہ یا اللہ! اس کو آپ قبض فرمالیں، ہم اس کے دیدار کی شوقین ہیں۔

حوروں سے ملاقات کا شوق

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری طرف دیکھا کہ ان کے گرد ہم نوجوان جمع ہیں تو فرمایا: اے نوجوانو! کیا تم لوگ حور عین کا شوق و چاہت نہیں رکھتے؟ (یعنی جنت کی حوروں کی چاہت رکھو اور ان سے ملنے کے لیے نیک اعمال کرو)۔ (حادی الارواح: ۳۰۵۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۸)

حضرت ابوحمزہ کی حالت:

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرمی نے بیان کیا کہ میں اور حضرت ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ (رات کو) چھت پر سو گئے تھے، میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ کہ وہ اپنے بستر پر صبح تک کروٹیں لیتے رہے، میں نے ان سے کہا: اے ابوحمزہ کیا آپ رات کو سوئے نہیں تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب میں رات کو لیٹ گیا تھا تو میرے سامنے ایک حور دکھائی دی؛ گویا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس کی جلد نے میری جلد کو چھوا ہے (حضرت ابن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر حضرت ابوسلیمان (دارانی) سے کیا تو آپ نے فرمایا یہ شخص حور سے ملاقات کا مشتاق تھا۔ (حادی الارواح: ۳۰۵۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۹)

حور کا لشکارا:

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جنت میں ایک نور نے لشکارا مارا تو حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے معلوم کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ لشکارا کس چیز کا تھا؟ فرمایا کہ ایک حور اپنے خاوند کے چہرہ پر دیکھ کر مسکرائی ہے (اس سے

یہ نور چمکا ہے اور ساری جنت میں نظر آیا ہے) حضرت صالح (مری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ روایت سن کر مجلس کی ایک طرف بیٹھا ہوا ایک جوان چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا اور چیختے چیختے ہی موت آ گئی۔ (حادی الارواح: ۳۰۶۔ البدور السافرہ، بحوالہ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۵)

نظارے نے بھی کام کیا واں نقاب کا
مستی سے ہر نگاہ ترے رخ پر بکھر گئی

حور کی تسبیح سے جنت کے درختوں پر پھول لگ جاتے ہیں:

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حور عین تسبیح پڑھتی ہے تو جنت کے ہر درخت پر پھول لگ جاتا ہے۔ (حادی الارواح: ۳۰۶)

لعبہ نام کی حور

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن فی الجنة حوراء یقال لعبة لوبزقت فی البحر لعذب ماء البحر کله مکتوب علی نحرها من أحب أن یکون له مثلی فلیعمل بطاعة رب۔

ترجمہ: جنت میں ایک حور ہے جس کا نام لعبہ ہے اگر وہ اپنا لعاب دہن (کڑوے) سمندر میں ڈال دے تو سمندر کا تمام پانی شیریں ہو جائے، اس کے سینے پر یہ لکھا ہوا ہے: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کو میرے جیسی حور ملے تو اس کو چاہئے کہ میرے پروردگار کی فرمانبرداری والے اعمال کرے۔

فائدہ: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس روایت کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے نقل کیا ہے اور اس میں مزید یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جنت کی تمام حوریں اس کے حسن پر حیران ہیں اور اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہتی ہیں: اے لعبہ! تیرے طلبگاروں کو (تیرے حسن و جمال اور کمال کا) علم ہو تو وہ خوب کوشش کریں (اور عملِ صالح کر کے تیرے مستحق بن جائیں)

ایسا حسن کہ دیکھتے ہی مر جائیں:

حضرت عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے ابویحییٰ ہمیں (نیک اعمال کرنے کا) اور جنت میں جانے کا شوق دلائیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے عطاء! جنت میں ایک حور ہے جس کے حسن پر جنتی مرتے ہوں گے اگر اللہ تعالیٰ جنت والوں کے لیے زندہ رہنے کا فیصلہ نہ کر دیتے تو وہ اس کے حسن کو دیکھ کر ہی مر جاتے؛ چنانچہ حضرت عطاء حضرت مالک کی اس بات کو سننے کے بعد چالیس سال تک رنجور اور غمگین رہے۔ (حلیۃ ابونعیم:٦/٢٢١۔حادی الارواح:٣٠٥)

آگے خدا کو علم ہے کیا جانے کیا ہوا
بس ان کے رُخ سے یاد ہے اٹھنا نقاب کا

حورعین کے شوق میں ایک دانشور کا ہوش اڑ گیا

حضرت احمد بن ابی الحوازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ (موصل میں) ایک دانشور سے ان کی ملاقات ہوئی اور اس سے پوچھا کہ کیا تمھیں حورعین کا شوق ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو انہوں نے فرمایا تم ان کا شوق رکھو (اور ان تک پہنچنے کے لیے نیک عمل کرو) کیونکہ ان کے چہرے کا نور اللہ عزوجل کا بخشا ہوا نور ہے، یہ سنتے ہی وہ حکیم بے ہوش ہو گیا اور اس کو اس گھر کے لوگ اٹھا کر لے گئے اور ایک مہینے تک اس کی عیادت کرتے رہے۔ (حادی الارواح:٣٠٥۔صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:٣٠٧)

لطف اٹھائیں لب جاناں کی مسیحائی کا
لوگ اس شوق میں بیمار ہو جاتے ہیں

حوروں کے شوق میں عبادت کرنے والوں کی حکایات:

حکایت نمبر:١۔حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عراق میں ایک نوجوان بہت عبادت گزار تھا وہ ایک مرتبہ ایک دوست کے ساتھ مکہ مکرمہ کے سفر پر نکلا،

جب قافلہ کہیں پڑاؤ کرتا تھا تو یہ نماز میں مصروف ہو جاتا تھا اور جب وہ کھانا کھاتے تھے تو یہ روزہ دار ہوتا تھا، سفر میں جاتے آتے وقت تک اس کا وہ دوست خاموش رہا جب اس سے جدا ہونے لگا تو اس سے پوچھنے لگا، اے بھائی! مجھے یہ تو بتاؤ میں نے جو تجھے اتنا زیادہ عبادت میں مصروف دیکھا ہے اس پر تمھیں کس بات نے برانگیختہ کر رکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نے نیند میں جنت کے محلات میں سے ایک محل دیکھا ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک چاندی کی تھی جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی تو اس کا ایک کنگرا زبرجد کا تھا تو دوسرا یاقوت کا ان دونوں کے درمیان حور عین میں سے ایک حور کھڑی تھی جس نے اپنے بالوں کو کھول رکھا تھا اس کے اوپر چاندی کا لباس تھا جب وہ بل کھاتی تھی تو اس لباس میں بھی بل پڑ جاتے تھے، اس نے (مجھے مخاطب کر کے) کہا: اے خواہش پرست! اللہ عزوجل کی طرف میری طلب میں کوشش کر، اللہ کی قسم! میں تیرے طلب میں روز بروز نئے نئے طریقوں سے زیب وزینت کیے جا رہی ہوں؛ چنانچہ یہ محنت جو تم نے دیکھی ہے اس حور کی طلب کے لیے ہے، حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے (یہ حکایت بیان کر کے) فرمایا یہ اتنی ساری عبادت تو ایک حور کی طلب میں ہے اس شخص کی عبادت کی کیا حالت ہونی چاہیے جو اس سے زیادہ کا طلبگار ہو۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۵۴)

اس عابد کے حور کے عشق کی اس شعر نے کچھ یوں ترجمانی کی ہے ۔

نگاہ مست ساقی کا یہ ادنی سا کرشمہ ہے
نظر ملتے ہی بس ہاتھوں سے ساغر چھوٹ جاتا ہے

حور کی طلب میں کوئی ملامت نہیں:

حضت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے شاگردوں نے شدت خوف اور کثرت مجاہدہ میں دیکھا تو عرض کیا: اے شیخ! اگر آپ اس مجاہدہ کو کچھ کم کریں گے تو بھی اپنی مراد کو پہنچ جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ، فرمایا کیونکر میں پوری کوشش نہ کروں میں نے سنا ہے کہ اہل جنت اپنی منزل میں ہوں گے کہ ان پر ایک بہت بڑا نور ظاہر ہوگا اور اس کی رونق اور شدت روشنی کی وجہ سے آٹھوں

جنتیں روشن ہو جائیں گی اور اہل جنت سمجھیں گے کہ یہ نور اللہ کی جانب سے ہے اور سجدہ میں گر پڑیں گے اس وقت ایک منادی آواز دے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ یہ وہ نور نہیں ہے جس کا تمھیں گمان ہوا، یہ ایک حور کے چہرہ سے نور چمکا ہے جو اپنے خاوند کے سامنے مسکرائی ہے اور اس کے مسکرانے سے یہ نور ظاہر ہوا ہے۔

تو اے بھائیو! جو شخص خوبصورت حور کے لیے مجاہدہ کرے اسے تو ملامت نہیں کی جاتی، وہ شخص جو خدا کا طالب ہے اس کے مجاہدہ پر کیا ملامت ہے؟ پھر یہ اشعار پڑھے ۔

ماضر من کانت الفردوس منزله

ماذا تحمل من بؤس واقتار

تراه یمشی نحیلا خائفا وجلا

الی المساجد یمشی بین الخمار

یا نفس مالک من صبر علی النار

قد حان ان تقیلی من بعد ادبار

ترجمہ: جس کا مقام فردوس ہو اسے کچھ ضرر نہیں ہے؛ خواہ وہ کتنے ہی غم اور مصیبت کا تحمل کرے؛ تو اسے دبلا پتلا اور خوف زدہ گھبرایا ہوا مساجد کی طرف جاتے دیکھے کہ چادر اوڑھے دوڑتا ہے، اے نفس تجھے آگ پر تو صبر نہیں ہے اب وقت آ گیا ہے کہ بدبختی کے بعد تو بخت بلند ہو جائے گا۔ (روض الریاحین)

حوریں طلب کرنے والے بزرگ:

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال تجرید کے ساتھ بیت اللہ کا حج اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کا ارادہ کیا، میں ایک راستہ میں چل رہا تھا کہ ایک خوبصورت عراقی جوان کو دیکھا کہ وہ بھی سفر کر رہا ہے اور اس کا بھی وہی ارادہ ہے جو میرا

ہے جب اس کے رفقاء چلتے تھے تو وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا اور جب منزل پر اترتے تھے تو وہ نماز پڑھتا تھا اور باوجود اس کے کہ وہ دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو تہجد پڑھتا تھا؛ اسی حالت میں وہ مکہ مکرمہ تک پہنچا اس کے بعد اس نے مجھ سے جدا ہونا چاہا اور مجھے رخصت کیا، میں نے کہا اے بیٹے کس کس چیز نے تجھے ایسی مصیبت شاقہ پر آمادہ کیا؟ اے ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ! مجھے ملامت نہ کرو! میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا ہے، وہ ایک چاندی کی اور ایک سونے کی اینٹ سے بنا ہے؛ اسی طرح اس کے بالاخانوں اور ان بالاخانوں کے درمیان ایک حور ایسی تھی کہ کسی دیکھنے والے نے ایسے حسن و جمال اور رونق والی کبھی نہ دیکھی ہوگی وہ زلفیں لٹکائے ہوئے تھیں، ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر مسکرائی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت روشن ہوگئی اور کہا: اے جوان! اللہ کی راہ میں کوشش اور مجاہدہ کر؛ تاکہ میں تیری ہو جاؤں اور تو میرا ہو جائے پھر میں بیدار ہوا؛ یہ میرا قصہ اور حال ہے۔

اے ابوسلیمان مجھے لائق ہے کہ کوشش کروں؛ کیونکہ کوشش کرنے والا ہی پانے والا ہے یہ جو مجاہدہ تم نے دیکھا یہ ایک حور کی منگنی کی غرض سے تھا؛ میں نے اس سے دعا کی درخواست کی اس نے میرے لیے دعا کی اور مجھ سے دوستی کی اور رخصت ہو کر چلا گیا۔

حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں میں نے اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا: اے نفس! بیدار ہو جا اور یہ اشارہ سن لے جو ایک بشارت ہے جب ایک عورت کی طلب میں اتنی کوشش اور یہ مجاہدہ ہے تو اس شخص کو جو حور کے رب کا طالب ہے کس قدر مجاہدہ اور کوشش کرنا چاہیے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اس حکایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ خواب نیک لوگ دیکھتے ہیں یہ اسرار ہیں جنہیں حق سبحانہ تعالیٰ (خواب کی شکل میں) آئینہ قلب پر ظاہر فرماتے ہیں؛ کیونکہ خواب اجزاء نبوت کا ایک جزو ہے اس سے انہیں بشارت دی جاتی ہے اور ان کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ کوشش اور پرہیزگاری میں ترقی کریں وہ ہماری طرح نہیں ہیں کہ اوروں کو تو نصیحت کریں اور خود نصیحت نہ پکڑیں۔

اس کتاب کے سنانے کے زمانے میں اتفاقاً ایک عجیب نصیحت حاصل ہوئی کہ ایک شخص کے نفس نے اس سے کہا کاش! ایسا ہوتا کہ کوئی شخص ایک لونڈی زفاف کے لیے تجھے فروخت کر دیتا اور اس کی قیمت حج کے موسم میں وصول کرتا پھر تو اسے بیچ کر قیمت ادا کر دیتا، وہ شخص یہ تمنا کر ہی رہا تھا کہ اس کے پاس ایک بزرگ آئے، اس نے اب تک اس خیال کا اظہار نہیں کیا تھا نہ اللہ کے سوا کوئی اسے جانتا تھا، اس بزرگ نے اس سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تو ایک قبہ میں ہے اور اس پر نور ہے اور تیرے پاس ایک لونڈی بھی ہے، اس قبہ سے باہر سات حوریں تھیں جو نہایت خوبصورت حسن و جمال میں یکتا وہ تیری مشتاق تھیں، ایک ان میں سے تیری طرف اشارہ کر کے کہتی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہے میں (جنت کی حور) اس پر عاشق ہوں اور یہ (دنیا کی) ایک لونڈی پر عاشق ہے۔ (روض الریاحین)

نہر ہرول کی کنواریاں:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إنّ فی الجنّةِ نَهراً يُقالُ الهرول، على حافتيه أشجار نابتات، فإذا اشتهى أهل الجنة السماع يقولون: مروابنا إلى الهرول فنسمع الأشجار، فتنطق بأصوات لولا أن الله عزوجل قضى على أهل الجنة أن لايموتوا لماتوا شوقا وطربا إلى تلك الأصوات قال: فإذا سمعتهن الجوارى قرأن بالعربية، فيجىء أولياء الله إليهن، فيقطف كل واحد منهن مااشتهى ثم يعيد الله تعالى مكانهن مثلهن۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۳/ ۱۶۳)

ترجمہ: جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام ہرول ہے، اس کے دونوں کناروں پر درخت اُگے ہوئے ہیں، جب جنتی سماع کی خواہش کریں گے تو کہیں گے ہمارے ساتھ ہرول کی طرف چلو؛ تاکہ ہم درختوں سے (خوبصورت اور دلکش آوازیں) سنیں چنانچہ وہ ایسی

(خوبصورت) آوازوں میں بولیں گے کہ اگر اللہ عزوجل نے جنتیوں کے نہ مرنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو یہ ان آوازوں کے شوق اور طرب میں مرجاتے؛ پس جب ان خوبصورت آوازوں کو (درختوں پر لگی ہوئی لڑکیاں سنیں گی تو وہ عربی زبان میں نہایت خوبصورت انداز وآواز میں) عربی زبان میں (کچھ) پڑھیں گی تو اللہ تعالیٰ کے ولی ان کے پاس قریب جائیں گے اور ہر ایک ان لڑکیوں میں سے جس کو پسند کریگا توڑ لے گا پھر اللہ تعالیٰ ان لڑکیوں کی جگہ ویسی ہی اور لڑکیاں (اس درخت کو) لگا دیں گے۔

غصہ پینے پر حور ملے گی:

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَيَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِيْ أَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ۔ (مسند احمد وسندہ جید: ۳/۴۴۰۔ ابوداؤد: ۴۷۷۷)

ترجمہ: جس شخص نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ اس کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے حتی کہ اس کو اختیار دیں گے وہ حوروں میں سے جس کو چاہے لے لے۔

حور لینے کے تین کام:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وثلاثٌ من كان فيه واحدةٌ زوِّج من الحور العين: رجلٌ ائتُمن على أمانة خفية شهية فأداها من مخافة الله تَعَالَى، وجلٌ عفى عن قاتله، ورجلٌ قرأ "قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ" في دبر كل صلاة۔ (ترغیب وترہیب اصبہانی، البدور السافرہ: ۲۰۴۲)

ترجمہ: تین کام ایسے ہیں جس شخص کے پاس ان میں سے ایک بھی ہوگا اسکی حور عین کے ساتھ شادی کی جائے گی (۱) وہ شخص جس کے پاس ضرورت کی امانت خفیہ طور پر رکھی گئی اور اس نے اس

کوخوفِ خدا کی وجہ سے ادا کردیا (۲) وہ شخص جس نے اپنے قاتل کو معاف کردیا (۳) وہ شخص جس نے ہر نماز کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (پوری سورۃ اخلاص) کی تلاوت کی۔

فائدہ: ان مذکورہ اعمال میں سے کوئی سا عمل جتنی مرتبہ کریگا انشاء اللہ اتنی حوریں ملیں گی۔

اچھے طریقے سے ہر روزہ رکھنے کا انعام سو حوریں:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إن الجنة تتزين من الحول إلى الحول فى شهر رمضان وإن الحور لتتزين من الحول إلى الحول فى شهر رمضان فإذا دخل شهر رمضان قالت الجنة اللهم اجعل لى فى هذا الشهر من عبادك أزواجا تقر اعيننا بهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن صام نفسه فى شهر رمضان لم يشرب ولم يرم فيه مؤمنا ببهتانا ولم يعمل فيه خطيئة زوجه الله تبارك وتعالى فى كل ليلة مائة حوراء وبنى له قصرا فى الجنة من لؤلؤ وياقوت وزبرجد لوأن الدنيا كلها جعلت فى هذا القصر لكان منها كمربط عنز فى الدنيا**۔ (البدور السافرہ: ۲۰۴۷، مسند ابو یعلی، معجم اوسط طبرانی، ابن عساکر)

ترجمہ: جنت ایک سال سے دوسرے سال (کے شروع ہونے) تک ماہ رمضان کے لیے سنورتی ہے اور حور بھی ایک سال کے شروع سے دوسرے سال کے شروع تک رمضان المبارک کے لیے سنورتی ہے، جنت کہتی ہے اے اللہ! میرے لیے اپنے بندوں میں سے اس مہینہ میں مکین مقرر فرمادے اور حوریں یہ دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ! ہمارے لیے اس مہینہ میں اپنے نیک بندوں میں سے خاوند مقرر فرمادے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے خود رمضان المبارک میں روزہ رکھا کچھ کھایا پیا نہیں اور کسی مومن

پر بہتان بھی نہیں لگایا اور اس روزے کی حالت میں کوئی گناہ بھی نہ کیا اللہ تعالیٰ (روزے کی) ہر رات میں اس کے لیے سو حوروں سے اس کی شادی کریں گے اور اس کے لیے جنت میں لؤلؤ، یاقوت اور زبرجد کا محل بنائیں گے اگر ساری دنیا اس محل میں منتقل کر دی جائے تو یہ دنیا اس محل کے سامنے ایسی لگے گی جیسے دنیا کے آگے بکری کا باڑھ۔

درجِ ذیل ورد کے انعامات:

ارشادِ ربانی ہے **لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** (اسی کے پاس ہیں آسمانوں کی اور زمین کی) اس کی تفسیر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال فرمایا (کہ آسمان و زمین کی چابیاں کیا ہیں یعنی کونسی عبادات اس کی یا اس سے اعلیٰ درجہ یعنی جنت کی وارث بناتی ہیں) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَبِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مَنْ قَالَهَا إِذَا أَصْبَحَ عَشَرَ مَرَّات، أحرزله مِنْ ابْلِيس وَجُنُوْده وَيعطيه قِنْطَارًا مِنَ الْأَجْرِ وَيَرْفَعَ لَهُ دَرَجَة مِنَ الْجَنَّةِ وَيُزَوِّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ، فَان مَاتَ مِن يومه طبع بطابع الشهداء ۔ (البدور السافرہ: ۲۰۴۸، طبرانی، مجمع الزوائد)

ترجمہ: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَبِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ**

جو شخص ان کلمات کو دس مرتبہ صبح کے وقت پڑھے گا اس کی شیطان اور اس کے (ضرر رساں) لشکر سے حفاظت کی جائے گی، اس کو اجر کا ایک قنطار عطا کیا جائے گا، اس کے لیے جنت میں ایک درجہ بلند کیا جائے گا، اس کی حور عین سے شادی کی جائے گی اور اگر اس دن (جس دن اس نے یہ وظیفہ پڑھا تھا) فوت ہو گیا اس کے لیے شہداء والی مہر لگا دی جائے گی۔

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا حکم کرنے کے انعام میں ملنے والی عیناء حور کی شان

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إن في الجنة حوراء يقال لها العيناء إذا مشت مشي حولها سبعون ألف وصيفة عن يمينها وعن يسارها كذلك وهي تقول أين الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر۔ (البدور السافرة: ۲۰۴۹، طبرانی۔ مجمع الزوائد۔ تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۷۷)

ترجمہ: جنت میں ایک حور ہے جس کا نام عیناء ہے جب وہ چلتی ہے تو اس کے اردگرد ستر ہزار خدمت گار لڑکیاں چلتی ہیں، اس کی دائیں طرف اور بائیں طرف بھی (اتنی ہی خدمتگار لڑکیاں) ہوتی ہیں یہ حور کہتی ہے کہیں ہیں امر بالمعروف کرنے والے اور نہی عن المنکر کرنے والے (یعنی نیکیوں کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے) میں ان کا انعام ہوں یعنی ہر ایسے آدمی کو ایسی ایک ایک حور عیناء عطاء کی جائے گی یا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنے کے ثواب میں یہ ایک حور ملے گی یا یہ کہ ہر دفعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے ثواب میں یہ حور عطاء کی جائیگی، ظاہر یہی ہے کہ ہر دفعہ امر یا نہیں کرنے سے یہ حور ملے گی، واللہ اعلم۔

حوریں چاہئے تو یہ اعمال کرو

شیخ محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال حج کے لیے گیا ایک روز مکہ مکرمہ کے بازاروں میں پھر رہا تھا کہ ایک بوڑھا مرد ایک لونڈی کا ہاتھ پکڑے ہوئے نظر آیا، لونڈی کا رنگ بدلا ہوا جسم دبلا تھا اور اس کے چہرے سے نور چمکتا تھا اور روشنی ظاہر ہوتی تھی وہ ضعیف شخص پکار رہا تھا، کوئی لونڈی کا طلب گار ہے؟ کوئی اس کی رغبت کرنے والا ہے؟ کوئی بیس دینار سے بڑھنے والا ہے؟ میں اس لونڈی کے سب عیبوں سے بری

الذمہ ہوں، راوی کا بیان ہے میں اس کے قریب گیا اور کہا قیمت تو لونڈی کی معلوم ہوگئی مگر اس میں عیب کیا ہے؟ کہا یہ لونڈی مجنونہ ہے، غمگین رہتی ہے، راتوں کو عبادت کرتی ہے، دن کو روزہ رکھتی ہے، نہ کھاتی ہے نہ کچھ پیتی ہے، ہر جگہ تنہا اکیلی رہنے کی عادی ہے، جب میں نے یہ بات سنی میرے دل نے اس لونڈی کو چاہا اور قیمت دیکر اس کو خرید لیا اور اپنے گھر لے گیا، لونڈی کو سر جھکائے دیکھا پھر اس نے اپنا سر میری جانب اٹھا کر کہا، اے میرے چھوٹے مولا! خدا تم پر رحم کرے تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں عراق میں رہتا ہوں، کہا کون سا عراق؟ بصرے والا یا کوفے والا؟ میں نے کہا نہ کوفے والا نہ بصرے والا؛ پھر لونڈی نے کہا: شاید تم مدینۃ الاسلام بغداد میں رہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! کہا واہ واہ وہ عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے، راوی کہتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا میں نے کہا: لونڈی حجروں کی رہنے والی، ایک حجرے سے دوسرے حجرے میں بلائی جانے والی، زاہدوں عابدوں کو کیسے پہچانتی ہے؟ پھر میں نے اس کی طرف متوجہ ہوکر دل لگی کے طور پر پوچھا تم بزرگوں میں کس کس کو پہچانتی ہو؟ کہا میں مالک بن دینار، بشر حافی، صالح مزنی، ابو حاتم سجستانی، معروف کرخی، محمد بن حسین بغدادی، رابعہ عدویہ، شعوانہ، میمونہ، ان بزرگوں کو پہچانتی ہوں، میں نے کہا: ان بزرگوں کی تمھیں کہاں سے شناخت ہے؟ لونڈی نے کہا: اے جوان کیسے نہ پہچانوں؟ قسم خدا کی! وہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں، یہ محب کو محبوب کی راہ دکھلانے والے ہیں؛ پھر میں نے کہا: اے لونڈی! میں محمد بن حسین ہوں، اس نے کہا میں نے اے ابو عبداللہ! خدا سے دعا مانگی تھی کہ خدا تم کو مجھ سے ملا دے، تمہاری وہ خوش آواز جس سے مریدوں کے دل زندہ کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں روتی تھیں کیسے ہے؟ میں نے کہا: اپنے حال پر ہے، کہا تمھیں خدا کی قسم! مجھے قرآن شریف کی کچھ آیتیں سناؤ، میں نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھی اس نے بڑے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی، میں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو ہوش میں آئی اور کہا: اے ابو عبداللہ یہ تو اس کا نام ہے! کیا

حال ہوگا اگر میں اس کو پہچانوں اور جنت میں اس کو دیکھوں، خدا تم پر رحم کرے اور پڑھو، میں نے یہ آیت پڑھی أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (العنکبوت: ۴) تک (یعنی کیا گمان کرتے ہیں جنہوں نے گناہ کئے ہیں کہ ہم ان کو ایمان والوں اور نیک عمل والوں کے برابر کیں گے، ان کی موت اور زندگی برابر ہے؟ برا ہے جو حکم کفار لگاتے ہیں) اس نے کہا: اے ابوعبداللہ! ہم نے نہ کسی بت کو پوجا اور نہ کسی معبود کو قبول کیا پڑھے جاؤ خدا تم پر رحم کرے، میں نے پھر یہ آیت پڑھی إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (الکہف:۲۹) تک (یعنی ہم نے ظالموں کے واسطے آگ تیار رکھی ہے، ان کے گرد آگ کے خیمے ہوں گے اگر پانی طلب کریں گے گرم پانی پگھلے ہوئے تانبے کی مثل پائیں گے جو ان کے چہرے جھلس دیگا، ان کا پینا بھی برا ہے اور آرام گاہ بھی بری ہے)۔

پھر کہا: اے ابوعبداللہ! تم نے اپنے نفس کے ساتھ ناامیدی لازم کرلی ہے، اپنے دل کو خوف اور امید کے درمیان آرام دو اور کچھ پڑھو خدا تم پر رحمت کرے؛ پھر میں نے پڑھا

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ (عبس: ۳۸، ۳۹)

اور وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ: ۲۲، ۲۳)

(یعنی بعضے چہرے قیامت کے دن خوش ہشاش بشاش ہوں گے اور بعض چہرے تروتازہ اپنے پروردگار کو دیکھنے والے ہوں گے) پھر کہا: مجھے اس کے ملنے کا شوق کتنا زیادہ ہوگا جس دن وہ اپنے دوستوں کے واسطے ظاہر ہوگا اور پڑھو خدا رحم کرے؛ پھر میں نے پڑھا يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ (الواقعۃ: ۱۷، ۱۸)

(ترجمہ: لڑکے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں جنت والوں کے لیے ہاتھوں میں کوزے اور لوٹے اور پیالے شراب معین کے لیے ہوئے گھومیں گے، نہ پینے والوں کا سر پھریگا اور نہ وہ بہکیں گے) پھر کہا: اے ابوعبداللہ! میں خیال کرتی ہوں تم نے حور کو پیغام دیا ہے کچھ ان کے مہر کے لیے بھی خرچ کیا ہے، میں نے کہا: اے لونڈی مجھے بتادے وہ کیا چیز ہے میں تو بالکل مفلس ہوں، کہا: شب بیداری اپنے اوپر لازم کرو اور ہمیشہ روزہ رکھا کرو اور فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے رہو؛ پھر وہ لونڈی بیہوش ہوگئی میں نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا تو ہوش میں آئی پھر دوبارہ مناجات پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوگئی، میں پاس جاکر دیکھا وہ مرچکی تھی، مجھے اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہوا؛ پھر میں بازار گیا تاکہ اس کے کفن دفن کا سامان لاؤں، واپس آکر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کفنائی ہوئی خوشبو لگی ہوئی ہے اور جنت کے دو سبز جوڑے اس پر پڑے ہیں، کفن میں دو سطروں میں لکھا ہے، سطر اوّل **لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ** اور دوسری سطر میں **أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** (یونس:٦٢) ہے میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھ کر دفن کردیا، اس کے سرہانے میں نے سورۂ یٰسٓ پڑھی اور حجرے میں غمگین روتا ہوا واپس آگیا؛ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر سورہا خواب میں دیکھا کہ وہ لونڈی بہشت میں ہے جنتی حلے پہنے زعفران زار تختے میں ہے، سندس اور استبرق کا فرش ہے سر پر تاج مرصع موتی اور جواہرات ٹکے ہوئے، پاؤں میں یاقوت سرخ کی جوتی ہے، جس سے عنبر ومشک کی خوشبو آرہی ہے اس کا چہرہ آفتاب وماہتاب سے زیادہ روشن ہے میں نے کہا: اے لونڈی! ٹھہر! کس عمل نے تجھے اس مرتبہ پر پہنچایا؟ کہا: فقیر مسکینوں کی محبت، کثرتِ استغفار، مسلمانوں کی راہ سے ان کو ایذا دینے والی چیزیں دور کرنے سے مجھ کو یہ مرتبہ ملا ہے۔ (روض الریاحین)

حور کے ذریعہ تہجد کی ترغیب:

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری پنڈلی میں درد ہوگیا تھا اس

کی وجہ سے نماز میں بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک رات جونماز کے لیے اٹھا تو اس میں سخت درد ہوا اور بمشکل نماز پوری کر کے چادر سرہانے رکھ کر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسینہ جمیلہ لڑکی جو سراپا حسن کی پتلی تھی چند خوبصورت بنی ٹھنی لڑکیوں کے ہمراہ ناز و انداز کے ساتھ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی دوسری لڑکیاں جو اسی کے ہمراہ تھیں اس کے پیچھے بیٹھ گئیں ان میں سے ایک سے اس نے کہا: اس شخص کو اٹھاؤ مگر دیکھو بیدار نہ ہونے پائے وہ سب کی سب میری طرف متوجہ ہوئیں اور سب نے ملکر اٹھایا میں یہ سب کیفیت خواب میں دیکھ رہا تھا؛ پھر اس نے اپنی خواصوں سے کہا کہ اس کے لیے نرم نرم بچھونے بچھاؤ اور اپنے اپنے موقع سے تکیے رکھ دو انہوں نے فوراً سات بچھونے اوپر نیچے بچھائے کہ میں نے عمر بھر کبھی ایسے بچھونے نہ دیکھے تھے؛ پھر اس پر نہایت خوبصورت سبز رنگ کے تکیے نصب کئے پھر حکم کیا کہ اسے فرش پر لٹا دو دیکھو یہ جاگنے نہ پائے، مجھے انہوں نے اس بچھونے پر لٹا دیا اور میں انہیں دیکھتا تھا اور سب باتیں سنتا تھا پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے چاروں طرف پھول پھلواری رکھ دو انہوں نے سنتے ہی طرح طرح کے پھول رکھ دیئے پھر وہ میرے پاس آئی اور اپنا ہاتھ میرے اسی درد کی جگہ رکھا اور ہاتھ سے سہلایا پھر کہا کھڑا ہو نماز پڑھ حق تعالیٰ نے تجھے شفا دی اس کا یہ کہنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے آپ کو بھلا چنگا پایا؛ گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا، وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی بیمار نہ ہوا اور میرے دل میں اب تک اس کے اس کہنے کی کہ اُٹھ کھڑا ہو نماز پڑھ حق تعالیٰ نے تجھے شفا دی لذت وحلاوت موجود ہے۔ (روض الریاحین)

حور کو دیکھنے والے بزرگ کی حکایت:

ایک صالح شخص نے اللہ کی چالیس سال عبادت کی ایک روز اس پر ناز کا مقام غالب ہوا تو اس کے غلبہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا خداوند! آپ نے جو کچھ میرے لیے جنت میں تیار کیا ہے اور جس قدر حوریں میرے لیے مہیا فرمائی ہیں وہ مجھے دکھا دیجئے، ابھی مناجات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ محراب پھٹی اور ایک ایسی حسین وجمیل حور نکلی کہ اگر وہ دنیا میں آجائے تو تمام دنیا مفتون ومجنون ہو جائے، عابد نے پوچھا نیک

بخت تو کون ہے؟ آدمی ہے یا پری؟ اس نے عربی کے چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ تو مولا سے جو چاہتا تھا وہ تجھے ملا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں تیری مونس بنوں اور تمام رات تجھ سے باتیں کروں عابد نے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ کہا: آپ کے لیے، کہا تجھ جیسے مجھے کتنی ملیں گی؟ کہا سو اور ہر ایک حور کی سو خادمہ اور ہر خادمہ کی سو باندیاں اور ہر باندی پر سو انتظام کرنے والیاں، عابد یہ سن کر بہت خوش ہوا اور خوشی میں آ کر پوچھا: کہ اے پیاری کیا کسی کو مجھ سے زیادہ بھی ملے گا؟ حور نے کہا: تم بیچارے تو کچھ بھی نہیں ہو، اتنا تو ادنی ادنی کو جو صبح وشام أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ پڑھ لیتے ہیں اور سوائے اس کے ان کا کچھ کام نہیں مل جائے گی۔ (روض الریاحین)

جتنے آپ کے اعمال خوبصورت ہوں گے اتنا ہی آپ کی حوریں حسین حسین ہوں گی:

شیخ ابوبکر ضریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک خوبصورت غلام تھا دن کو روزہ رکھتا تھا رات بھر نماز پڑھتا تھا وہ ایک دن میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ آج میں سو گیا تھا کہ معمولی اَوراد بھی ترک ہو گئے، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا سامنے سے محراب پھٹ گئی اور اس سے چند حسین لڑکیاں نکلی ہیں ان میں سے ایک لڑکی نہایت بدصورت تھی میں نے عمر بھر ایسی کبھی نہ دیکھی تھی، میں نے پوچھا کہ تم سب کس کے لیے ہو اور یہ بدصورت کس کے لیے ہے؟ انہوں نے کہا ہم سب تیری گذشتہ راتیں ہیں اور بری صورت والی تیری یہ رات ہے جس میں تو سو رہا ہے؛ اگر تو اسی رات میں مر گیا تو یہی تیرے حصے میں آئیگی۔ یہ خواب بیان کر کے اس جوان نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہو گیا۔ (روض الریاحین)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جنتیوں کی حوریں اتنی ہی حسین ہوں گی جتنا انہوں نے اپنی عبادت کو حسین انداز سے ادا کیا ہوگا۔

پانچ صدیوں سے حور کی پرورش:

شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات سو گیا تھا اور معمول کے

وظائف بھی رہ گئی تھے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت حسین حور ہے جو کہہ رہی ہے کہ ابوسلیمان تم تو مزے سے پڑے سو رہے ہو اور میں تمہارے لیے پانچ سو برس سے پرورش کی جارہی ہوں۔ (ریاض الریاحین)

ایک نومسلم کا انتظار کرنے والی حور:

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جہاز میں سوار تھا تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا اس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بت کی پرستش کررہا ہے ہم نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے اس نے بت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا تیرا یہ معبود خالق نہیں بلکہ خود دوسرے کا مخلوق ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے، اس بت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو ہم نے جواب دیا کہ ہم اس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کی دارو گیر ہے اور زندوں اور مردوں میں اس کی تقدیر جاری ہے اس کے نام پاک میں اس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے اس نے پوچھا تمھیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں ہم نے کہا اس بادشاہ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسول کو بھیجا اس نے ہمیں ہدایت کی پھر اس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کے لیے خدا انہیں بھیجا تھا جب وہ پورا کر چکے تو اس نے انہیں اپنے پاس بلالیا، اس نے کہا: رسول خدا نے تمہارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: اللہ کی کتاب، کہا مجھے دکھاؤ ہم نے اس کے پاس قرآن شریف لے گئے، کہا میں تو جانتا نہیں، تم پڑھ کر سناؤ ہم نے اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی، وہ سن کر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کا حکم تو دل وجان سے ماننا چاہئے اور کسی طرح اس کی نافرمانی نہ کرنی چاہئے؛ پھر وہ مسلمان ہوگیا، ہم نے اسے دین کے احکام اور

چند سورتیں سکھائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا بھائیو! یہ معبود جس کا تم نے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے؟ ہم نے کہا وہ سونے سے پاک ہے، وہ ہمیشہ زندہ قائم ہے، اس نے کہا: کیسے برے بندے ہو کہ تمہارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو؟ اس کی یہ باتیں سن کر ہمیں بڑی حیرت ہوئی، مختصر یہ کہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا تو اس نے کہا: بھائیو! مجھے بھی ساتھ لے چلو! ہم نے قبول کرلیا، چلتے چلتے ہم آبادان پہنچے، میں نے اپنے یاروں سے کہا: کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہیے، ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اسے دیئے اور کہا: کہ اسے اپنے خرچ میں لانا وہ کہنے لگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تم تو عجب آدمی ہو تم ہی نے تو مجھے راستہ بتلایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اس جزیرہ میں بت کی عبادت کیا کرتا تھا، میں اسے پہچانتا نہ تھا اس وقت بھی اس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کردے گا، تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ نومسلم مر رہا ہے، اس کی خبر لو یہ سن کر میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کیا حاجت ہے، کہا کچھ نہیں، جس ذات پاک نے تمھیں جزیرہ میں پہنچایا اسی نے میری سب حاجتیں پوری کردیں، خواجہ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سبز باغ ہے اس میں ایک قبہ ہے اور ایک مکلف تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک نہایت حسین نوعمر عورت جلوہ افروز ہے کہتی ہے خدا کے لیے اس نومسلم کو جلد بھیجو مجھے اس کی جدائی میں بڑی بے قراری اور بے صبری ہے، اتنے میں میری آنکھ کھلی تو دیکھا وہ سفر آخرت کر چکا تھا، میں نے اسے غسل و کفن دے کر دفن کردیا، جب رات ہوئی تو خواب میں وہی قبہ اور باغ اور تخت پر وہی عورت اور پہلو میں اس نومسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے: وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ۔ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور فرشتے ان پر یہ کہتے ہوئے ہر دروازے سے آئیں گے کہ سلامتی ہے تم پر پس کیا اچھا بدلہ ہے آخرت کا۔

جنتی کے لیے عورتوں اور حوروں کی تعداد

ستر بیویاں:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **یزوج العبد فی الجنة سبعین زوجة فقیل: یارسول الله أیطیقها؟ قال: یعطی قوة مائة۔** (کتاب الضعفاء للعقیلی: ۱۶۶/۳)

ترجمہ: جنت میں انسان کی ستر بیویوں سے شادی کی جائیگی؛ عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا مردان سب کی طاقت رکھے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مرد کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔

ستر جنت کی، دو دنیا کی:

حدیث: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

یتزوج المؤمن فی الجنة اثنتین وسبعین زوجة سبعین من نساء الجنة، واثنتین من نساء الدنیا۔ (البدور السافرہ: ۲۰۳۲، ابن عساکر، ابن السکن)

ترجمہ: جنت میں مؤمن کی بہتر بیویوں سے شادی کی جائیگی، ستر جنت کی عورتیں ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی۔

ادنی جنتی کی بہتر بیویاں:

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَيُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ وَصَنْعَاءَ۔ (ابن المبارک فی الزہد: ۲/ ۱۲۷۔ ترمذی: ۲۵۶۲)

ترجمہ: ادنی درجہ کے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی ہر ایک جنتی کے لیے لؤلؤ، یاقوت، زبرجد کا ایک قبہ نصب کیا جائے گا (جس کی لمبائی) جابیہ (ملکِ شام کے شہر) سے صنعاء (ملکِ یمن کے دارالسلطنت) جتنی ہوگی۔

دوزخیوں کی میراث کی دودو بیویاں بھی جنتیوں کو ملیں گی:

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَامِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ اللهُ الْجَنَّةَ إِلَّا زَوَّجَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً ثِنْتَيْنِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَسَبْعِينَ مِنْ مِيرَاثِهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ مَامِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ إِلَّا وَلَهَا قُبُلٌ شَهِيٌّ وَلَهُ ذَكَرٌ لَا يَنْثَنِي۔ (ابن ماجه. كِتَاب الزُّهْدِ بَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ، حدیث نمبر: ۴۳۲۸، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے اس کی بہتر حوروں سے اور دو، دوزخیوں کی میراث سے شادی کر دیں گے، ان عورتوں میں سے ہر ایک کی قبل خواہش کرتی ہوگی اور مرد کا نفس کمزور نہیں ہوتا ہوگا۔

فائدہ: یہ دوزخیوں کی میراث کا مطلب یہ ہے کہ ہر دوزخی کی جنت میں میراث ہوگی جس کا رب تعالیٰ اپنے فضل سے مؤمن کو وارث بنادے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے، اس کو جو دو عورتیں جنت میں دی جانی تھیں وہ مسلمان کو دیدی جائیں گی۔

ادنی درجہ کے جنتی کی بیویوں کی تعداد:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً إِنَّ لَهُ لَسَبْعَ دَرَجَاتٍ وَهُوَ عَلَى السَّادِسَةِ وَفَوْقَهُ السَّابِعَةُ وَإِنَّ لَهُ لَثَلَاثَ مِائَةِ خَادِمٍ وَيُغْدَى عَلَيْهِ وَيُرَاحُ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثُ مِائَةِ صَحْفَةٍ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ مِنْ ذَهَبٍ فِي كُلِّ صَحْفَةٍ لَوْنٌ لَيْسَ فِي الْأُخْرَى وَإِنَّهُ لَيَلَذُّ أَوَّلَهُ كَمَا يَلَذُّ آخِرَهُ وَإِنَّهُ لَيَقُولُ يَا رَبِّ لَوْ أَذِنْتَ لِي لَأَطْعَمْتُ أَهْلَ الْجَنَّةِ وَسَقَيْتُهُمْ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا عِنْدِي شَيْءٌ وَإِنَّ لَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَاثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً سِوَى أَزْوَاجِهِ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ الْوَاحِدَةَ مِنْهُنَّ لَيَأْخُذُ مَقْعَدُهَا قَدْرَ مِيلٍ مِنَ الْأَرْضِ۔ (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۱۰۹۴۵، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: ادنی درجہ کے جنتی کے جنت کے سات درجات ہوں گے یہ چھٹے پر رہتا ہوگا اس کے اوپر ساتواں درجہ ہوگا، اس کے تین سو خادم ہوں گے، اس کے سامنے روزانہ صبح وشام سونے چاندی کے تین سو پیالے کھانے کے پیش کئے جائیں گے ہر ایک پیالہ میں ایسے قسم کا کھانا ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا اور جنتی اس کے شروع میں ایسے ہی لذت پائے گا جیسے کہ اس کے آخر سے اور وہ یہ کہتا ہوگا یارب! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں تمام جنت والوں کو کھلاؤں اور پلاؤں جو کچھ میرے پاس ہے (اس میں کمی نہ ہوگی) اس کی حور عین میں سے بہتر بیویاں ہوں گی اور ان میں سے ہر ایک کی سرینیں زمین کے ایک میل کے برابر ہوں گی۔

(۱۲۵۰۰) ساڑھے بارہ ہزار بیویاں:

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُزَوَّجُ خَمْسِمِائَةِ حَوْرَاءَ، وَأَرْبَعَةَ آلَافِ بِكْرٍ،

وَثَمَانِيَةَ آلَافِ، يُعَانِقُ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ مِقْدَارَ عُمْرِهِ فِي الدُّنْيَا۔ (البعث والنشور: ۴۱۴)

ترجمہ: جنتی مرد کی پانچ سوحوروں اور چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار شادی شدہ عورتوں سے شادی کی جائے گی، جنتی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اپنی دنیاوی زندگی کی مقدار کے برابر معانقہ کریگا۔

(۱۲۰۰۰) بارہ ہزار حوروں اور بیویوں کا ترانہ:

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُزَوَّجُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ بِكْرٍ وَثَمَانِيَةِ آلَافِ أَيِّمٍ وَمِائَةِ حَوْرَاءَ، فَيَجْتَمِعْنَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ فَيَقُلْنَ بِأَصْوَاتٍ حِسَانٍ لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِنَّ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۳/۲۷۹)

ترجمہ: جنتیوں میں سے ہر مرد کی چار ہزار باکرہ، آٹھ ہزار بانجھ اور سوحوروں سے شادی کی جائیگی، یہ سب ہر ساتویں دن میں جمع ہوا کریں گی اور حسین آواز میں ترانہ کہیں گی اتنا حسین کہ مخلوقات میں سے کسی نے نہ سنا ہوگا وہ کہیں گی۔

نحن الخالدات فلا نبید

ونحن الناعمات فلا نبأس

ونحن الراضیات فلا نسخط

ونحن المقیمات فلا نظعن

طوبیٰ لمن کان لنا وکنا لہ

ترجمہ: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گی، ہم نعمتوں میں پلنے والی ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گی، ہم جنت میں ہمیشہ رہیں گی کبھی نکالی نہ جائیں گی، خوشخبری ہو اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور ہم اس کے لیے ہیں۔

نہروں کے کنارے خیموں کی حوریں

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا جنت میں کچھ نہریں ایسی ہیں جن کے کناروں پر خیمے نصب کئے گئے ہیں، ان میں حورعین موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کو نئے طریقہ سے پیدا کیا ہے، جب ان کا حسن کامل ہوگیا تو فرشتوں نے ان کے اوپر خیمے لگادیئے یہ ایک میل طویل کرسی پر بیٹھی ہیں، جب کہ ان کی سرینیں کرسی کے اطراف سے باہر کو نکل رہی ہیں، جنت والے اپنے محلات سے (نکل کر ان کے پاس) آئیں گے اور جس طرح سے چاہیں گے ان کے نغمات اور ترانے سنیں گے پھر ہر جنتی ہر ایک کے ساتھ خلوت میں چلا جائیگا۔ (البدور السافرہ: ۲۰۲۸)

بادل سے لڑکیوں کی بارش:

حضرت کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمت مزید میں سے ایک یہ ہے کہ جنت والوں کے اوپر سے ایک بدلی گذرے گی وہ کہے گی تم کیا چاہتے ہو میں آپ حضرات پر کس نعمت کی بارش کروں چنانچہ وہ حضرات جس جس نعمت کی چاہت کریں گے وہی ان پر نازل ہوگی، حضرت کثیر رحمۃ اللہ علیہ بن مرہ (حضرمی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ منظر دکھایا تو میں یہ کہوں گا کہ ہم پر سنگھار کردہ لڑکیوں کی بارش ہو۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۲)

حضرت ابوطیبہ کلاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت والوں پر نعمتوں سے بھری ہوئی بدلی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سایہ کرے گی اور پوچھے گی میں آپ حضرات پر کس نعمت اور لذت

کی بارش کروں؟ پس جو شخص جس قسم کی خواہش کریگا اس پر اسی کی بارش کرے گی؛ حتی کہ بعض جنتی یہ کہیں گے کہ ہم پر نو خاستہ ہم عمر لڑکیوں کی بارش ہو۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۹۲)

جنتی بیوی کا رخسار آئینہ کی طرح صاف ہوگا جس میں جنتی آدمی اپنا چہرہ دیکھ لے گا:

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَّكِئُ فِي الْجَنَّةِ سَبْعِينَ سَنَةً قَبْلَ أَنْ تَحَوَّلَ، ثُمَّ تَأْتِيهِ الْمَرْأَتُهُ، فَيَنْظُرُ وَجْهَهُ فِي خَدِّهَا أَصْفَى مِنَ الْمِرْآةِ، وَإِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَ عَلَيْهَا تُضِيءُ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، فَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَيَرُدُّ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَيَسْأَلُهَا مَنْ أَنْتِ؟ فَتَقُولُ: أَنَا مِنَ الْمَزِيدِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ عَلَيْهَا سَبْعُونَ ثَوْبًا فَيَنْفُذُهَا بَصَرُهُ حَتَّى يَرَى مُخَّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ، وَإِنَّهُ عَلَيْهَا التِّيجَانِ إِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيءُ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ (مسند ابو یعلی: ۱۳۸۶، باسناد حسن۔ البدور السافرہ: ۲۰۲۴)

ترجمہ: جنتی آدمی جنت میں کروٹ بدلنے سے پہلے ستر سال تک ٹیک لگا کر بیٹھے گا پھر اس کے پاس ایک عورت آئیگی جس کے رخسار میں وہ اپنے مونہہ کو آئینہ سے زیادہ صاف دیکھے گا، اس پر کا ادنی موتی مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر دینے والا ہوگا، یہ اس کو سلام کرے گی اور وہ اس کے سلام کا جواب دیگا اور پوچھے گا آپ کون ہیں؟ وہ بتائے گی کہ میں اضافی عطیہ ہوں، اس عورت پر ستر پوشاکیں ہوں گی ان سے بھی نظر گذر جائے گی حتی کہ وہ اس کی پنڈلی کے گودے کو ان پوشاکوں کے پیچھے سے دیکھ لے گا، ان عورتوں پر تاج بھی ہوں گے جن کا ادنی درجہ کا موتی مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر سکتا ہوگا۔

جنت کی حوریں مردوں سے زیادہ ہوں گی:

امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ حضراتِ صحابہ کرام نے آپس میں مذاکرہ کیا کہ جنت میں مرد

زیادہ ہوں گے یا عورتیں زیادہ ہوں گی؟ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ صُورَةُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى أَضْوَإِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ امْرِءٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ وَمَا فِي الْجَنَّةِ أَعْزَبُ۔

ترجمہ: جنت میں سب سے پہلے جو حضرات داخل ہوں گے وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح (روشن چہروں اور جسموں والے) ہوں گے، ان کے بعد جو داخل ہوں گے وہ آسمان کے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح (روشن) ہوں گے، ان (دونوں قسم کے حضرات) میں سے ہر شخص کے لیے، دو دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودہ گوشت کے اندر سے جھلکتا ہوا نظر آئیگا اور جنت میں کوئی انسان بغیر اہلِ خانہ کے نہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ زَوْجَتَانِ مِنْ حُورِ الْعِينِ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ الثِّيَابِ۔(مسند احمد بن حنبل، بَاقِي مُسْنَدِ الْمُكْثِرِينَ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حدیث نمبر:۸۵۲۳، شامله، الناشر:مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: ہر جنتی مرد کے لیے حورعین میں سے دو بیویاں ہوں گی، ہر ایک (بیوی) پر ستر جوڑے ہوں گے اس کی پنڈلی کا گودہ پردہ کے اندر سے نظر آتا ہوگا۔

فائدہ: مذکورہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جنتی کو دو بیویاں عطاء کی جائیں گی اور مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو بیویاں حورعین سے ہوں گی (دنیا کی

خواتین میں سے نہیں ہوں گی) یہ دوسری حدیث پہلی حدیث کی شرح ہے کہ یہ دو عورتیں دنیا کی نہیں ہوں گی؛ بلک جنت کی حوریں ہوں گی۔

آپ اس کتاب کے مختلف ابواب میں ایسی احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں گے جن میں جنتی مردوں کے لیے ہزاروں ہزار بیویوں کا ذکر موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں جنت کی عورتیں اتنی کثرت سے ہوں گی جن کا شمار انسان کی قدرت میں نہیں ہے۔

کیا دنیا کی بہت کم عورتیں جنت میں جائیں گی؟

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔ (مسند احمد بن حنبل، أَوَّلُ مُسْنَدِ الْبَصْرِيِّينَ، حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، حدیث نمبر: ۱۹۸۵۰، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: جنت میں سب سے کم باشندے (دنیا کی) عورتیں ہوں گی۔

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ۔ (بخاری، كِتَاب الرِّقَاقِ، بَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حدیث نمبر: ۶۰۶۴، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس کے باشندوں میں فقراء کو زیادہ دیکھا اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس کے باشندوں میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔

دنیا کی خواتین کے جنت میں کم ہونے کی وجہ:

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: یَامَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْاسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ امرأة مِنْهُنَّ جزلة ومالنا يَارَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ۔ (بخاری: ۳۲۴۱، فی بدء الخلق)

ترجمہ: اے عورتوں کے جنس تم صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو؛ کیونکہ میں نے تمھیں (یعنی تمہاری جنس کو) دوزخیوں میں بہت زیادہ دیکھا ہے ایک عورت نے جو اچھے انداز سے گفتگو کرتی تھی عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے کیا قصور کیا ہے ہم (عورتیں) دوزخیوں میں زیادہ کیوں ہوں گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم لعنت ملامت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری اور نافرمانی کرتی ہو۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت میں دنیا کی عورتوں کا کم ہونا اوّل اوّل دخولِ جنت کے وقت ہے؛ پھر جب شفاعت نبوی اور رحمتِ الٰہی کی وجہ سے ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا؛ کیونکہ انھوں نے کلمہ تو پڑھا تھا اس طرح سے جنت میں جانے کے بعد یہ تقریباً ہر جنتی کے نکاح میں دو دو عورتیں تقسیم ہو جائیں گی تو یہ پھر سے جنتی مردوں سے زیادہ ہو جائیں گی جنت کی حوریں تو کثرت میں اتنا زیادہ ہوں گی کہ ان کا تو شمار ہی نہیں۔ (مستفاد من تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۷۵)

جنت کی بیویاں گندی چیزوں اور گندی صفات سے پاک ہوں گی:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ۔ (البقرۃ: ۲۵)

ترجمہ: اور جنتیوں کے لیے بیویاں ہوں گی پاک صاف۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: مِنَ الْحَيْضِ وَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالنُّخَامَةِ وَالْبُزَاقِ۔ (حاکم وصححہ، البدور السافرہ: ۱۹۸۹)

یعنی یہ جنت کی حوریں اور دنیا کی عورتیں جو جنتیوں کے نکاح میں دی جائیں گی ان کی پاکیزگی کا یہ عالم ہوگا کہ ان کو نہ تو حیض آئیگا نہ پیشاب پاخانہ اور نہ ناک کی ریزش نہ تھوک۔ (ہناد کتاب الزہ، البدور السافرہ:۱۹۹۱)

اسی طرح سے جنت کی عورتیں صفات مذمومہ سے پاک ہوں گی، ان کی زبان فحش اور گھٹیا باتوں سے پاک ہوگی، ان کی آنکھ اپنے خاوندوں کے علاوہ غیر کو دیکھنے سے پاک ہوں گی ان کے کپڑے میل کچیل سے پاک ہوں گے۔ (حادی الارواح:۲۸۴)

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَايَبْصُقُونَ وَلَايَتْفِلُونَ فِيهَا وَلَايَتَمَخَّطُونَ فِيهَا وَلَايَتَغَوَّطُونَ فِيهَا آنِيَتُهُمْ وَأَمْشَاطُهُمْ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَمَجَامِرُهُمْ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمْ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يَرَى مُخَّ سَاقَيْهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَاتَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبٍ وَاحِدٍ يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔ (مسند احمد بن حنبل، بَاقِي مُسْنَدِ الْمُكْثِرِينَ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حدیث نمبر:۸۱۸۳، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح (روشن) ہوگی یہ نہ تو جنت میں تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ نزلہ چھینکے گے، ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور انگیٹھیاں اگر کی لکڑی کی ہوں گی ان کا پسینہ مشک کا ہوگا ان میں سے ہر ایک کی (حور عین میں سے) دو دو بیویاں ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے حسن (ونزاکت) کی وجہ سے گوشت کے اندر سے نظر آئیگا، جنتیوں کے درمیان آپس میں کوئی بغض اور کینہ نہیں ہوگا، ان کے دل ایک ہی دل کی طرح ہوں گے یہ (عادۃ) صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوں گے۔

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ كَأَحْسَنَ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ الْحُلَلِ۔ (مسند احمد: ۲/ ۲۵۳، تاریخ بغداد: ۹/ ۸۷)

ترجمہ: سب سے پہلے جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح (روشن) ہوں گے اور دوسری جماعت آسمان میں خوب چمکنے والے ستارے کی طرح خوبصورت ہوگی، ان حضرات میں سے ہر ایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر پوشاکیں ہوں گی (پھر بھی) ان کی پنڈلی کا گودا پوشاکوں کے اندر سے نظر آتا ہوگا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حور عین میں سے ہر عورت کی پنڈلی کا گودا اس کے گوشت اور ہڈی کے اندر سے ستر جوڑوں کے نیچے نظر آئے گا جس طرح سرخ شراب سفید شیشے سے نظر آتی ہے۔ (طبرانی بیہقی، فی البعث والنشور، البدور السافرہ: ۱۹۹۵)

حوروں کی روشنی اور ان کے دوپٹہ کی قیمت

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى أَوروحة مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا ولقاب قوس احد كم فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطلعت الى الارض لَاضائت مَابَيْنَهَا، ولملات مَابَيْنهما رِيْحا وَلِنَصِيْفها على رَاسِهَا، يعنى الْخِمار، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا۔ (مسند احمد: ۳/ ۷ ۱۴۔ بخاری: ۱۱/ ۴۱۸)

ترجمہ: صبح کی ایک گھڑی یا شام کی ایک گھڑی اللہ کے راستہ میں گزار دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تمہاری ایک کمان کا فاصلہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے؛ اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو تمام زمین کو روشن کر دے اور روئے زمین کو معطر کر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔

عورت کے رخسار میں جنتی کو اپنی شکل نظر آئے گی:

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ خداوندی كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمن:۵۸) گویا کہ وہ خواتین یاقوت اور مرجان ہیں کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:

يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ فِيْ خدها اصفى مِنَ الْمَرآة، وَلَان أَدْنَى لُؤْلُؤ عَلَيْهَا لتضئ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَانَّهُ يَكُوْنُ عَلَيْهَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَيَنْفذهَا بصره، حَتَّى يَرى سَاقها مِنْ وَرَاء ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۳/ ۷۵۔ صحیح ابن حبان: ۹/ ۴۴۵، الاحسان)

ترجمہ: جنتی اپنے چہرے کو اس (حور اور عورت) کے رخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف شفاف دیکھے گا اور اس (کے لباس) کا ادنی موتی (اتنا خوبصورت ہے کہ وہ) مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر سکتا ہے، اس عورت پر ستر پوشاکیں ہوں گی مگر پھر بھی ان پوشاکوں سے نگاہ گذر جائے گی؛ حتی کہ وہ ان کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کو بھی دیکھ سکے گا۔

نزاکت حسن کی ایک مثال:

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِيْنَ حُلَّةً حَتَّى يُرَى مُخُّهَا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: (كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ) فَأَمَّا

الْيَاقُوتُ، فَإِنَّهُ حَجَرٌ لَوْ أَدْخَلْتَ فِيهِ سِلْكًا، ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهُ لَرَأَيْتَهُ مِنْ وَرَائِهِ۔ (کتاب العظمۃ: ۵۸۶۔ زہد ہناد: ۱۱)

ترجمہ: جنت کی عورتوں میں سے ہر عورت کی پنڈلی کی گوری رنگت ستر پوشاکوں کے پیچھے سے بھی دکھائی دے گی حتی کہ اس کا خاوند اس کی پنڈلی کے گودے کو بھی دیکھتا ہوگا اور وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے (ان کی صفت میں) فرمایا ہے: كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمن: ۵۸) گویا کہ وہ خواتین یاقوت اور مرجان ہیں یاقوت ایک ایسا پتھر ہے اگر تو اس میں کوئی دھاگا ڈالے پھر اس کو دیکھنا چاہے تو اس کو باہر سے دیکھ سکتا ہے ؎

تشبیہ کس سے دوں تیرے رخسار صاف کو
خورشید زرد رنگ قمر داغ داغ ہے

حوریں ہیں یا چھپے ہوئے موتی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ایک سب سے اعلیٰ درجہ کی بیوی ہوگی اور ہر اعلیٰ درجہ کی بیوی کے لیے ایک خیمہ ہوگا اور ہر خیمہ کے چار دروازے ہوں گے، جنتی کے سامنے روزانہ ایسا تحفہ، تعظیم، ہدیہ پیش کیا جائے گا جو اس سے پہلے حاصل نہ ہوا ہوگا نہ تو وہ غمگین ہونے والی ہوں گی، نہ ناپسندیدہ بو آئیگی، نہ مونہہ کی بدبو آئے گی اور نہ ہی وہ تکبر اور بڑائی جتلانے والی ہوں گی، حورعین ہوں گی؛ گویا کہ محفوظ رکھے ہوئے موتی ہیں۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۱۳۔ البدور السافرہ: ۲۰۲۰)

حور کے لعاب سے سات سمندر شہد سے زیادہ میٹھے بن جائیں:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوان حوراء بزقت فی بحر، لعذب ذلك البحر من عذوبة ريقها۔ (البدور السافرہ: ۲۰۲۲۔ ترغیب وترہیب: ۴/ ۵۳۵)

ترجمہ: اگر کوئی حور (کڑوے) سمندر میں تھوک دے تو اس کے لعاب کی مٹھاس سے وہ سمندر شیریں ہوجائے۔ فائدہ: ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ اگر کوئی جنت کی عورت سات سمندر میں لعاب ڈال دے تو وہ سب سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہوجائیں۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۹۴۔ البدور السافرہ: ۲۰۲۶)

جنتی عورتوں کے حسن وجمال کی جامع ومفصل حدیث

حدیث: حضرت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: حُورٌ عِينٌ قَالَ: بِيضٌ ضِخَامٌ، شَفْرُ الْعُيُوْنُ الْحَوْرَاءِ بِمَنْزِلَةِ جَنَاحِ النَّسْرِ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ قَالَ: صَفَاؤُهُنَّ كَصَفَاءِ الدُّرِّ الَّذِى فِي الْأَصْدَافِ وَالَّذِى لَاتَمَسُّهُ الْأَيْدِى، قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ: فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ قَالَ: خَيْرَاتُ الْأَخْلَاقِ، حِسَانُ الْوُجُوهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ قَالَ: رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدِ الَّذِى فِي دَاخِلِ الْبَيْضَةِ مِمَّا يَلِي الْقِشْرَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ: عُرُبًا أَتْرَابًا قَالَ: هُنَّ اللَّاتِي قُبِضْنَ فِي دَارِالدُّنْيَا عَجَائِزَ، رُمْصًا، شُمْطًا، خَلَقَهُنَّ اللّٰهُ بَعْدَ الْكِبَرِ فَجَعَلَهُنَّ عَذَارَى، قَالَ: عُرُبًا: مُعَشَّقَاتٍ، مُحَبَّبَاتٍ، أَتْرَابًا: عَلَى مِيلَادٍ وَاحِدٍ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَنِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُورُ الْعِينُ؟ قَالَ: نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، وَبِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ، وَصِيَامِهِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَلْبَسَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وُجُوهَهُنَّ النُّورَ، وَأَجْسَادَهُنَّ الْحَرِيرَ، بِيضُ الْأَلْوَانِ، خُضْرُ الثِّيَابِ، صُفْرُ الْحُلِيِّ، مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ، وَأَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ، يَقُلْنَ: أَلَانَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَمُوتُ

أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ أَبَدًا، أَلَا وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ أَبَدًا، طُوبَى لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا؛ قُلْتُ: الْمَرْأَةُ مِنَّا تَتَزَوَّجُ الزَّوْجَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَدْخُلُونَ مَعَهَا، مَنْ يَكُونُ زَوْجَهَا مِنْهُمْ؟ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، (إِنَّهَا) تُخَيَّرُ فَتَخْتَارُ أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، قَالَ: فَتَقُولُ: أَيْ رَبِّ، إِنَّ هَذَا كَانَ أَحْسَنَهُمْ مَعِي خُلُقًا فِي دَارِ الدُّنْيَا فَزَوِّجْنِيهِ، يَا أُمَّ سَلَمَةَ ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (البدور السافرہ: ۲۰۱۳۔ طبرانی: ۲۳/ ۳۶۷)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَحُورٌ عِينٌ کے متعلق مجھے کچھ وضاحت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا گوری گوری، بھرے ہوئے جسم والی، گلِ لالہ کے رنگ کی آنکھوں والی، اپنے حسن کی لطافت اور رقت جلد سے نظر کو حیران کر دینے والی گدھ کے پر کی طرح (لمبے بالوں والی) آنکھوں کی خوبصورت پلکوں والی کو حور عین کہتے ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ مجھے كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ کی تفسیر بیان فرمائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ رنگت میں اس موتی کی طرح صاف شفاف ہوں گی جو سیپوں میں ہوتا ہے اور جس کو ہاتھوں نے نہیں چھوا ہوتا ہے، میں نے عرض کیا آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَكْنُونٌ کی تفسیر بیان فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی رقت اور لطافت انڈے کے اندر کے چھلکے کی طرح ہوگی جو باہر والے (موٹے) چھلکے کے ساتھ ہوتا ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد عُرُبًا أَتْرَابًا کے متعلق بیان فرمائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ عورتیں ہوں گی دنیا میں جن کی آنکھوں میں بوڑھاپے کی وجہ سے کیچڑ بھرا رہتا تھا اور سر کے بال سفید

ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کو بوڑھاپے کے بعد دوبارہ تخلیق فرمائیں گے اور ان کو کنواریاں کر دیں گے، ارشاد فرمایا کہ عُرُبًا کا معنیٰ ہے کہ وہ (اپنے خاوندوں سے) عشق اور محبت کرنے والیاں ہوں گی اُتْرَابًا ایک ہی عمر پر ہوں گی، میں نے عرض کیا: کیا دنیا کی عورتیں افضل ہوں گی یا حور عین؟ ارشاد فرمایا دنیا کی عورتیں حور عین سے افضل ہوں گی جیسے ظاہر کا ریشم استر سے افضل ہوتا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں (افضل ہوں گی)؟ ارشاد فرمایا: ان کے اللہ کے لیے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور کا لباس پہنائیں گے، ان کے جسم حیران کر دینے والے ہوں گے، گورے رنگ والی ہوں گی، سبز لباس والی ہوں گی، پیلے زیور والی ہوں گی، ان کی (خوشبو کی) انگیٹھیاں موتی کی ہوں گی، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، یہ ترانہ کہیں گی۔

أَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ أَبَدًا
أَلَا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ أَبَدًا
أَلَا وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ أَبَدًا
أَلَا وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ أَبَدًا
طُوبَىٰ لِمَنْ كُنَّا لَهُ وَكَانَ لَنَا

سن لو! ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی نہیں مریں گے، ہم نعمتوں میں پلنے والی ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی، سن لو! ہم جنت ہی میں رہیں گی کبھی نکالی نہ جائیں گی، سن لو! ہم (اپنے خاوندوں پر) راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی، سعادت ہے اس شخص کے لیے جس کے لیے ہم ہیں اور وہ ہمارے لیے ہے۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایک عورت (یکے بعد دیگرے) دو خاوندوں سے یا تین سے یا چار سے دنیا میں شادی کرتی ہے اور مرجاتی ہے؛ پھر وہ جنت میں داخل ہوتی ہیں اور اس کے (دنیا کے) خاوند بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے اس عورت کا

خاوند کون بنے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اختیار دیا جائے گا اور وہ ان خاوندوں میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے کو منتخب کرے گی اور عرض کرے گی: اے رب! یہ شخص باقی خاوندوں سے زیادہ دنیا میں اچھے اخلاق والا تھا، آپ اس سے میری شادی کردیں؛ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! حسن اخلاق دنیا اور آخرت دونوں کی خیر کو ساتھ لیے ہوئے ہے۔

ساری دنیا روشن اور معطر ہو جائے:

حدیث: حضرت سعید بن عامر بن حدیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْأَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَشْرَفَتْ لَمَلأَتِ الأَرْضَ رِيحَ الْمِسْك وَلأَذْهَبَتْ ضَوْءَ الشَّمْسِ۔ (مسند بزار: ۳۵۲۸۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۴۱۸)

ترجمہ: اگر جنت کی خواتین میں سے کوئی خاتون جھانک لے تو تمام روئے زمین کو کستوری کی خوشبو سے معطر کردے اور سورج کی روشنی کو ماند کردے۔

جنتی خاتون کا تاج:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **وَلَوْ اطَّلَعَتْ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَطَابَ مَا بَيْنَهُمَا وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا**۔ (مسند احمد بن حنبل، بَاقِي مُسْنَدِ الْمُكْثِرِينَ، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حدیث نمبر: ۱۲۲۵۹، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی سی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان و زمین کے درمیانی حصہ کو خوشبو سے معطر کردے اور ان کے درمیانی حصہ کو روشن کردے اور اس کے سر کا تاج دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔

بالوں کی لمبائی:

حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حور عین میں سے ہر عورت کے بال گدھ کے پروں سے بہت زیادہ طویل ہیں۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۳۰۰۔ درمنثور: ۶/ ۳۳)

فائدہ: حور کے بالوں کو گدھ کے بالوں سے اس صورت میں تشبیہ دی گئی کہ جس طرح سے اس کے بال اس کے جسم سے زیاد طویل ہوتے ہیں اسی طرح سے جنتی حور کے بال اس کے جسم سے زیادہ طویل ہوں گے، تفصیل آگے آرہی ہے۔

حور کے حسن کے کرشمے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر کوئی حور اپنی ہتھیلی کو آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر کردے تو تمام مخلوقات اس کے حسن کی دیوانی ہوجائیں اور اگر وہ اپنے دوپٹہ کو ظاہر کردے تو اس کے حسن کے سامنے سورج دئے کی طرح بے نور نظر آئے اور اگر وہ اپنے چہرہ کو کھول دے تو اس کے حسن اس سے آسمان و زمین کا درمیان حصہ جگمگا اٹھے۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا، البدور السافرہ: ۲۰۲۵)

حورو کے دوپٹہ کی قدر و قیمت:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْمَوْضِعُ قُيدِهِ يَعْنِيْ سَوْطَه مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا وَلَوْاطَّلَعَتْ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ لَمَلَأَتْ مَابَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَأَضَاءَتْ مَابَيْنَهُمَا وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۵۷۵، شاملہ، موقع ال إسلام)

ترجمہ: اللہ کے راستہ میں صبح کی یا شام کی ایک گھڑی گذارنا دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہے،

تمہاری کمان کے درمیان حصہ یا کوڑے کے برابر جنت کا حصہ دنیا ومافیہا سے زیادہ قیمتی ہے؛ اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کے درمیانی حصہ کو خوشبو سے معطر کردے اور آسمان وزمین کے درمیانی حصہ کو منور کردے، اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور دنیا کے تمام خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

حور کی مسکراہٹ

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سَطَعَ نُوْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَرَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ فَإِذَا هُوَ مِنْ ثَغْرِ حُوْرَاءَ ضَحِكَتْ فِيْ وَجْهِ زَوْجِهَا۔ (حلیۃ الاولیاء: ۶/ ۲۷۷ ۳۔ صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۳۸۱۔ حادی الارواح: ۳۰۳)

ترجمہ: جنت میں ایک نور چمکا جب لوگوں نے اپنے سروں کو اٹھا کر دیکھا تو وہ ایک حور کی مسکراہٹ تھی جس نے اپنے اپنے خاوند کے چہرہ کو دیکھ کر مسکراہٹ ظاہر کی تھی۔

آئینہ کی طرح جنتی مرد اور عورت کے بدن ایک دوسرے کے بدن میں نظر آئیں گے:

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنتی مرد اپنے چہرے کو اپنی بیوی کے چہرہ میں دیکھے گا اور اس کی بیوی اپنے چہرہ کو مرد کی کلائی میں دیکھے گی، مرد اپنے چہرہ کو بیوی کے سینے میں دیکھے گا اور وہ اپنے چہرہ کو اس کے سینے میں دیکھے گی، یہ اپنے چہرہ کو اس کی کلائی میں دیکھے گا اور وہ اپنے چہرہ کو اس کی کلائی میں دیکھے گی وہ چہرہ کو اس کی پنڈلی میں دیکھے گا اور وہ اپنے چہرہ کو اس کی پنڈلی میں دیکھے گی، یہ بیوی ایسی پوشاک پہنے گی جو ہر گھڑی میں ستر رنگوں میں تبدیل ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۸۳۔ زوائد ابن المبارک: ۲۵۲)

حور کی جوتی:

ابوعمران سندی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مصر کی فلاں جامع مسجد میں تھا میرے دل

میں نکاح کا خیال آیا اور میرا پکا ارادہ ہو گیا، اس وقت قبلہ کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوا ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اس میں سرخ یاقوت کی ایک جوتی تھی اور اس کا تسمہ سبز زمرد کا تھا اور اس پر موتی بھی جڑے ہوئے تھے ایک ہاتف نے آواز دی کہ یہ اس کی (یعنی تمہاری حور کی) جوتی ہے وہ خود کیسی ہوگی، اس وقت سے میرے دل سے عورت کی خواہش جاتی رہی۔ (روض الریاحین)

حور کی خوشبو کتنی دور سے محسوس ہوگی

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حور عین میں سے ہر حور کی خوشبو پچاس سال کے سفر سے محسوس ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۱۰۶۔ درمنثور: ۶/ ۳۴)

جنتی بیوی کا حسن ہر گھڑی ستر گنا ہوتا رہتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی آدمی کے پاس ایک گلاس پیش کیا جائے گا جب کہ وہ اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوگا جب وہ اس کو پی کر بیوی کی طرف متوجہ ہوگا تو یہ کہے گا تو میری نگاہ میں اپنے حسن میں ستر گنا بڑھ چکی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۱۰۸۔ درمنثور: ۶/ ۱۵۵)

فائدہ: حسن کا اضافہ جنت میں ہر گھڑی ہوتا رہے گا مرد کے حسن میں بھی۔

یاقوت و مرجان جیسا بلوری جسم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت کی عوتوں میں سے ایک عورت ریشم کے ستر لباس بیک وقت پہنے گی پھر بھی اس کی پنڈلی کی سفیدی، اس کا حسن اور اس کا گودا ان سب کے اندر سے نظر آرہا ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ** (الرحمن: ۵۸) گویا کہ وہ حوریں یاقوت اور مرجان ہیں یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر تو کوئی دھاگہ لیکر اس کے سوراخ سے کھینچے تو اس دھاگے کو تو اس پتھر کے اندر سے دیکھ سکتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۱۰۷)

آخرت کی اور دنیا کی عورت کا مقابلہ حسن:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ و جلال اور حشم و خدم کے ساتھ جاتے دیکھا آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے؟ اس نے کہا: شیخ کیا کہتے ہو؟ ذرا پھر کہو! مالک نے کہا: تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا: بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا کہاں! تو کیا چیز ہے میں تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ، خادم لے آیا اپنے مالک کے پاس گئی اور اسے سارا قصہ بیان کیا وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں یہ کہہ کر مالک بن دینار کو اپنے پاس بلایا دیکھتے ہی اس کے قلب پر ایسا رعب چھا گیا کہ پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو، اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا: اس کی قیمت ہی کیا ہے؟ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گٹھلیاں ہیں، یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیوں کر تجویز فرمائی؟ کہا اس میں بہت سے عیب ہیں، عیب دار شئ کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے، جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو شیخ بولے سنو! جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے، جو منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے، بو آنے لگتی ہے اور جو کنگھی چوٹی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں اور جب اس کی عمر زیادہ ہو گئی تو بوڑھی ہو کر کسی کام کی بھی نہ رہے گی، حیض اسے آتا ہے، پیشاب، پاخانہ یہ کرتی ہے، طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے، ہر قسم کی کدورتیں اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں، یہ تو ظاہری عیب ہیں۔

اب باطنی سنو! خود غرض اتنی ہے کہ تم سے اگر محبت ہے تو غرض کے ساتھ ہے یہ وفا

کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی دوستی نہیں، تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسے ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے، اس لیے اس کا اعتبار نہیں اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے جس کے لیے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے، کافور، زعفران، مشک اور جوہر نور سے اس کی پیدائش ہے؛ اگر کسی کھارے پانی میں اس کا آب دہن گرادیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہوجائے اور جو کسی مردے کو اپنا کلام سنادے تو وہ بھی بول اٹھے اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہوجائے تو سورج شرمندہ ہوجائے اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اجالا ہوجائے اور اگر وہ پوشاک وزیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہاں معطر و مزین ہوجائے، مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے اپنے عہد کی پوری ہے دوستی کو نباہنے والی ہے، اب تم بتاؤ کہ ان میں سے کونسی خریدنے کے لائق ہے؟ کہا کہ جس کی آپ نے مدح وثنا کی ہے؛ یہی خریدنے اور طلب کرنے کے مستحق ہے۔

شیخ نے فرمایا: اس کی قیمت ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اس میں کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا؛ پوچھا کہ جناب فرمائے اس کی قیمت کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر میں ایک گھڑی کے لیے تمام کاموں سے فارغ ہوجاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ جب تمہارے سامنے کھانا چنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لیے دے دیا کرو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راہ میں اگر کوئی نجاست یا اینٹ ڈھیلا پڑا ہو اسے اٹھا کر راستہ سے پرے پھینک دیا کرو اور اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگ دستی اور فقر و فاقہ اور بقدرِ ضرورت سامان پر اکتفا کرنے میں گزار دو اور اس مکار دنیا سے اپنی فکر کو بالکل الگ کردو اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت اپنالو؛ پھر اس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ کل تم بالکل چین سے ہوجاؤ گے اور جنت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اڑاؤ گے۔

اس شخص نے سن کر کہا: اے کنیز! سنتی ہے؟ شیخ کیا فرماتے ہیں؟ سچ ہے یا جھوٹ؟ کنیز نے کہا: سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں، کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائیداد تجھے دی اور غلاموں سے کہا: کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کردی اور یہ گھر اور تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کیا؛ پھر دروازہ پر سے ایک بہت موٹے کپڑے کو کھینچ لیا اور تمام پوشاک فاخرہ اتار کر اسے پہن لیا، اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے؟ اس نے بھی اپنا لباس سب پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہوگئی، مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور خیر باد کہہ کر رخصت ہوئے اور ادھر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہوگئے اور عبادت میں ہی جان دیدی، رحمہا اللہ۔ (روض الریاحین)

اذان کی آواز پر حور کی زیب وزینت اور دعاء کی قبولیت کا مژدہ:

حدیث: حضرت یزید بن ابی مریم سلونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا نَادَى الْمُنَادِي فُتِحَتْ أَبوابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيبَ الدُّعَاءُ وَتَزَيَّنَ الْحُوْرُ الْعَيْنِ۔ (البدور السافرہ: ۲۰۵٦، بحوالہ سنن سعید بن منصور)

ترجمہ: جب مؤذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعاء کو قبول کیا جاتا ہے اور حور بناؤ سنگھار کرتی ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اذان چونکہ نماز کے لیے دی جاتی ہے اور لوگ اس کو سن کر نماز ادا کرنے آتے ہیں اس لیے ان کے اعمال کے آسمان پر چڑھنے کے لیے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور چونکہ اذان کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس لیے دعا مانگنے والے کی دعا بھی اس وقت قبول ہوتی ہے اور کسی بھی نیک عمل کی قبولیت پر ان بیاہی حوروں

کو جو ابھی کسی مسلمان کے لیے مخصوص نہیں ہوئی ہوتیں زیب و زینت کرتی ہیں کہ شاید اس وقت اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کسی نیک بندے کے ساتھ اس نیک عمل کو قبول کرنے کی وجہ سے منسوب کر دیں اور جو حوریں پہلے سے مسلمانوں کے لیے مخصوص ہو چکی ہیں وہ اپنے خاوند کے نیک اعمال کرنے کی خوشی میں یا نیک عمل کرنے کی وجہ سے درجہ میں ترقی ہونے سے بطورِ خوشی کے یا اپنے جنتی شوہر کو مزید نیک اعمال کی ترغیب دلانے کے لیے اذان کے وقت ہار سنگھار کرتی ہیں، واللہ اعلم۔

دنیا کی عورت حور سے ستر ہزار گنا افضل ہوگی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دوست ایک تخت پر جلوہ افروز ہوگا اس تخت کی بلندی پانچ سو سال کے سفر کے برابر ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ** اور تخت ہوں گے بلند، فرمایا کہ یہ تخت یاقوت احمر کا ہوگا، اس کے زمرد اخضر کے دو پر ہوں گے اور تخت پر ستر بچھونے ہوں گے ان سب کا ڈھانچہ نور کا ہوگا اور ظاہر کا حصہ باریک ریشم کا ہوگا اور استر موٹے ریشم کا ہوگا؛ اگر اوپر کے حصہ کو نیچے کی طرف لٹکایا جائے تو چالیس سال کی مقدار تک بھی نہ پہنچے، اس تخت پر ایک حجلہ عروسی ہوگا جو لؤلؤ موتی سے بنا ہوگا اس پر نور کے ستر پردے ہوں گے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ** (یٰس:۵۶) ترجمہ: جنتی حضرات اور ان کی بیویاں سایوں میں حجلات عروسی میں ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے یہاں سایوں سے مراد درختوں کے سائے نہیں، یہ جنتی اسی طرح سے اپنی بیوی سے بغلگیر ہوگا کہ نہ بیوی اس سے سیر ہو رہی ہوگی اور نہ مرد اس سے سیر ہو رہا ہوگا یہ بغلگیری کا عرصہ چالیس سال تک ہوگا، اچانک یہ اپنا سر اٹھائے گا تو دیکھے گا کہ ایک اور بیوی اس کو جھانک لے گی اور اس کو پکار کر کہے گی: اے دوست خدا! کیا ہمارا آپ میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ جنتی کہے گا اے میری محبوبہ تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں ان بیویوں سے ہوں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَلَدَيْنَا مَزِيْد ہمارے پاس اور بھی ہیں؛ چنانچہ اس کا

وہ تخت یا سونے کی دو پروں والی کرسی اڑ کر اسی بیوی کے پاس پہنچ جائے گی، جب یہ جنتی اپنی اس بیوی کو دیکھے گا تو وہ اس پہلی بیوی سے نور کے ایک لاکھ حصے زیادہ حسین ہوگی، یہ اس سے بھی چالیس سال تک بغلگیر رہے گا نہ یہ اس سے اکتاتی ہوگی اور نہ وہ اس سے اکتاتا ہوگا جب یہ اس سے سر اٹھا کر دیکھے گا تو اس کے محل میں ایک نور لشکارا مارے گا تو یہ حیران اور ششدر رہ جائے گا اور کہے گا سبحان اللہ کیا کسی شان والے فرشتے نے جھانک کر دیکھا ہے یا ہمارے پروردگار نے اپنی زیارت کرائی ہے؟ فرشتہ اس کو جواب دے گا جب کہ یہ جنتی نور کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوگا اس کے اور فرشتہ کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ہوگا یہ فرشتہ باقی دربان فرشتوں کے پاس ہوگا، نہ تو کسی فرشتہ نے تیری زیارت کی ہے اور نہ ہی تجھے تیرے پروردگار عزوجل نے جھانک کر دیکھا ہے وہ پوچھے گا پھر یہ نور کس کا تھا؟ فرشتہ کہے گا تیری دنیا کی بیوی کا یہ بھی جنت میں آپ کے ساتھ ہے؛ اسی نے آپ کی طرف جھانک کر دیکھا ہے اور آپ کے بغل گیر ہونے پر مسکرائی ہے یہ جو آپ نے اپنے گھر میں دیکھا ہے اس کے اگلے دانتوں کا چمکتا ہوا نور ہے۔

چنانچہ یہ جنتی اس طرف اپنا سر اٹھا کر دیکھے گا تو وہ کہے گی: اے ولی اللہ! کیا ہمارا آپ میں کوئی نصیب نہیں؟ تو وہ پوچھے گا اے میری دوست! آپ کون ہیں؟ وہ کہے گی: اے ولی اللہ! میں ان بیویوں میں سے ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ۔ (السجدۃ:۱۷)

ترجمہ: کوئی جی نہیں جانتا کہ ان جنتیوں کے لیے کیا کیا آنکھوں کی راحتیں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ چنانچہ اس کا وہ تخت اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے گا جب یہ اس سے ملاقات کریگا تو یہ اس آخری بیوی سے نور کے اعتبار سے ایک لاکھ گنا بڑھی ہوئی ہوگی؛ کیونکہ اس عورت نے (دنیا میں) روزے بھی رکھے تھے نمازیں بھی پڑھی تھیں اور اللہ عزوجل کی عبادت بھی کی تھی، یہ جنت میں داخل ہوگی تو جنت کی تمام عورتوں سے افضل

ہوگی؛ کیونکہ وہ تو محض پیدا ہی ہوئی ہوں گی (اور اس نے دنیا میں عبادت کی ہوگی) یہ جنتی اس سے چالیس سال تک بغل گیر ہوگا نہ تو وہ اس سے تھکے گی اور نہ وہ اس سے سیر ہوگا، جب یہ جنتی کے سامنے کھڑی ہوگی تو اس نے یاقوت کی پازیب پہن رکھے ہوں گے، جب اس سے قربت کی جائے گی تو اس کی پازیبوں سے جنت کے ہر پرندے کی حسین آوازیں سنی جائیں گی جو وہ اس کی ہتھیلی کو مس کرے گا تو وہ ہڈی کے گودے سے زیادہ نرم ہوگی اور اس کی ہتھیلی سے جنت کے عطر کی خوشبو سونگھے گا، اس پرنور کی ستر پوشاکیں ہوں گی اگر ان میں سے کسی ایک اوڑھنی کو پھیلا دیا جائے تو مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کردے، ان کو نور سے پیدا کیا گیا ہے پوشاکوں پر کچھ سونے کے کنگن ہوں گے، کچھ چاندی کے کنگن ہونگے اور کچھ لؤلؤ کے کنگن ہوں گے، یہ پوشاکیں مکڑی کے جال سے زیادہ باریک ہوں گی اور اٹھانے میں تصویر سے زیادہ ہلکی پھلکی ہوں گی، ان پوشاکوں کی نفاست اتنا زیادہ ہوگی کہ اس بیوی کی پنڈلی کا گودا بھی نظر آتا ہوگا اور اس کی رقت ہڈی، گوشت اور جلد کے پیچھے سے چمکتی ہوگی، پوشاکوں کے دائیں آستین پر نور سے یہ لکھا ہوگا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ** (الزمر: ۷۴) سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور بائیں آستین پر نور سے لکھا ہوگا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ** (فاطر: ۳۴) سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہم سے غم کو دور کیا اس کے جگر پر نور سے لکھا ہوگا **حبیبی أنالك لا أرید بك بدلا** (اے میرے دوست! میں آپ کی ہوں میں آپ کی جگہ کسی اور کو نہیں چاہتی) اس عورت کا سینہ مرد کا آئینہ ہوگا، یہ عورت یاقوت کی طرح صاف شفاف ہوگی، حسن میں مرجان ہوگی، سفیدی میں محفوظ رکھے ہوئے انڈے کی طرح ہوگی اپنے خاوند کی عاشق ہوگی، پچیس سال کی عمر میں ہوگی، کشادہ دانتوں والی اگر مسکرائے گی تو اس کے اگلے دانتوں کا نور چمک اُٹھے گا؛ اگر مخلوقات اس کی گفتگو سن لیں تو اس پر سب نیک و بد دیوانے ہو جائیں، جب یہ جنتی کے سامنے کھڑی ہوگی تو اس کی پنڈلی کا نور اور حسن اس کے قدموں سے لاکھ گنا زیادہ ہوگا اور اس کی ران کا نور (اور حسن) اس کی پنڈلی سے ایک لاکھ گنا

زیادہ ہوگا، سرین کا حسن اور نور اس کی رانوں سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہوگا اور اس کے پیٹ کا حسن اور نور اس کے سرینوں سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہوگا اور اس کے سینے کا حسن اور نور اس کے پیٹ سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہوگا، اس کے چہرہ کا حسن اور نور اس کے سینے سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہوگا؛ اگر یہ دنیا کے سمندروں میں اپنا لعاب ڈالدیں تو یہ سب شیریں ہوجائیں؛ اگر یہ گھر کی چھت سے دنیا کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو اس کا نور اور حسن سورج اور چاندی کے نور کو ماند کردے۔

اس پر یاقوت احمر کا ایک تاج ہوگا جس پر دُرّ و مرجان کا جڑاؤ ہوگا، اس کے دائیں طرف اس کے بالوں کی ایک لاکھ زلفیں ہوں گی، یہ زلفیں بعض تو نور کی ہوں گی، بعض یاقوت کی، بعض لؤلؤ کی اور بعض زبرجد کی اور بعض مرجان کی اور بعض جواہر کی، ان کو زمرد اخضر اور احمر کے تاج پہنائے گئے ہوں گے، رنگارنگ کے موتی ہوں گے جن سے ہر طرح کی خوشبوئیں پھوٹتی ہوں گی، جنت کی ہر خوشبو اس کے بالوں کے نیچے ہوگی، ہر ایک زلف کے درو جواہر چالیس سال کی مسافت سے چمکتے ہوئے نظر آئیں گے، بائیں طرف بھی ایسا ہی ہوگا اس کی پچھلی طرف ایک لاکھ مینڈھیاں اس کے بالوں کی ہوں گی، یہ زلفیں اور مینڈھیاں اس کے بالوں کی ہوں گی، یہ زلفیں اور مینڈھیاں اس کے سینہ پر پڑتی ہوں گی پھر اس کی سرین پر پڑتی ہوں گی پھر اس کے قدموں تک لٹکی ہوں گی حتی کہ وہ ان کو کستوری پر گھسیٹتی ہوگی (جس کو اس نے اٹھا رکھا ہوگا) اور اس کے بائیں طرف بھی ایسا ہی ہوگا؛ پھر اس کی پشت کی طرف بھی ایک لاکھ نوکرانیاں ہوں گی ہر ایک نوکرانی نے اس کے بالوں کی ایک لٹ اٹھا رکھی ہوگی، اس بیوی کے آگے ایک لاکھ نوکرانیاں چلتی ہوں گی اور ان کے پاس موتیوں کی انگیٹھیاں ہوں گی جن میں آگ کے بغیر بخور جلتے ہوں گی ان کی خوشبو جنت میں سو سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی، اس کے گرد سدا رہنے والے لڑکے ہوں گے ان پر کبھی موت نہ آئے گی گویا کہ وہ موتی ہوں گے جو اپنی کثرت کی وجہ سے بکھر گئے ہوں

گے، یہ بیوی اللہ کے دوست کے سامنے کھڑی ہو کر اس کی حیرت اور سرور کا مزہ لے رہی ہوگی اور اس سے مسرور ہو کر اس پر فدا ہو رہی ہوگی؛ پھر اس سے کہے گی اے خدا کے دوست! آپ رشک و سرور میں اور ملاحظہ فرمایئے؛ پھر وہ اس کے سامنے ایک ہزار طرح کی چال کے ساتھ چل کر دکھائے گی ہر ایک چال میں نور کی ستر پوشاکیں نمودار ہوتی رہیں گی، اس کے بالوں کو سلجھانے والی اس کے ساتھ ہوگی، جب وہ چلے گی تو ناز و نخرہ سے چلے گی بل کھا کر چلے گی، شرم کو درمیان سے اٹھا کر چلے گی رقص کرتے ہوئے چلے گی اس پر خوبصورت ہو کر خوشی اور مستی دکھائے گی اور مسکرائے گی، جب وہ کسی طرف مائل ہوگی تو اس کی کنیزیں اس کے بالوں کے ساتھ ہی گھوم جائیں گی اور اس کی مینڈھیاں بھی ساتھ ہی گھوم جائیں گی اور دونوں طرف کی نوکرانیاں بھی اس کے ساتھ ہی گھوم جائیں گی، جب وہ گھومے گی تو اس کی سب کنیزیں بھی اس کے ساتھ ہی گھوم جائیں گی جب وہ اپنا رُخ سامنے کرے گی تو وہ بھی رُخ سامنے کرلیں گی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کو ایسی شکل میں (جنت میں جانے کے لیے دوسری بار) اس طرح سے پیدا کیا ہوگا کہ اگر وہ اپنا رخِ زیبا سامنے کرے تو وہ بھی سامنے رہے اور اگر پشت پھیرے تو بھی اس کا چہرہ سامنے رہے نہ تو اس کا چہرہ اس کے خاوند سے ہٹے گا اور نہ اس سے غائب ہوگا، جنتی اس کی ہر شئ دیکھے گا، جب وہ ایک لاکھ انداز کے چلنے کے بعد بیٹھے گی تو اس کے سرین تخت سے باہر نکل رہے ہوں گے اور اس کی زلفیں اور مینڈھیاں لٹک رہی ہوں گی، ان پر کیف مناظر حسن کو دیکھ کر ولی اللہ ایسا بے چین اور بے قرار ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے موت نہ آنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا تو یہ خوشی کے مارے مر جاتا؛ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو طاقت برداشت نہ دی ہوتی تو یہ اس طرف اس خوف سے دیکھ بھی نہ سکتا کہ اس کی بینائی نہ کھو جائے، یہ اپنے خاوند سے کہے گی: اے ولی اللہ! خوب عیش کرو جنت میں موت کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ (امام ابن الجوزی: ۱۹۴ تا ۱۹۶)

بڑھتا جاتا ہے وہاں شوق خود آرائی کا
حوصلہ پست ہے یاں ضبط و شکیبائی کا

جنتی بیویوں کا تذکرہ قرآن پاک میں

نیک اعمال کے بدلہ میں پاک بیویاں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (البقرۃ:۲۵)

ترجمہ: اور خوشخبری سنا دیجئے! آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اس بات کی کہ بے شک ان کے واسطے بہشتیں ہیں کہ چلتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں، جب کبھی دیئے جائیں گے رزق وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پہلے اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا اور ان کے واسطے ان بہشتیوں میں سے بیویاں ہوں گی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتیوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہوں گے۔

دنیا کا چھوڑنا آخرت کا حق مہر ہے:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے؛ مگر آخرت کے انعامات کا فوت ہو جانا بہت زیادہ شدید ہے؛ حالانکہ دنیا کا چھوڑنا آخرت کا حق مہر ہے۔ (تذکرۃ القرطبی:۲/۴۷۸)

مسجد کی صفائی حورعین کا حق مہر ہے:

حدیث: جناب حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ سید دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَنْسُ الْمَسَاجِدِ مُهُورُ الْحُورِ الْعِينِ۔ (تذکرۃ القرطبی:۲/۴۷۸)

ترجمہ: مسجدوں کو صاف کرنا حورعین کے حق مہر ہیں۔

راستہ کی تکلیف دہ چیز ہٹانا اور مسجد صاف کرنا:

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **یاعلی أعط الحور العین مهورهن إماطة الإذی عن الطریق وإخراج القمامة من المسجد فذلك مهر الحور العین۔** (مسند الفردوس دیلمی: ۸۳۳۵)

ترجمہ: اے علی! حور عین کے حق مہر ادا کرو راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینے سے اور مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالنے کے ساتھ؛ کیونکہ یہ حورعین کے مہر ہیں۔

کھجوروں اور روٹی کے ٹکڑا کا صدقہ:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مهور الحور العین قبضات التمر وفلق الخبز۔** (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۱۷۹، بحوالہ ثعلبی)

ترجمہ: مٹھی بھر کھجوریں اور روٹی کا ٹکڑا (صدقہ کرنا) حورعین کا حق مہر ہیں۔

فائدہ: اگر اخلاص کے ساتھ یہ تھوڑا سا مال خرچ کیا ہے تب یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

معمولی سے صدقات کرنے میں جنت کی حوریں:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک شخص فلاں کی بیٹی فلاں سے کثیر مال کے حق مہر کے بدلہ میں شادی کر لیتا ہے؛ مگر حورعین کو ایک لقمہ اور کھجور اور معمولی سے کپڑے (کے صدقہ نہ کرنے کی وجہ) سے چھوڑ دیتا ہے۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۷۹)

چار ہزار ختم قرآن کے بدلہ میں حورعین خریدنے والے کی حکایت:

حضرت محمد بن نعمان مقری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت جلا المقری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مکہ میں مسجد حرام میں حاضر تھا کہ ہمارے پاس سے ایک طویل قد کا ضعیف حبشہ کا بوڑھا شخص گذرا پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، حضرت جلا اس کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ دیر اس کے پاس رہے پھر ہمارے پاس لوٹ آئے اور فرمایا کیا تم اس شیخ کو جانتے

ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں، فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کے چار ہزار ختم کے عوض میں ایک حور عین خریدی ہے، جب اس نے چار ہزار ختم پورے کر لیے تھے تو اس نے اس حور کے زیور اور ملبوسات سمیت خواب میں دیکھا اور پوچھا تم کس کے لیے ہو؟ اس نے کہا: میں وہی حور ہوں جس کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے چار ہزار ختم قرآن کے بدلہ میں خریدا ہے یہ تو اس کی قیمت ہوگئی آپ نے مجھے تحفہ کیا دیا ہے؟ اس شیخ نے کہا کہ ایک ہزار ختم قرآن کا، حضرت جلا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چنانچہ اب یہ اس کے تحفہ میں لگا ہوا ہے (یعنی اس کے لیے ایک ہزار ختم قرآن پورے کر رہا ہے)۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۷۹)

حوروں کا طلبگار کیوں سوئے.....حکایت:

حضرت سحنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر میں ایک آدمی رہتا تھا نام اس کا سعید تھا اس کی والدہ عبادت گذار خواتین میں سے تھیں جب یہ شخص رات کو نوافل کے لیے کھڑا ہوتا تھا تو اس کی والدہ اس کے پیچھے کھڑی ہوا کرتی تھیں جب اس آدمی پر نیند کا غلبہ ہوتا تھا اور نیند کے غلبہ سے اونگھنے لگتا تھا تو اس کی والدہ اس کو آواز دیکر کہتی تھیں: اے سعید! وہ شخص نہیں سوتا جو دوزخ سے ڈرتا ہے اور حسین وجمیل حوروں کو نکاح کا پیغام دے رکھا ہو؛ چنانچہ وہ اس سے مرعوب ہو کر سیدھا ہو جاتا تھا۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۷۹)

تہجد حور کا حق مہر ہے:

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میرے والد گرامی رات کی تاریکی میں کھڑے ہو کے عبادت کرنے والے حضرات میں سے تھے، یہ فرماتے ہیں میں نے ایک خواب میں ایک ایسی عورت کو دیکھا جو دنیا کی عورتوں سے میل ومشابہت نہیں کھاتی تھی، میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں حور ہوں اللہ تعالیٰ کی باندی ہوں، میں نے کہا تم اپنا نکاح مجھ سے کر دو؟ اس نے کہا آپ میرے نکاح کا پیغام میرے

پروردگار کے حضور پیش کریں اور میرا حق مہر ادا کریں، میں نے پوچھا تمہارا حق مہر کیا ہے؟ تو اس نے کہا: طویل تہجد پڑھنا؛ اسی مواقعہ کے لیے لوگوں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

یاخاطبَ الحُورفي خِدْرِها

وطالبًا ذاك علی قَدرِها

انْهضْ بجدلاتكُن وانيًا

وجاهدُ النفسَ علی صَبرِها

وجانب الناس وارفضهم

وحالف الوحدة في ذكرها

وقُمْ إذا الليلُ بَدَا وَجْهُه

وصم نهارًا فهو من مهرها

فلو رأت عيناك إقبالها

وقد بدت رمانتا صدرها

وهي تماشي بين أترابها

وعقدها يشرق في نحرها

لهان في نفسك هذا الذي

راه في دنياك من زهرها

ترجمہ: (۱) اے حور کو اس کی باپردہ جگہ میں نکاح کا پیغام دینے والے! اور اس کو اس کے عالی مقام کے باوجود اس کی طلب کرنے والے! (۲) کوشش کر کے کھڑا ہو جا سست مت ہو اور اپنے کو صبر کا جہاد سکھا (۳) اور لوگوں سے کنارہ کش رہ بلکہ ان کو چھوڑ دے اور حور کی فکر میں تنہائی میں رہنے کی قسم کھالے (۴) جب رات اپنا چہرہ دکھائے تو تو کھڑا ہو جا (عبادت کے لیے) اور دن کو روزہ رکھ یہ اس

حور کا حق مہر ہے (۵) جب تیری آنکھیں اس کو اپنے سامنے دیکھیں گی اور اس کے سینے کے انار ظاہر نظر آئیں گے (۶) اور یہ اپنی ہم جولیوں کے ساتھ چل رہی ہوگی اور اس کا ہار اس کے سینے پر چمک رہا ہوگا (۷) تو جو کچھ تیرے نفس نے دنیا میں دنیا کی رعنائیاں اور حسن و جمال کو دیکھا تھا سب بے قیمت نظر آئے گا۔

عبادت کے ساتھ بیدار رہنے سے حوروں کے ساتھ عیش نصیب ہوگا:

حضرت مضر القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ پر نیند نے ایسا غلبہ کیا کہ میں اپنا وظیفہ پورا کئے بغیر سو گیا تو خواب میں ایک لڑکی کو دیکھا گویا کہ اس کا چہرہ ماہ تمام ہے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اس نے کہا: اے شیخ! آپ اس کو پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ اس نے کہا تو آپ اس کو پڑھیں، میں نے اس کو کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا، اللہ کی قسم! میں جب بھی اس کو یاد کرتا ہوں میری نیند اڑ جاتی ہے۔

ألهتك اللذائذ و الأمانی

عن الفردوس و الظل الدوانی

ولذة نومة عن خير عيش

مع الخيرات فی غرف الجنان

تيقظ من منامك إن خيرا

من النوم التهجد بالقران

ترجمہ: (۱) تجھے لذتوں اور خواہشات نے بے پرواہ کر دیا ہے، جنت الفردوس سے اور جھکے جھکے سایوں سے (۲) اور نیند کی لذت نے جنتیوں کے بالاخانوں میں حسین ترین عورتوں کے ساتھ پر تعیش زندگی گزارنے سے (۳) اُٹھ بیدار ہو جا اپنی نیند سے کیونکہ نیند کرنے کے بجائے قرآن پاک کے ساتھ تہجد پڑھنا بہتر اور خوب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے چند وظائف ایسے تھے جن کو میں ہر رات پورا کر کے سوجاتا تھا، ایک رات میں ویسے ہی سو گیا تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسن و جمال کی ملکہ حسین لڑکی ہے اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے اس نے کہا: کیا آپ اس کو اچھی طرح سے پڑھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! تو اس نے وہ رقعہ مجھے دیدیا اس رقعہ میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے ۔

لَهَاكَ النومُ عن طلبِ الأمان

وعن تلكَ الأَوانِسِ فِي الجنانِ

تعيشُ مخلدًا لاموتَ فيها

وتلهوُ فِي الخِيامِ مَعَ الحِسانِ

تنبَّهْ مِن منامك إنَّ خيرًا

مِنَ النَّومِ التهجد بالقُرانِ

ترجمہ: (۱) آپ کو نیند نے اپنی (جنت کی) خواہشات کی طلب سے بے فکر کر رکھا ہے اور جنتوں میں محبت کرنے والی دوشیزاؤں سے بھی (۲) آپ (جنت میں) ہمیشہ زندہ رہیں گے اس میں موت کبھی نہ آئے گی، آپ خیموں میں حسین و جمیل بیویوں سے کھیل کود کرتے ہوں گے (۳) بیدار ہوجایے اپنی نیند سے؛ کیونکہ نیند سے بہتر تہجد ادا کرنا ہے، قرآن پاک کی قرأت کے ساتھ۔

حسن و جمال میں یکتا بن ٹھن کر گانے والیوں کا مہر

شیخ مظہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے شوق میں برابر ساٹھ سال تک روتے رہے تھے، ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا نہر کا ایک کنارہ مشک خالص سے بہہ رہا ہے اس کے دونوں کناروں پر لؤلؤ کے درخت ہیں جو سونے کی شاخوں کے ساتھ لہلہا رہے ہیں، اتنے میں چند لڑکیاں حسن و جمال میں یکتا بن ٹھن کر آئیں اور پکار پکار کر یہ الفاظ گانے لگیں:

سُبحان المسبّح بکل لسان، سبحانہ الموجود بکل مکان، سبحانہ الدائم فی کل الأزمان، سبحانہ سبحانہ۔

ترجمہ: یعنی پاک ہے وہ ذات جس کی ہر زبان پاکی بیان کرتی ہے، پاک ہے وہ ذات جو ہر جگہ موجود ہے، پاک ہے وہ ذات جو ہر زمانہ میں ہمیشہ رہنے والی ہے پاک ہے وہ، پاک ہے وہ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اللہ سبحانہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، میں نے پوچھا تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

ذرانا إلٰهُ الناس ربُّ محمدٍ

لقومٍ علی الأقدام باللیل قُوَّمُ

یناجُون ربَّ العالمین لحقهم

وتسری همومُ القومِ والناسُ نُوَّمُ

ترجمہ: (۱) ہمیں لوگوں کے معبود اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے اس قوم کے لیے پیدا کیا ہے جو رات کو (اپنے پروردگار کے سامنے عبادت کے لیے) قدموں پر کھڑے رہتے ہیں (۲) اپنے (معبود) رب العالمین سے اپنے حق کے حصول کے لیے مناجات کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے ذوق وشوق میں ان کی یہ حالت ہے کہ) شب کو ان کے افکار برابر چلتے رہتے ہیں جب کہ اور لوگ پڑے سو رہے ہوتے ہیں۔

میں نے کہا بس بس! یہ کون لوگ ہوں گے؟ جن کی اللہ تعالیٰ آنکھیں ٹھنڈی کریں گے؟ انہوں نے پوچھا: کیا آپ نہیں جانتے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان کو نہیں جانتا انہوں نے کہا: وہ لوگ ہیں جو راتوں کو تہجد پڑھتے ہیں اور سوتے نہیں۔ (البدور السافرہ: ۲۰۶۷، بحوالہ ابن ابی حاتم)

جنت کی حوروں اور عورتوں سے مباشرت وصحبت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ۔ (الطور: ۲۰)

ترجمہ: اور ہم ان جنتیوں کی حور عین سے شادی کر دیں گے۔

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ۔ (یٰس: ۵۵)

ترجمہ: اہل جنت (کا حال یہ ہے کہ وہ) بیشک اس روز (جنت میں) اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کا مشغلہ کنواریوں کے پاس جانا ہوگا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ (البدور السافرہ: ۲۰۶۸)

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا جنتی صحبت بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دحاما دحاما ولكن لا مني ولا منية۔ (طبرانی کبیر: ۷۴۷۹)

ترجمہ: یعنی خوب جوش سے صحبت کریں گے نہ مرد کا پانی نکلے گا اور نہ موت آئے گی۔

جنتی کے پاس سو مردوں کے برابر طاقت:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةٍ مَائَةٍ يَعْنِيْ فِي الْجِمَاعِ۔ (ترمذی: ۲۵۳۶)

ترجمہ: مؤمن کو جنت میں سو مردوں کی طاقت دی جائے گی، صحبت کرنے میں۔

ایک دن میں سو عورتوں کے پاس جاسکے گا:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم جنت میں اپنی بیوی کے پاس جاسکیں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایک مرد ایک دن میں سو کنواریوں کے پاس جاسکے گا (بزار: ۳۵۲۵، طبرانی بسند صحیح: ۲ / ۱۳) اور ایک روایت میں ہے کہ ایک صبح میں سو عورتوں کے پاس جاسکے گا۔

جنابت کستوری بن کر خارج ہو جائے گی:

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْبَوْلَ وَالْجَنَابَةَ عَرَقٌ يَسِيلُ عَنْ تَحْتِ ذَوَائِبِهِمْ إِلَى أَقْدَامِهِمْ مِسْكٌ۔ (طبرانی، البدور السافرہ: ۲۰۷۸)

ترجمہ: پیشاب اور جنابت جنتیوں کے پہلوؤں کے نیچے سے پسینہ کی شکل میں بہہ کر قدموں تک جاتے جاتے کستوری بن جائے گا۔

عورت صحبت کے بعد خود بخود پاک ہو جائے گی:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أنطأ في الجنة قال: نعم! والذي نفسي بيده دحما دحما فإذا قام عنها رجعت مطهرة بكرا۔ (طبرانی، البدور السافرہ: ۲۰۷۸)

ترجمہ: (کسی نے سوال کیا کہ) کیا ہم جنت میں صحبت بھی کریں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! خوب جوش و خروش سے، جب جنتی اپنی بیوی سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔

صحبت کے بعد عورتیں پھر کنواریاں ہو جائیں گی

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا جَامَعُوا نِسَاءَهُمْ عَادُوا أَبْكَاراً۔ (طبرانی صغیر: ۱/ ۹۱)

ترجمہ: جنتی جب اپنی بیویوں سے صحبت کرلیں گے تو وہ پھر سے وہ کنواری (جیسی) ہو جائیگی۔

ایک دوسرے سے سیر نہیں ہوں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث صور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَنْتُمْ فِي الدُّنْيَا بِأَعْرَفَ بِأَزْوَاجِكُمْ وَمَسَاكِنِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِأَزْوَاجِهِمْ وَمَسَاكِنِهِمْ فَيَدْخُلُ رَجُلٌ مِنْهُمْ عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِمَّا يُنْشِئُ اللَّهُ تَعَالَى وَاثْنَتَيْنِ مِنْ وَلَدِ آدَمَ لَهُمَا فَضْلٌ عَلَى مَنْ أَنْشَأَ اللَّهُ بِعِبَادَتِهِمَا فِي الدُّنْيَا يَدْخُلُ عَلَى الْأُولَى مِنْهُمَا فِي غُرْفَةٍ مِنْ يَاقُوتَةٍ عَلَى سَرِيرٍ مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلٍ بِاللُّؤْلُؤِ عَلَيْهِ سَبْعُونَ زَوْجًا أَيْ صِنْفًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهَا ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى يَدِهِ مِنْ صَدْرِهَا مِنْ وَرَاءِ ثِيَابِهَا وَجِلْدِهَا وَلَحْمِهَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى مُخِّ سَاقِهَا كَمَا يَنْظُرُ أَحَدُكُمْ إِلَى السِّلْكِ فِي قَصَبَةِ الْيَاقُوتِ كَبِدُهُ لَهَا مِرْآةٌ وَكَبِدُهَا لَهُ مِرْآةٌ فَبَيْنَا هُوَ عِنْدَهَا لَا يَمَلُّهَا وَلَا تَمَلُّهُ وَلَا يَأْتِيهَا مَرَّةً إِلَّا وَجَدَهَا عَذْرَاءَ مَا يَفْتُرُ ذَكَرُهُ وَلَا يَشْتَكِي قُبُلَهَا فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ نُودِيَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا أَنَّكَ لَا تَمَلُّ وَلَا تُمَلُّ إِلَّا أَنَّهُ لَا مَنِيَّ وَلَا مَنِيَّةَ أَلَا إِنَّ لَكَ أَزْوَاجًا غَيْرَهَا فَيَخْرُجُ فَيَأْتِيهِنَّ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ كُلَّمَا جَاءَ وَاحِدَةً قَالَتْ وَاللَّهِ مَا فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ أَحْسَنُ مِنْكَ أَوْ مَا فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، الْأَمْرُ الرَّابِعُ فِي الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ: ۳/۴۱۰، ۴۱۱، موقع الإسلام)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تم لوگ دنیا میں اپنی بیویوں کو اور اپنے مکانات کو جنتیوں سے ان کی اپنی بیویوں اور ان کے محلات کے جاننے سے زیادہ نہیں جانتے، جنتیوں میں سے ہر شخص اپنی ان بہتر بیویوں کے پاس جائے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت تخلیق سے) نئے سرے سے پیدا کیا ہوگا ان میں سے دو بیویاں اولادِ آدم

میں سے ہوں گی ان دو بیویوں کی ان سب عورتوں پر فضیلت ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ نے نئے سرے سے پیدا کیا ہوگا وہ اس لیے کہ ان عورتوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی، جنتی مرد ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے پاس یاقوت کے بالا خانہ میں سونے کے پلنگ پر داخل ہوگا اس پلنگ کو لؤلؤ کا تاج پہنایا گیا ہوگا، اس بیگم پر موٹے اور باریک ریشم کے ستر جوڑے ہوں گے، جنتی اس کے کندھوں کے درمیان (یعنی پشت پر) اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کو اس کے سینے کی طرف سے کپڑوں، جلد اور اس کے گوشت کے پیچھے سے نظر آئیگا اور وہ اپنی بیوی کی پنڈلی کے گودے کو دیکھتا ہوگا، جس طرح سے تم میں کا کوئی شخص یاقوت کے موتی کے سوراخ میں دھاگے کو دیکھتا ہے، مرد کے سینے کے اندر کا حصہ عورت کے لیے آئینہ ہوگا اور عورت کے سینے کے اندر کا حصہ مرد کے لیے آئینہ ہوگا؛ اسی دوران وہ مرد اس بیوی کے پاس ہوگا، نہ یہ اس سے سیر ہو رہا ہوگا نہ وہ اس سے سیر ہو رہی ہوگی، یہ جب بھی اس سے مباشرت کریگا وہ اس کو کنواری (جیسی) ملے گی نہ مرد کا نفس ڈھیلا ہوگا نہ عورت کی اندام نہانی کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوگی یہ دونوں اسی حالت میں ہوں گے کہ اس کو آواز دی جائے گی:

ہم جانتے ہیں کہ نہ تو سیر ہوتا ہے نہ تجھ سے (بیوی کی) سیری ہوتی ہے؛ کیونکہ (وہاں نہ مرد کا پانی ہوگا نہ عورت کا کہ اس خروج سے خواہش میں فتور آجائے) بلکہ اس کی اور بیویاں بھی ہوں گی یہ جنتی ان عورتوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک کر کے جائے گا یہ جب بھی کسی عورت کے پاس جائے گا وہ یہ کہے گی کہ اللہ کی قسم! جنت میں آپ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں اور جنت میں میرے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔

ایک خیمہ کی کئی حوریں:

حدیث: حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا لِلْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ فَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ لَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ (بخاری: ۳۲۴۳، فی بدء الخلق)

ترجمہ: مؤمن کے لیے جنت میں خولدار لؤلؤ کا ایک خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی، اس میں مؤمن کی گھر والیاں ہوگی یہ ان کے پاس جاتا ہوگا یہ گھر والیاں (اس حالت میں) ایک دوسرے کو نہیں دیکھتی ہوں گی۔

جنتی دنیا کی بیویوں کی طرح جنت کی بیویوں سے بھی لطف اٹھائیں گے

حدیث: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جنت میں کس کس نعمت سے لطف اندوز ہوں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

عَلَى أَنْهَارٍ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى، وَأَنْهَارٍ مِنْ كَأْسٍ، مَابِهَا مِنْ صُدَاعٍ، وَلَا نَدَامَةٍ، وَأَنْهَارٍ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ، وَمَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ، وَبِفَاكِهَةٍ، لَعَمْرُ إِلٰهِكَ مَا تَعْلَمُونَ، وَخَيْرٌ مِنْ مِثْلِهِ مَعَهُ، وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ: وَلَنَا فِيهَا أَزْوَاجٌ مُصْلِحَاتٌ، قَالَ: الصَّالِحَاتُ لِلصَّالِحِينَ، تَلَذُّوا بِهِنَّ مِثْلَ لَذَّاتِكُمْ فِي الدُّنْيَا، وَيَلَذَّذْنَكُمْ، غَيْرَ أَنْ لَاتَوَالُدَ۔ (قطعۃ من حدیث طویل اخرجہ الطبرانی فی الکبیر: ۱۹ / ۲۱۳-۲۱۴۔ وعبداللہ بن احمد فی المسند للامام احمد: ۴ / ۱۴)

ترجمہ: صاف شفاف شہد کی نہروں سے اور (شراب کی) ایسی نہروں کے پیالوں سے جن میں نہ تو نشہ ہوگا نہ ندامت ہوگی اور ایسے پانی سے جو کبھی خراب نہ ہوگا اور ایسے میووں سے تمہارے خدا کی قسم جن کو تم جانتے ہو؛ جب کہ وہ ان میووں سے بہت بہتر ہوں گے اور پاک صاف بیویوں سے میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمارے لیے جنت میں اس قابل بیویاں ہوں گی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا نیک مردوں کے لیے نیک عورتیں ہوں گی وہ ان بیویوں سے اسی طرح سے لطف اندوز ہوں گے جس طرح سے تم دنیا میں لطف اندوز ہوتے ہو اور وہ تم سے لطف اندوز ہوں گی بس یہ بات ضروری ہے کہ وہاں توالد تناسل نہیں ہوگا۔

قربت کی لذت جسم میں ستر سال تک باقی رہے گی:

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنتی کی شہوت اس کے بدن میں ستر سال تک جاری رہے گی جس کی وجہ سے ان کو طہارت کی ضرورت پڑے، نہ ہی ضعف ہوگا اور نہ ہی قوت میں کمی ہوگی؛ بلکہ ان کی قربت بطورِ لذت اور نعمت کے ہوگی جس میں ان کو کسی بھی قسم کی کوئی آفت اور دکھ نہ ہوگا۔ (کتاب التوحید ابن خزیمہ:۱۸۶۔ زاد المعاد: ۳/ ۶۷۷)

جنت میں مرد عورت کا کیا قد ہوگا؟

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ ارشاد کو اس طرح سے نقل کیا ہے کہ جنت میں مرد کا قد ستر میل کے برابر ہوگا اور عورت کا تیس میل کے برابر ہوگا اس عورت کے سرین خشک زمین کی طرح پیاسے ہوں گے، مرد کی شہوت عورت کے جسم میں ستر سال تک باقی رہے گی جس کی اس کو لذت محسوس ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۷۱)

ہر دفعہ دیکھنے سے نئی خواہش پیدا ہوگی:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت میں جو چاہیں گے وہی ہوگا وہاں اولاد نہ ہوگی، فرمایا کہ جنتی آدمی جب ایک مرتبہ اہلیہ کو دیکھے گا تو اس سے اس کی خواہش ہوگی پھر دوبارہ دیکھے گا تو اور خواہش پیدا ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۱۱۶)

(۱۲۵۰۰) بیویوں سے قربت:

حضرت عبد الرحمن بن سابط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنتی مرد کی پانچ سو حوروں سے اور چار ہزار کنواریوں اور آٹھ ہزار (دنیا کی) شادی شدہ عورتوں سے شادی کی جائیگی، ان عورتوں میں سے ہر ایک سے وہ جنتی دنیا کی عمر کے برابر بغلگیر ہوگا ان دونوں (بغلگیر ہونے والوں) میں سے کوئی ایک دوسرے سے کوئی روک ٹوک نہیں کریگا (نہ مرد بیوی کو نہ بیوی مرد کو) اس کے بعد اس سے قربت کریگا اور وہ دنیا کی تمام عمر کے برابر بھی اپنی قربت کو پورا نہ کریگا (بلکہ

اس سے بھی زیادہ عرصہ اس کے پاس جائے گا) اس طرح سے اس کے پاس کوئی برتن (کھانے پینے وغیرہ کا) پیش کیا جائے گا اور اس کے ہاتھ میں رکھا جائے گا اس سے بھی دنیا کی تمام عمر کے برابر لذت حاصل کرنے میں سیری نہیں ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۷۲، البعث والنشور)

جنتی ایک سے ایک حور کی طرف پھرتا رہے گا:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: حَدَّثَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: يَدْخُلُ الرَّجُلُ عَلَى الْحَوْرَاءِ فَتَسْتَقْبِلُهُ بِالْمُعَانَقَةِ وَالْمُصَافَحَةِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَبِأَيِّ بَنَانٍ تُعَاطِيهِ!، لَوْأَنَّ بَعْضَ بَنَانِهَا بَدَا لَغَلَبَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَلَوْأَنَّ طَاقَةً مِنْ شِعْرِهَا بَدَتْ لَمَلَأَتْ مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا، فَبَيْنَا هُوَمُتَّكِئٌ مَعَهَا عَلَى أَرِيكَةٍ إِذْأَشْرَفَ عَلَيْهِ نُورٌ مِنْ فَوْقِهِ، فَيَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَى خَلْقِهِ، فَإِذَاحَوْرَاءُ تُنَادِيهِ: يَاوَلِيَّ اللّٰهِ أَمَالَنَا فِيكَ مِنْ دُولَةٍ؟ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتِ يَاهٰذِهِ؟ فَتَقُولُ: أَنَامِنَ اللَّوَاتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ فَيَتَحَوَّلُ عِنْدَهَا، فَإِذَاعِنْدَهَا مِنَ الْجَمَالِ وَالْكَمَالِ مَالَيْسَ مَعَ الْأُولَى، فَبَيْنَا هُوَمُتَّكِئٌ مَعَهَا عَلَى أَرِيكَتِهِ إِذْأَشْرَفَ عَلَيْهِ نُورٌ مِنْ فَوْقِهِ، فَإِذَا أُخْرَى تُنَادِيهِ: يَاوَلِيَّ اللّٰهِ أَمَالَنَا فِيكَ مِنْ دُولَةٍ؟ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتِ؟ فَتَقُولُ: أَنَا مِنَ اللَّوَاتِي قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَلَاتَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاأُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ فَلَايَزَالُ يَتَحَوَّلُ مِنْ زَوْجَةٍ إِلَى زَوْجَةٍ۔ (مجمع الزوائد: ۱۰ / ۴۱۸، بحوالہ طبرانی فی الاوسط۔ البدور السافرہ: ۲۰۳۹۔ ترغیب وترہیب: ۴ / ۵۳۳)

ترجمہ: مجھے حضرت جبریل نے بیان فرمایا کہ جنتی حور کے پاس داخل ہوگا تو وہ اس کا معانقہ اور مصافحہ سے استقبال کرے گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (آپ کو معلوم ہے کہ) وہ ہاتھ کی کیسی (حسین) انگلیوں سے استقبال کرے گی؟ اگر اس کے ہاتھ کی کوئی انگلی ظاہر ہو جائے

تو سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آجائے؛ اگر اس کے بالوں کی ایک لٹ ظاہر ہوجائے تو مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو اپنی خوشبو سے معطر کردے، یہ جنتی اسی حالت میں اس عورت کے ساتھ مسہری پر بیٹھا ہوگا کہ اوپر سے ایک نور کی چمک پڑے گی جنتی یہ گمان کریگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف جھانکا ہے؛ لیکن وہ ایک حور ہوگی جو اس کو پکار کر کہے گی اے ولی اللہ! کیا ہماری باری نہیں آئے گی؟ وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں ان عورتوں میں سے ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ہمارے پاس مزید بھی ہے چنانچہ وہ جنتی اس عورت کی طرف پھر جائے گا اس کو جب دیکھے گا تو اس کے پاس جمال و کمال ایسا ہوگا جو پہلی کے پاس نہیں تھا؛ چنانچہ وہ اسی حالت میں اس کے ساتھ مسہری پر ٹیک لگا کے بیٹھے گا کہ اس کے اوپر سے ایک نور کی چمک پڑے گی اور وہ دوسری ہوگی جو پکار کر کہے گی اے ولی اللہ! کیا ہماری باری نہیں آئے گی؟ وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں ان عورتوں میں سے ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ کوئی بھی نہیں جانتا کہ ان مؤمنوں کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چھپا کر رکھا گیا ہے؛ چنانچہ وہ اسی طرح سے ایک بیوی سے دوسری کی طرف گھومتا رہے گا۔

نئی حور اپنے پاس بلائے گی:

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنتی ستر سال تک بڑے مزے سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اس کے پاس اس کی بیویاں بھی موجود ہوں گی اور نوکر چاکر بھی، اچانک وہ عورتیں جنہوں نے اپنے خاوند کو نہیں دیکھا ہوگا کہیں گی اے فلاں! کیا ہمارا آپ میں کوئی حق نہیں ہے۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۹۱)

حوروں کی جسامت کا ایک اندازہ

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید دو عالم جناب نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **وَإِنَّ لَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً سِوَى أَزْوَاجِهِ مِنَ الدُّنْيَا، وَإِنَّ الْوَاحِدَةَ مِنْهُنَّ لَيَأْخُذُ مَقْعَدُهَا قَدْرَ مِيلٍ مِنَ الْأَرْضِ۔** (نہایہ فی الفتن والملاحم۔ مسند احمد: ۲/ ۵۷۳)

ترجمہ: جنتی مرد کے لیے حورعین میں سے بہتر بیویاں ہوگی، اس کی دنیا کی عورتوں کے علاوہ۔ اوران (مذکورہ عورتوں) میں سے ہرایک کی سرین زمین پرایک میل کے برابر (موٹی) ہوگی۔

نوٹ: اس روایت پر محدثین نے جرح کی ہے کہ مشہور احادیث کے خلاف ہے جن میں یہ وارد ہے کہ جنت کی عورتوں کا قد ساٹھ ہاتھ کا ہوگا؛ کیونکہ اس حدیث میں عورت کے سرین کا ایک میل کے بقدر ہونا ان روایات کی نفی کررہا ہے، ہاں اس حدیث میں اوران احادیث میں یہ مطابقت ہوسکتی ہے کہ حورعین ہی کی صرف یہ جسامت ہو باقی حوروں اورعورتوں کی ایسی نہ ہو؛ نیز بعض روایات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ جنتی مردوں کے قدنوے میل ہوں گے اورعورتوں کے اسی میل اور بعض روایات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ جنتی مردوں کے قد ساٹھ میل ہوں گے اور عورتوں کے تیس میل اگرروایات کو قابل تسلیم سمجھا جائے تو پھراس روایت کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے اوراگر یہاں میل سے مراد یہ لیا جائے کہ عربی میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار کو بھی میل کہتے ہیں تو پھر یہ حدیث مشہور اور صحیح روایات کے تقریباً مطابق ہوجائیگی؛ مگر قدرَ مِیلٍ مِنَ الأرضِ کے لفظ اس معنی کی تائیدنہیں کررہے ہیں، واللہ اعلم۔

کیا جنت میں حمل اور ولادت ہوگی؟

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ كَمَا يَشْتَهِي۔** ترجمہ: جب کوئی جنتی جنت میں اولاد کی خواہش کریگا تواس کا حمل اورولادت اورعمر کا بڑھنا اسی وقت ہوجائے گا جس طرح سے وہ چاہے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ علم نے اس مسئلہ میں اختلاف فرمایا ہے بعض کا موقف یہ ہے کہ جنت میں قربت تو ہوگی مگر اولاد نہیں ہوگی یہ موقف حضرت طاؤس، حضرت مجاہد اور حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور حضرت اسحاق بن ابراہیم اس مذکورہ حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب جنتی اولاد کی خواہش کریگا تو اولاد ہوگی مگر وہ اولاد کی خواہش ہی نہیں کریگا، حدیث لقیط میں بھی ایسے ہی ہے کہ جنت والوں کی کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ (سنن ترمذی: ۲۵۶۳، فی الجنۃ باب ۲۳، بتمامہ)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اور ایک جماعت یہ فرماتی ہے کہ بلکہ جنت میں پیدائش اولاد کا سلسلہ ہوگا لیکن یہ انسان کی خواہش پر موقوف ہوگا اسی کو استاذ ابوسہل صعلوک رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس موقف کی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کا پہلا حصہ تائید کرتا ہے جس کو امام ہناد بن سری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہد میں روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ! اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اور سرور کامل ہے تو کیا جنت والوں کے ہاں اولاد ہوگی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: **إِذَا اشْتَهَى**..الخ (یعنی جب وہ چاہے گا تو ہوگی نہیں چاہے گا تو نہیں ہوگی)۔ (البدور السافرہ: ۲۰۸۴۔ صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲۵۷)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب جنتی آدمی اولاد کی خواہش کریگا تو اس کا حمل، اس کا دودھ پلانا، اس کا دودھ چھڑانا اور جوان ہونا ایک ہی وقت میں ہوجائے گا۔ (ترغیب وترہیب ابونعیم اصبہانی۔ بدور السافرہ: ۲۰۸۵۔ البعث والنشور: ۴۴۲)

اس حدیث کو امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (بدور السافرہ: ۲۰۸۶، بحوالہ بیہقی فی البعث والنشور: ۴۴۰۔ حادی الارواح: ۳۱۴)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حضرت لقیط کی سابقہ حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں توالد تناسل کی نفی ہے؛ کیونکہ اس نفی کا معنی یہ ہے کہ جس طرح سے دنیا میں جماع کے بعد اکثر طور پر حمل ہو جاتا ہے یہ نہیں ہوگا بلکہ اگر خواہش ہوگی تو اولاد ہوگی ورنہ نہیں ہوگی اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے بہت وسیع ہونے کی وجہ سے اس کو آباد کرنے کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا کریں گے جس کو جنت میں بسائیں گے (ہوسکتا ہے کہ وہ ان جنتیوں کی اولاد ہو جو جنت میں ان سے پیدا ہوئی ہو اس کو اللہ تعال باقی ماندہ خالی جنت میں بسائیں) اس اعتبار سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ جنتیوں کے درمیان توالد تناسل کا سلسلہ نہ ہو۔ (بدور السافرہ: ۲۰۸۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حوروں سے ملاقات اور گفتگو:

حدیث: حضرت ولید بن عبدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: **یاجبریل قف بی علی الحور العین فأوقفه علیهن فقال: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْنَ: نَحْنُ جواری قوم کرام حلوا فلم یظعنوا، وشبوا فلم یهرموا، ونقوا فلم یدرنوا۔** (حادی الارواح: ۳۰۴، بحوالہ لیث بن سعد)

ترجمہ: اے جبریل مجھے حور عین کے پاس لے چلو تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس لے گئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم بڑی شان والے حضرات کی گھر والیاں ہیں جو (جنت میں) داخل ہوں گے اور نکالے نہیں جائیں گے، جوان رہیں گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے، صاف ستھرے رہیں گے کبھی میلے کچیلے نہ ہوں گے۔

یہ حوریں کیسے کیسے خیموں میں رہتی ہیں:

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لماأسری بی دخلت الجنة موضعا یسمی البیدخ علیه خیام اللؤلؤ، والزبرجد الأخضر، والیاقوت الأحمر، فقلن: السلام علیك یارسول الله، قلت: یاجبریل ماهذا النداء؟ قال: هؤلاء المقصورات فی الخیام یستأذنون ربهن فی السلام علیك، فأذن لهن فطفقن یقلن: نحن الراضیات فلانسخط أبدا، نحن الخالدات فلانظعن أبدا، وقرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم الآیة حُورٌ مَّقۡصُورَٰتٌ فِی ٱلۡخِیَامِ ۔(البعث والنشور:۳۷۶۔درمنثور:۶/۱۶۱)

ترجمہ: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں جنت میں ایک جگہ پر داخل ہوا جس کا نام (نہر بیدخ) تھا اس پر لؤلؤ، زبرجد، اخضر اور یاقوت، احمر کے خیمے نصب تھے ان (میں رہنے والی حوروں) نے کہا: السلام علیکم یارسول اللہ (اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو) میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کن کی آواز تھی؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ حوریں ہیں جو خیموں میں رکی ہوئی ہیں انہوں نے اپنے رب تعالیٰ سے آپ کو سلام کہنے کی اجازت طلب کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو (اس کی) اجازت عطاء فرمائی ہے؛ پھر وہ حوریں جلدی سے بول پڑیں: ہم راضی رہنے والی ہیں (اپنے خاوندوں پر) کبھی ناراض نہ ہونگی، ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی (جنت سے) نکالی نہ جائیں گے؛ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: حُورٌ مَّقۡصُورَٰتٌ فِی ٱلۡخِیَامِ (الرحمن:۷۲) حوریں ہیں خیموں میں رکی رہنے والیاں۔

حوروں کے ترانے اور نغمہ سرائیاں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں جنت کی لمبائی کے برابر ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر کنواری لڑکیاں آمنے سامنے کھڑی ہیں اتنی خوبصورت آواز میں نغمہ سرائی کرتی ہیں کہ ان جیسی مخلوقات نے خوبصورت آوازیں نہیں سنیں حتی کہ جنتی

اس سے زیادہ لذت کی کوئی چیز نہ دیکھیں گے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ حسین آواز میں کس چیز کی نغمہ سرائی کریں گی؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس، تحمید اور ثناء کی نغمہ سرائی کریں گی۔ (البدور السافرہ:۲۰۸۹۔ البعث والنشور:۴۲۵)

نغمہ سرائی کرنے والی دو خاص حوریں:

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ عَبْدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ ثِنْتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ تُغَنِّيَانِهِ بِأَحْسَنِ صَوْتٍ سَمِعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ، وَلَيْسَ بِمَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ، وَلَكِنْ بِتَحْمِيدِ اللَّهِ وَتَقْدِيسِهِ۔ (البعث والنشور:۴۲۱۔ البدور السافرہ:۲۰۹۰)

ترجمہ: جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا اس کے سر اور پاؤں کی طرف دو حورعین بیٹھیں گی جو اس کے لیے سب سے زیادہ خوبصورت آواز میں جس کو جن و انسان نے نہیں سنا ہوگا نغمہ سرائی کریں گی یہ شیطان کے باجے نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی تقدیس بیان ہوگی۔

جنتی بیویوں کا ترانہ:

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إن أزواج الجنة ليغنين لأزواجهن بأصوات ماسمعها أحد قط إن مما يغنين: نحن الخيرات الحسان أزواج قوم كرام، ينظرون بقرة أعيان، وإن ممايغنين به: نحن الخالدات لايمتن نحن الآمنات فلايخفن نحن المقيمات فلايظعن۔ (معجم طبرانی صغیر:۷۳۴)

ترجمہ: جنت کی عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے سامنے ایسی (خوبصورت) آوازوں میں نغمہ سرائی کریں گی جس کو کسی نے اس سے پہلے نہیں سنا ہوگا، جو ترانے وہ گائیں گی ان میں سے

ایک یہ ہے نحن الخیرات الحسان أزواج قوم کرام، ینظرون بقرۃ أعیان (ہم بہت اعلیٰ درجہ کی حسین عورتیں ہیں، بڑے درجہ کے لوگوں کی بیویاں ہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور لذت سے لطف اندوز ہونے کے لیے ہمیں دیکھتے ہیں) وہ یہ ترانہ بھی گائیں گی نحن الخالدات لایمتن نحن الآمنات فلایخفن نحن المقیمات فلایظعن (ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی کبھی فوت نہ ہوں گی، ہم ہمیشہ ہر طرح کی تکلیف سے امن میں ہیں کبھی خوف نہیں کریں گی، ہم دائمی طور پر جنت میں رہنے والیاں ہیں کبھی اس سے نکالی نہ جائیں گی)۔

حوروں کا ترانہ:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الحُورَ فِی الجَنّةِ لِیَغْنِیْنَ، یَقُلْنَ نَحْنُ الحُورُ الحِسانُ هُدِیْنَا لأَزْوَاجٍ کِرَام۔

ترجمہ: جنت کی حوریں ترنم سے ترانے کہیں گی وہ کہیں گی نَحْنُ الحُورُ الحِسانُ هَدَیْنَا لأَزْوَاجٍ کِرَام ہم حسین وجمیل حوریں ہیں بڑی شان والے خاوندوں کو تحفہ میں عطاء کی گئی ہیں۔

جب جنت والے خوبصورت اور دلکش آواز سننا چاہیں گے

ارشادِ خداوندی فِی رَوْضَةٍ یُحْبَرُوْنَ (الروم:۱۵) کی تفسیر میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب جنت والے خوبصورت آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دیں گے ان ہواؤں کا نام عفافہ ہے یہ نرم لؤلؤ کے سرکنڈوں کی گنجان جھاڑیوں میں داخل ہوگی اور اس کو حرکت دے گی تو وہ ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور جنت میں خوش الحانی پیدا ہو جائے گی جب وہ خوش الحانی کرے گی تو جنت میں کوئی درخت ایسا باقی نہیں رہے گا جس کو پھول نہ لگیں۔

(تاریخ کبیر امام بخاری: ۷/ ۱۶۔ البدور السافرہ: ۲۰۹۳)

حوروں کا اجتماعی گانا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يُرَفِّعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهَا، يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبْؤُسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَانَسْخَطُ طُوبَىٰ لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ۔ (ابن عساکر، البدور السافرہ:۵/۲۰۹۶)

ترجمہ: جنت میں حورعین کی ایک مجلس منعقد ہوا کریگی یہ ایسی خوبصورت آوازوں میں گائیں گی کہ مخلوقات نے ان جیسی نغمہ سرائی کبھی نہ سنی ہوگی یہ کہیں گی فَلَانَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبْؤُسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَانَسْخَطُ طُوبَىٰ لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی ہم ہمیشہ نعمتوں میں پلنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی، ہم (اپنے خاوندوں پر) راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی، بشارت ہو اس کے لیے جو ہمارا خاوند بنا اور ہم اس کی بیویاں بنیں۔

دنیاوی عورتوں کا حوروں کے ترانے کا جواب دینا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حورعین یہ ترانہ کہیں گی تو دنیا کی مؤمن عورتیں اس ترانہ کے ساتھ جواب دیں گی: نَحْنُ الْمُصَلِّيَاتُ وَمَا صَلَّيْتُنَّ نحن الصَّائِمَاتُ وَمَا صُمْتُنَّ، وَنَحْنُ الْمُتَوَضِّئَاتُ وَمَا تَوَضَّأْتُنَّ، وَنَحْنُ الْمُتَصَدِّقَاتُ وَمَا تَصَدَّقْتُنَّ ہمیں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے تم نے نمازیں نہیں پڑھیں، ہم نے روزے رکھے ہیں تم نے نہیں رکھے، ہم نے وضو کئے ہیں تم نے وضو نہیں کئے، ہم نے زکوٰۃ وصدقات ادا کئے ہیں تم نے نہیں کئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس جواب کے ساتھ یہ دنیا کی عورتیں حورعین پر غالب آجائیں گی۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/۴۶۷۔ صفۃ الجنۃ ابن کثیر: ۱۱۳، بحوالہ قرطبی)

کیا جنت میں گانا سننے کا شوق پورا ہوگا؟

ایک قریشی آدمی نے حضرت امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا جنت میں گانا بھی ہوگا؛ کیونکہ مجھے خوبصورت آواز بہت پسند ہے تو آپ نے فرمایا، جس ذات کے قبضہ قدرت میں ابن شہاب کی جان ہے بالکل ہوگا، جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے پھل لؤلؤ اور زبرجد کے ہوں گے اس کے نیچے نوخواستہ لڑکیاں ہوں گی جو خوبصورت انداز سے قرآن پاک کی تلاوت کریں گی اور یہ کہیں گی کہ ہم نعمتوں کی پلی ہیں ہم ہمیشہ رہیں گی کبھی نہ مریں گی، جب وہ درخت اس کو سنے گا تو اس کے ایک حصہ دوسرے سے باریک ترنم سے ملاپ کھائے گا تو وہ لڑکیاں خوبصورت آواز میں اس کا جواب پیش کریں گی اور جنتی فیصلہ نہیں کرسکیں گے کہ ان لڑکیوں کی آوازیں زیادہ خوبصورت ہیں یا درخت کی؟۔ (ترمذی: ۲۵۶۴۔فی صفۃ الجنۃ، حادی الارواح: ۳۲۳)

حوروں کی جنت میں سیروتفریح:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (الرحمن: ۷۲)

ترجمہ: حوریں ہیں خیموں میں محفوظ۔

اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ وہ صرف خیموں میں ہی رہیں گی، دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ صرف اپنے شوہروں کو چاہیں گی ان کے علاوہ کسی غیر کو نہیں دیکھیں گی اور خیموں میں رہتی ہوں گی، خیموں میں رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنے اپنے خیموں کو نہیں چھوڑیں گی باہر سیروتفریح کے لیے نہیں نکلیں گی بلکہ یہ مطلب ہے کہ عورتیں غائب پردہ میں رہنے والیاں ہوں گی بالکل پاکدامن رہیں گی اور یہ عورتوں کی بہترین صفت ہے اور یہ اسی طرح سے باغات اور تفریحات کے لیے نکلا کریں گی جس طرح سے بادشاہوں کی بیویاں باپردہ محفوظ طریقہ سے سیروتفریح کے لیے نکلتی ہیں، تابعی مفسر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان حوروں کے دل لؤلؤ کے

خیموں میں صرف اپنے خاوندوں تک محدود رہیں گے۔ (جولات فی ریاض الجنات)

جنت کی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں دیکھ لیتی ہے:

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَا تُؤذِی امرأۃ زوجھا فی الدنیا إلا قالت زوجتُہُ من الحور العین: لا تؤذیہ، قاتلکِ اللہُ، فإنما ھو دَخِیل عندك، یوشِكُ یُفارِقُكِ إلینا۔**

(تذکرۃ القرطبی: ۴۸۵، بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: کوئی عورت جب بھی دنیا میں اپنے خاوند کو ایذاء اور تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی بیوی حورعین (جنت میں) کہتی ہے اللہ تجھے قتل کرے اس کو ایذاء مت دو یہ تمہارے پاس کچھ وقت کا مہمان ہے وہ وقت قریب ہے کہ تمھیں چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔

فائدہ: حضرت ابن زید فرماتے ہیں جنت کی عورت کو جب کہ وہ جنت میں موجود ہے کہا جاتا ہے کیا تو پسند کرتی ہے کہ تو دنیا کے اپنے خاوند کو دیکھے تو وہ کہتی ہے ہاں (کیوں نہیں؟) چنانچہ اس کے لیے پردہ ہٹا دیئے جاتے ہیں اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حتی کہ وہ اس کو دیکھتی اور پہچان رکھتی ہے اور ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہی ہے اور یہ کہ وہ اپنے خاوند کو دیر سے آنے والا سمجھتی ہے، یہ عورت اپنے خاوند کی اتنا مشتاق ہے جتنا کہ (دنیا کی) عورت اپنے گھر سے کہیں دور دراز گئے ہوئے اپنے خاوند کی واپسی کی مشتاق ہوتی ہے؛ شاید کہ دنیا کے مرد اور اس کی بیوی کے درمیان اس حور کی وہی حالت ہوتی ہے جو بیویوں کی اپنے خاوند کے درمیان نوک جھونک اور جھگڑا ہوتا ہے اور یہ جنت کی حور دنیا کی بیوی پر ایسے ناراض ہوتی ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے اور اسی تکلیف کی بناء پر کہتی ہے تجھ پر افسوس تم اس کو چھوڑ دو یہ تمہارے پاس چند راتوں اور دنوں کا مہمان ہے اس کو تکلیف نہ دو ہمیں تمہاری اس کو تکلیف دینے سے صدمہ ہوتا ہے یہ تو جنت کا شہزادہ ہے۔ (تذکرۃ القرطبی: ۴۸۵، البدور السافرۃ: ۲۰۵۲، بحوالہ ابن وہب)

حوریں حساب وکتاب کے وقت اپنے خاوندوں کو دیکھ رہی ہوں گی:

حضرت ثابت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کا قیامت کے دن حساب لے رہے ہوں گے اس وقت اس کی بیویاں جنت سے جھانک کر دیکھ رہی ہوں گی جب پہلا گروہ حساب سے فارغ ہوکر (جنت کی طرف) لوٹے گا تو وہ عورتیں ان کو دیکھ رہی ہوں گی اور کہیں گی اے فلانی! خدا کی قسم! یہ تمہارا خاوند ہے وہ بھی کہے گی ہاں اللہ کی قسم! یہ میرا خاوند ہے۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۹۰)

حوریں بیت اللہ کا طواف کررہی تھیں:

سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے صاحبزادہ سیدنا محمد معصوم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حرم میں داخل ہوا اور طواف شروع کیا تو مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت کو انتہائی حسین وجمیل شکل وصورت میں دیکھا جو میرے ساتھ شوق اور تقرب شدید کے ساتھ طواف کررہے تھے وہ بیت اللہ کے بوسے بھی لیتے تھے اور ہر وقت اسے معانقہ کرتے تھے، ان کے قدم زمین پر تھے اور سر آسمان کو چھو رہے تھے، مجھے معلوم ہوا کہ مرد تو فرشتے ہیں اور عورتیں حوریں ہیں۔

فائدہ: فرشتوں کا بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کا ذکر تو احادیث مبارکہ میں بہت وارد ہوا ہے؛ لیکن حوروں کے طواف کرنے کا ذکر احقر نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا؛ مگر ان کا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے اس کی تصدیق میں کوئی حرج نہیں جب کہ اس کی نقل کرنے والے علامہ یوسف بن اسماعیل اکابر اسلاف میں سے گذرے ہیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مجددی کا مقام ولایت اور کثرت کرامات بھی اکابرین اہل سنت، علماء دیوبند رحمۃ اللہ کے نزدیک مسلم ہے یہ حوروں کا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا بطورِ عبادت کے نہیں ہے بلکہ ان کے مقام ومرتبہ کو اس شرف کے

ساتھ اعلیٰ اور بالا کرنا مقصود ہے اور یہ حوریں جس جنتی مرد کی زوجیت میں جائیں گی ان کے اضافہ شرف میں حوروں کو طواف کرایا جاتا ہوگا؛ تاکہ جنتی بیوی کو بیت اللہ کی زیارت اور طواف کا شرف حاصل ہو اور حوروں کے حسن و مرتبہ کمال اور اتمام ہو (واللہ اعلم)۔

دنیا کے میاں بیوی جنت میں بھی میاں بیوی رہیں گے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے شادی کرتا ہے جنت میں بھی وہ عورت اس کی بیوی ہوگی۔ (ابن وہب البدور السافرہ:۲۰۶۱)

فائدہ: بشرطیکہ وہ دونوں حالت اسلام پر فوت ہوئے ہوں اور بیوی نے شوہر کے مرنے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح نہ کیا ہو۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء، حضرت زبیر بن عوام کی بیوی تھیں، حضرت زبیر ان پر سختی فرماتے تھے یہ اپنے والد صاحب کی خدمت میں شکایت لے کر آئیں تو آپ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اے میری بیٹی! صبر کرو! اگر کسی عورت کا خاوند نیک ہو پھر وہ اس کو داغ مفارقت دے جائے (یعنی فوت ہو جائے) اور اس کی بیوی نے اس کی وفات کے بعد کسی اور شخص سے نکاح نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی کو جنت میں اکٹھے جمع فرما دیں گے (یعنی وہ جنت میں بھی اسی طرح سے میاں بیوی رہیں گے ان کی ازدواجی حالت ختم نہیں کریں گے)۔ (طبقات ابن سعد، البدور السافرہ:۲۰۶۲)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام درداء کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھجوایا تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں نے (اپنے فوت شدہ خاوند) حضرت ابوالدرداء سے سنا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: **المرأة لآخر أزواجها في الجنة** جنت میں عورت اپنے آخری خاوند کی بیوی بنے گی؛ لہٰذا تو میرے بعد (کسی سے) نکاح نہ کرنا۔ (تذکرۃ القرطبی:۲/ ۴۸۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیوی سے فرمایا تھا کہ اگر تمھیں یہ بات پسند آئے کہ تو جنت میں میری بیوی بنے اور اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جنت میں ملادیں تو تم میرے (مرنے کے) بعد اور نکاح نہ کرنا (جنت میں) عورت اپنے دنیا کے آخری خاوند کی بیوی بنے گی۔ (تذکرۃ القرطبی: ۱/ ۴۸۲)

کئی خاوندوں والی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی:

وہ عورت جس نے یکے بعد دیگرے دنیا میں دو مردوں یا تین مردوں یا اس سے زیادہ سے نکاح کئے اور اس کے خاوند فوت ہوتے رہے کسی نے طلاق نہ دی تو ایسی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی اس بارہ میں احادیث درج ذیل ہیں:

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمَرْأَةُ لِاٰخِرِ أَزْوَاجِهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔ (طبقات ابن سعد، البدور السافرہ: ۲۰۶۳)

ترجمہ: عورت آخرت میں دنیا کے اپنے آخری خاوند کی بیوی بنے گی۔

فائدہ: یہ راویت تاریخ دمشق ابن عساکر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے موقوفا بھی مروی (ابن عساکر، البدور السافرہ: ۲۰۶۴) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے؛ مگر اس کی سند میں ایک راوی متہم بالوضع ہے۔ (تاریخ بغداد: ۹/ ۲۲۸)

فائدہ: ان احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ ایسی عورت کا آخری خاوند ہی جنت میں اس کا خاوند ہوگا لیکن درجِ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت کو اختیار دیا جائے گا وہ ان خاوندوں میں سے جس کو چاہے اپنا خاوند بنالے؛ چنانچہ حدیث میں ہے۔

حدیث: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عورت جس کے دنیا میں دو خاوند ہوتے ہیں یہ عورت بھی فوت ہوجاتی ہے اور وہ بھی فوت

ہوجاتے ہیں پھر یہ سب جنت میں داخل ہوں تو یہ عورت کس خاوند کی بیوی بنے گی (پہلے کی یا دوسرے کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لِأَحْسَنِهِمَا خُلُقًا كَانَ عِنْدَهَا فِي الدُّنْيَا ذَهَبَ حُسنُ الْخُلُقِ بِخَيرِ الدُّنيا، والآخِرةِ.

ترجمہ: جو دنیا میں اس کے پاس ان دونوں میں زیادہ اچھے اخلاق سے اس سے پیش آتا تھا، حسن اخلاق دنیا اور آخرت کی دونوں خوبیاں لے گیا۔ (البدور السافرہ: ۲۰۶۵)

فائدہ: وہ عورت جس نے دنیا میں کئی مردوں سے نکاح کیا اور سب نے اس کو طلاق دی تو عورت کو یا تو اختیار رہوگا وہ دنیا کے جس صالح مرد کو جنت میں شوہر منتخب کرے گی اس کے ساتھ اس کا نکاح کردیا جائے گا یا خود اللہ تعالیٰ ہی اس کا کسی جنتی سے بیاہ کردیں گے یا کوئی جنتی خود ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ سے اپنے نکاح میں لانے کی درخواست کریگا ان تینوں صورتوں میں سے پہلی صورت زیادہ قرین قیاس ہے؛ اگر کسی عورت نے دنیا میں یکے بعد دیگر کئی مردوں سے نکاح کئے اور سب نے اس کو طلاق دی مگر آخری نے اس کو طلاق نہ دی یا آخری خاوند کی زندگی میں یہ عورت فوت ہوگئی تو قرین قیاس یہی ہے کہ وہ عورت جنت میں اس آخری خاوند کی بیوی بنے گی۔

ان سب صورتوں میں اگر خاوندوں نے اس سے بدسلوکی کی اور یہ ان پر ناراض رہی حتی کہ جنت میں ان کی زوجیت میں رہنے کو تسلیم نہ کیا تو انشاء اللہ اس کو جنت میں کوئی نعم البدل عطاء کیا جائے گا یا اس کو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ جس کے ساتھ رہنے پر وہ راضی ہوجائے رضامند کیا جائے گا، واللہ اعلم۔

دنیا میں جنتی مردوں اور عورتوں کی صفات:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ النَّبِيُّ فِى الْجَنَّةِ وَالصِّدِّيقُ فِي الْجَنَّةِ وَالشَّهِيدُ فِى الْجَنَّةِ وَالرَّجُلُ يَزُورُ أَخَاهُ فِى نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُورُهُ إِلَّا لِلّٰهِ فِي الْجَنَّةِ

وَنِسَائِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الوَدُودُ الوَلودُ الَّتِي إِذَا غَضَبَ أَوْغَضَبَتْ جَائَتْ حَتَّى تَضَعُ يَدَهَا فِيْ يَدِزَوْجِهَا ثُمَّ تَقُوْلُ لَاأَذُوْق غَمْضًا حَتَّى تَرْضَى۔ (سنن الکبری امام نسائی، کتاب عشرہ النساء نحو: ۱۵۰)

ترجمہ: میں تمھیں جنت میں جانے والے مرد حضرات کے متعلق بتلاؤں نبی بھی جنت میں جائیں گے اور وہ شخص بھی جنت میں جائیگا جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے شہر کے کسی کونے میں (سفر کر کے) جائے اور جنت میں جانے والی تمہاری عورتیں یہ ہیں جو خاوند سے خوب محبت کرنے والی ہو بچے زیادہ جننے والی ہو، جب خاوند اس پر ناراض ہو یا وہ خود ناراض ہو تو وہ (خاوند کے پاس) جا کر اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ دیدے اور پھر کہے میں اس وقت تک آرام نہیں کرسکوں گی جب تک تو مجھ سے راضی نہ ہو جائے۔

فائدہ: صدیق ولایت کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے نبی کے مکمل نقشِ قدم پر چلتا ہے اور شہید وہ ہے جو اسلام کی حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دلائل حقہ کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے شریعت اور توحید کی حقانیت کی شہادت دے یا جو غلبہ اور سطوت اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنی جان کی قربانی پیش کرے اور بھی شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے کسی حادثہ میں مرجانا یہ دوسرے درجہ کی شہادت ہے؛ بہر حال اللہ کی رحمت اپنی مخلوق کے لیے بہت وسیع ہے وہ اپنے فضل سے ہمیں جنت میں اعلیٰ ترین مقامات عطاء فرمائیں، آمین۔

جنت کے درجات باغات اور سائے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ۔ (الواقعۃ: ۲۷ تا ۳۳)

ترجمہ: اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں، وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بے خار بیریاں ہوں گی اور تہ بتہ ہوں گے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی۔

(مزید آیات)

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ مُدْهَامَّتَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ مُتَّكِئِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ○۔ (الرحمٰن: ۴۶ تا ۷۸)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہوں گے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے

منکر ہو جاؤ گے (اور وہ) دونوں باغ بہت شاخوں والے ہوں گے، سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہوں گے، کہ بہتے چلے جائیں گے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز (موٹے) ریشم کے ہوں گے اور ان باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان میں نیچی نگاہ والیاں (یعنی حوریں) ہوں گی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے؛ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، بھلا غایت اطاعت کا بدلہ بجز عنایت کے اور بھی کچھ ہو سکتا ہے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اور ان دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، وہ دونوں باغ گہرے سرسبز ہوں گے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان دونوں میں دو چشمے ہوں گے کہ جوش مارتے ہوں گے، سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، ان میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی (یعنی حوریں)؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، وہ عورتیں گوری رنگت کی ہوں گی (اور باغات میں) خیموں میں محفوظ ہوں گی؛ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی

نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور) ان جنتی لوگوں سے پہلے ان (حوروں) پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے، اے جن و انس! تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے: سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے، بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔

تمام جنت پر سایہ کرنے والا درخت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے سایہ میں سو سال تک سوار چلتا رہے گا اگر تم چاہو تو **وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ** (الواقعۃ: ۳۰)

(اور لمبا لمبا سایہ ہوگا) پڑھ لو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا انہوں نے سچ کہا، اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر تورات کو نازل کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر قرآن نازل کیا اگر کوئی شخص کسی نوجوان اونٹنی یا نوجوان اونٹ پر سوار ہو کر اس درخت کی جڑ کے گرد گھومے تو اس کا چکر پورا کرنے سے پہلے بوڑھا ہو کر گر پڑے، اللہ تعالیٰ اس درخت کو خود اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اس درخت کی شاخیں جنت کی چاردیواری سے باہر پڑتی ہیں، جنت کی ہر نہر اس درخت کی جڑ سے نکلتی ہے۔ (زوائد زہد ابن المبارک: ۲۶۷)

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس درخت کی تفصیل میں وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں جنت میں ایک درخت ہے جو اتنی موٹی جڑ پر قائم ہے کہ تیز رفتار سوار اس کی ہر طرف سے سو سال تک چل سکتا ہے، جنت والے اور غرفات (بالا خانوں) والے اور دوسرے جنتی اس درخت کے پاس جمع ہوں گے اور اس کے سایہ میں باہم باتیں کریں گے، فرمایا کہ ان جنتیوں میں سے بعض کو کچھ خواہش ہوگی اور وہ دنیا کی لہولعب کو یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک

ہوا بھیجیں گے تو وہ درخت جو کچھ دنیا میں لہو لعب کی اقسام تھیں سب کے ساتھ حرکت میں آئیگا۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۴۵۔ حادی الارواح: ۲۲۲)

ہر درخت کا تنا سونے کا ہے:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ**۔ (ترمذی، كِتَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ، حدیث نمبر: ۲۴۴۸، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں مگر اس کا تنہ سونے کا ہے۔

جنت کی کھجور:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت کی کھجور کے تنے سبز زمرد کے ہیں اور کھجور کے تنے کی ٹہنیاں سرخ سونے کی ہوں گی، اس کی شاخیں جنتیوں کے بہترین لباس ہوں گے انہیں میں سے ان کے چھوٹے کپڑے اور پوشاکیں تیار ہوں گی، اس کے پھل مٹکوں اور ڈول کی طرح (بڑے بڑے) ہوں گے دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھے، جھاگ سے زیادہ نرم، ان میں گٹھلی نہیں ہوگی۔ (ترغیب وترہیب: ۴/ ۵۲۳۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۵۰)

درختوں کی کچھ مزید تفصیل:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین چاندی کی ہے، اس کی مٹی کستوری کی ہے، اس کے درختوں کی جڑیں سونے اور چاندی کی ہیں جن کی ٹہنیاں لؤلؤ زبرجد اور یاقوت کی ہیں، پتے اور پھل ان کے نیچے لگے ہوں گے، جو شخص کھڑے ہو کر کھائے گا تو اس کو بھی کوئی دقت نہ ہوگی اور جو شخص بیٹھ کر کھائے گا اس کو بھی کوئی دقت نہ ہوگی اور جو شخص اس کو لیٹ کر کھائے گا اس کو بھی کوئی دقت نہ ہوگی۔ (زوائد زہد ابن المبارک: ۲۲۹۔ ابن ابی شیبہ: ۱۳/ ۹۵۔ البعث والنشور: ۳۱۴)

جنت میں درختوں کی لکڑیاں نہیں ہوں گی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا قافلہ صِفاح مقام پر اترا تو وہاں ایک شخص درخت کے نیچے سو رہا تھا سورج کی دھوپ اس تک پہنچنے ہی والی تھی میں نے غلام سے کہا تم اس کے پاس یہ چمڑے کا فرش لے جاؤ اور اس پر سایہ کردو چنانچہ وہ چلا گیا اور اس پر سایہ کردیا جب وہ شخص بیدار ہوا تو وہ حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ عنہ) تھے؛ چنانچہ میں ان کو سلام کرنے آیا تو انہوں نے فرمایا: اے جریر! کیا آپ کو معلوم ہے قیامت کے دن کے اندھیرے کیا چیز ہیں؟ میں نے عرض کیا معلوم نہیں، فرمایا لوگوں کا آپس میں ظلم کرنا؛ پھر انہوں نے ایک چھوٹی سی لکڑی اٹھائی (اتنی چھوٹی) کہ میں اس کو ان کی دو انگلیوں کے درمیان میں دیکھ نہیں پارہا تھا، اے جریر! اگر تم اتنی سی لکڑی بھی جنت میں طلب کرو تو تمھیں یہ بھی نہ ملے، میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ کھجور اور درخت کہاں جائیں گے؟ فرمایا ان کی جڑیں لؤلؤ اور سونے کی ہوں گی جن کے اوپر کے حصوں میں پھل لگے ہوں گے۔ (البعث والنشور:۳۱۶)

جنت معتدل ہوگی:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ جنت معتدل ہوگی نہ اس میں گرمی ہوگی نہ سردی ہوگی۔

(البعث والنشور:۳۱۸)

شجرۂ طوبیٰ

حدیث: حضرت عتبہ بن عبدسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے حوض کے متعلق اور جنت کے متعلق سوال کیا؛ پھر اس دیہاتی نے سوال کیا کہ جنت میں میوے بھی ہوں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا ہوں گے اور جنت میں ایک درخت ہوگا جس کو طوبیٰ کا نام دیا جاتا ہے؛ پھر آپ نے کچھ وضاحت فرمائی مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ وضاحت کیا تھی تو اس دیہاتی نے کہا ہماری زمین کا کونسا درخت اس کے مشابہ ہے؟

آپ نے ارشادفرمایا تیری زمین کے کسی درخت سے وہ کچھ بھی مشابہت نہیں رکھتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (ملک) شام میں گئے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں تو، آپ نے فرمایا: یہ شام کے ایک درخت سے مشابہت رکھتا ہے جس کو ناریل کا درخت کہا جاتا ہے یہ ایک ہی تنہ پر اٹھتا ہے اس کا اوپر کا حصہ پھل جاتا ہے، اس (دیہاتی) نے عرض کیا: اس کی جڑ کتنی موٹی ہے؟ فرمایا اگر تمہارے رشتہ داروں کا پانچ سالہ (نوجوان) اونٹ (اس کے گرد) چلتا رہے تو اس کی جڑ کے گرد نہ گھوم سکے؛ بلکہ (چل چل کر) بوڑھے ہو جانے کی وجہ سے اس کی ہنسلی کی ہڈی بھی ٹوٹ جائے۔ (الفتح الربانی: ۲۴/ ۱۸۷۔ ابن حبان: ۱۰/ ۲۵۱۔ صفۃ الجنۃ ابن کثیر: ۷۴)

درخت طوبیٰ والے جنتی کون سے ہوں گے؟

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس آدمی کے لیے (طوبیٰ) خوشخبری ہو جس نے آپ کی زیارت کی ہو اور آپ پر ایمان لایا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اس شخص کے لیے طوبیٰ ہو جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا؛ پھر طوبیٰ ہو پھر طوبیٰ ہو جو مجھ پر ایمان لایا مگر (میرے وفات پا جانے کی وجہ سے) مجھے نہ دیکھا ہو، تو اس شخص نے عرض کیا: یہ طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے ارشادفرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال کی ہے، جنت والوں کے کپڑے اس کے شگوفوں سے نکلیں گے۔ (الفتح الربانی: ۲۴/ ۱۸۷۔ صفۃ الجنۃ ابن کثیر: ۷۵۔ مسند احمد: ۳/ ۷۱)

جنت طوبیٰ سے کیا کیا نعمتیں ظاہر ہوں گی:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے:

تفتقی لعبدی عماشاء، فتفتق له عن فرس بلجامه وسرجه وهيئته

کماشاء، وتتفتق له عن الراحلة برحلها وزمامها وهيئتها كما شاء، وعن الثياب۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۵۴۔زوائد زہد ابن المبارک:۲۶۵)

ترجمہ: میرے بندہ کے لیے وہ جس نعمت کو چاہے پھٹ جا، تو وہ جنتی کے لیے گھوڑے کی لگام، زین اور خوبصورتی کے ساتھ ایسے پھٹے گا جیسے وہ (بندہ) چاہتا ہوگا اور یہ درخت جنتی کے لیے ایک سواری کو نکالے گا اس کا کجاوہ، لگام اور خوبصورتی کے ساتھ جیسے وہ جنتی چاہے گا اور کپڑوں کو بھی (اپنے سے نکالے گا)۔

جنت کی ہر منزل میں طوبیٰ کی لڑی جھنکتی ہوگی:

حضرت مغیث بن سمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طوبی جنت میں ایک درخت ہے؛ اگر کوئی شخص لمبی ٹانگوں والی اونٹنی یا نوجوان اونٹ پر سوار ہو پھر اس کے گرد گھومے تو وہ اس جگہ تک نہیں پہنچ سکے گا جہاں سے روانہ ہوا تھا؛ حتی کہ بوڑھا ہو کر مر جائے گا، جنت میں کوئی منزل ایسی نہیں ہے مگر اس درخت کی ٹہنیوں میں سے کوئی نہ کوئی ٹہنی جنتیوں پر ضرور لٹکتی ہوگی جب جنتی پھل کھانے کا ارادہ کریں گے تو یہ ان کے سامنے لٹک جائے گی تو وہ جتنا چاہیں گے اس سے کھائیں گے، فرمایا کہ (ان کے پاس) پرندہ بھی پیش ہوگا یہ اس سے خشک گوشت یا بھنا ہوا گوشت جیسے جی چاہے گا کھائیں گے پھر (جب کھا چکیں گے تو وہ زندہ ہو کر) اڑ جائے گا۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۵۵)

طوبیٰ کے پھل اور پوشاکیں:

فرمانِ خداوندی (طوبیٰ) کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی مفسر) فرماتے ہیں کہ (طوبیٰ) جنت میں ایک درخت ہے اس پر عورتوں کی چھاتیوں کی طرح کے پھل لگے ہوں گے انہیں میں جنتیوں کی پوشاکیں موجود ہوں گی۔(صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۵۶۔صفۃ الجنۃ ابونعیم:۴۱۰)

سایہ طوبیٰ میں مل بیٹھنے کے لیے فرشتہ کی دُعاء:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کتنے بھائی ایسے ہیں جو اپنے دوسرے

بھائی کوملنا چاہتے ہیں مگران کے سامنے مصروفیت حائل ہے،قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کوایسے گھر میں جمع فرمائے گا جہاں جدائی کا نام ونشان بھی نہ ہوگا؛ پھرحضرت مالک نے فرمایا: اور میں بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں اے میرے بھائیو! کہ وہ مجھے تم سے اس گھر میں طوبیٰ کے (درخت کے) سایہ میں اور عبادت گذاروں کی آرام گاہ میں ملادے جہاں کوئی جدائی نہ ہوگا۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۵۸)

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا حبشی زبان میں طوبیٰ جنت کا نام ہے۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۵۹۔ تفسیر ابن جریر طبری:۱۳/۹۹)

ایک درخت کی لمبائی کی مقدار:

حدیث: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً مُسْتَقِلَّةً عَلٰى سَاقٍ وَاحِدٍ عرض ساقها ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً۔ (صفۃ الجنۃ ابن کثیر:۴۳۔ مسند احمد:۲/۴۵۵)

ترجمہ: جنت میں ایک تنے پر ایک درخت قائم ہے،اس کے تنے کی چوڑائی بہتر سال کے (سفر کے) برابر ہے (اس سے تم خود اندازہ کرلو کہ اس کی لمبائی کتنازیادہ ہوگی)۔

شجرۃ الخلد:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا سَبْعِينَ أَوْمِائَةَ سَنَةٍ هِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ۔ (مسند احمد بن حنبل، بَاقِي مُسْنَدِ الْمُكْثِرِينَ، مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حدیث نمبر:۔۔۔، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: جنت میں ایک درخت ہے تیز ترین سوار اس کے سایہ میں ستر سال یا سو سال تک سفر کرسکتا ہے، اس کا نام شجرۃ الخلد (ہمیشہ رہنے والی جنت کا درخت) ہے۔

درخت سدرہ (بیری) کی لمبائی:

حدیث: حضرت اسماء بنتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کا ذکر کیا اور فرمایا:

يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ أَوْيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ شَكَّ يَحْيَى فِيهَا فِرَاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ۔ (ترمذی، كِتَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِمَارِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حديث نمبر: ۲۴۶۴، شامله، موقع الإسلام)

ترجمہ: بہترین سوار اس کی شاخوں کے سائے تلے سو سال تک چلے گا یا سو سال تک سایہ میں بیٹھے گا اس کا فرش سونے کا ہے (اور) اس کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ پر ریشم کا اسٹاک:

سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ جنت کے درمیان میں ہے اس پر سندس اور استبرق (کے ریشم) کا اسٹاک رہے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۵۸۰۹۔ تفسیر طبری: ۲۷/ ۲۹۔ درمنثور: ۶/ ۱۲۵)

درخت سدرہ:

حدیث: حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں دیہاتیوں سے ان کے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوالات کرنے سے بہت فائدہ پہنچاتے تھے؛ چنانچہ ایک دن دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک موذی درخت کا ذکر کیا ہے، میرا خیال ہے کہ جنت میں

کوئی ایسا درخت ہو جو جنتی کو ایذا پہنچائے آپ نے پوچھا وہ کونسا درخت ہے، اس نے کہا بیری کا کیونکہ اس کے کانٹے ہوتے ہیں ایذا دینے والے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ: ﴿فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ﴾ خَضَدَ اللّٰهُ شَوْكَهُ فَجَعَلَ مَكَانَ كُلِّ شَوْكَةٍ ثَمَرَةً۔ (حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح: ١/١١٢، شاملة، المؤلف: محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي أبو عبد الله، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ ﴿فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ﴾ نہیں فرمارہے ہیں؟ اللہ نے اس کے کانٹوں کو ختم کر دیا ہے اور ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دیا ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ پھل، پتے اور نہریں:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَمَّا رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَوَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هٰذَا قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ۔ (دارقطني، الطهارة، حديث نمبر: ٣٦، شامله، موقع وزارة الأوقاف المصرية)

ترجمہ: جب مجھے (معراج کی شب) ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے اور موٹے) تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اس کے تنہ سے دو ظاہری نہریں نکلتی ہیں اور دو باطنی، میں نے پوچھا اے جبریل یہ (باطنی اور ظاہری نہریں) کیا ہیں؟ فرمایا: باطنی تو جنت میں ہیں اور ظاہری (نہریں دنیا میں) دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔

مصیبت والوں کے لیے شجرۃ البلویٰ:

حدیث: حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

في الجنة شجرة يقال لها شجرة البلوى، يؤتى بأهل البلاء يوم القيامة، فلا يرفع لهم ديوان، ولا ينصب لهم ميزان، يصب عليهم الأجر صبا، وقرأ: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ۔(طبرانی بسند ضعیف: ۳/۹۶۔ بدور السافرہ: ۱۸۸۱)

ترجمہ: جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام شجرۃ البلوی ہے، روز قیامت مصیبت زدوں کو پیش کیا جائے گا تو ان کے اعمالنامہ کو (حساب کتاب کے لیے) پیش نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے ترازوئے اعمال کو نصب نہیں کیا جائے گا بس ان پر اجر و انعام کی بارش ہی ہوتی رہے گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ تلاوت فرمائی (کہ مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو پورا پورا انعام و اکرام ملے گا، بغیر حساب و کتاب کے)۔

وہ اعمال جن سے جنت میں درخت لگتے ہیں

سبحان اللہ العظیم:

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ غَرَسَتْ لَهُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی: ۳۴۶۴، عمل الیوم واللیلۃ امام نسائی۔ حاکم: ۱/۵۰۱)

ترجمہ: جو شخص (ایک مرتبہ) سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ کہتا ہے تو اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ:

حدیث: (حضرت ابن عمرو) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ غَرَسَتْ لَهُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۹۷)

ترجمہ: جو شخص ایک (مرتبہ) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ کہتا ہے تو اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔

درجِ ذیل ہر کلمہ کے بدلہ میں ایک درخت:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ان کے پاس سے گذرے جب کہ یہ درخت لگا رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى غِرَاسٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ هَذَا قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ يُغْرَسْ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (ابن ماجه، كِتَاب الْأَدَبِ، بَاب فَضْلِ التَّسْبِيحِ، حديث نمبر: ۳۷۹۷، شامله، موقع الإسلام)

ترجمہ: میں تمھیں اس سے بہتر شجر کاری کا نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ میں سے ہر ایک (کلمہ) کے بدلہ میں تیرے لیے ایک درخت لگایا جائے گا۔

جنت کی شجر کاریاں:

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ (ترمذی، كِتَاب الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ، حدیث نمبر: ۳۳۸۴، شامله، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی زیارت کی آپ نے فرمایا: اے محمد! آپ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو اطلاع فرمانا کہ جنت کی زمین بہت پاکیزہ ہے عمدہ پانی والی ہے اور ہموار میدان ہے اور

اس کی شجر کاری (سُبْحَانَ اللّٰہِ) اور (وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ) اور (وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ) کہنا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) کا ذکر بھی کیا ہے۔

حدیث موقوف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کی (یا اس کی تہلیل کلمہ طیبہ بیان کرے) ان کی جگہ اس شخص کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے، جس کا تنہ سونے کا ہوگا اور اس کا اوپر کا حصہ جوہر اور یاقوت کے تاج کا ہوگا اس کے پھل کنواریوں کی چھاتیوں کی طرح ہوں گے، جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے، جب بھی اس سے کوئی پھل توڑا جائے گا دوسرا لگ جائے گا؛ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ (الواقعۃ: ۳۳)

(ترجمہ: اور کثرت سے میوے ہوں گے) جو نہ ختم ہوں گے (جیسے دنیا کے میوے فصل تمام ہونے سے ختم ہو جاتے ہیں) اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی (جیسے دنیا میں باغ والے اس کی روک تھام کرتے ہیں)۔ (طبرانی اوسط، بدور السافرہ: ۱۸۷۶)

ختم قرآن پر جنت کے درخت کا تحفہ:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَشَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (شعب الایمان بیہقی، البدور السافرہ: ۱۸۷۷)

ترجمہ: ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور (انعام میں) جنت کا ایک عظیم الشان درخت عطاء کیا جاتا ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ظَاهِرًا أَوْ بَاطِنًا، أَعْطَاهُ اللّٰهُ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ، لَوْ أَنَّ غُرَابًا أَفْرَخَ مِنْ أَغْصَانِهَا، ثُمَّ طَارَ، لَأَدْرَكَهُ الْهَرَمُ قَبْلَ أَنْ يَقْطَعَ وَرَقَهَا۔ (رواہ البزار والطبرانی، مجمع الزوائد: ۷/ ۱۶۵)

ترجمہ: جس شخص نے قرآن پاک کو دیکھ کر یا یاد سے تلاوت کیا تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو ایک ایسا درخت (انعام میں) عطاء فرمائیں گے کہ اگر کوئی کوا اس کی ٹہنیوں کو چھوڑ کر اڑے تو اس کے پتے کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے اس پر بڑھاپا طاری ہو جائے۔

فائدہ: یہ فضیلت حافظ اور ناظرہ خوان دونوں قسم کے لوگوں کے لیے ہے جو بھی قرآن پاک ختم کریگا اس کو انعام میں اتنا بڑا درخت عطاء کیا جائیگا، حدیث پاک میں کوے کی مثال اس لیے دی گئی ہے کہ کوا دوسرے پرندوں کی بہ نسبت بڑی عمر رکھتا ہے کہا جاتا ہے کہ ایک کوے کی عمر اوسطاً دو اڑہائی سو برس ہوتی ہے؛ یہاں حدیث میں درخت کی لمبائی متعین کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی کثیر لمبائی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

جنت میں درخت لگانے کا وکیل مقرر ہے:

حدیث: حضرانس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مامن مؤمن ولامؤمنة إلاوله وكيل فى الجنة إن قرأ القرآن بنى له القصور وإن سبح غرس له الأشجار وإن كف كف۔ (بخاری تاریخ کبیر، کنز العمال: ۱/ ۵۴۹)

ترجمہ: ہر مؤمن مرد اور ہر مؤمن عورت کا جنت میں ایک وکیل ہے؛ اگر وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا (یا کرتی) ہے تو فرشتہ اس کے لیے (جنت میں محلات) تعمیر کرتا ہے اور اگر تسبیح پڑھتا (یا پڑھتی) ہے تو اس کے لیے (جنت میں) درخت لگاتا ہے اور اگر وہ (شخص تلاوت یا تسبیح کرنے سے) رک جاتا ہے تو وہ (فرشتہ بھی محلات کی تعمیر یا درخت لگانے سے) رُک جاتا ہے۔

قیامت میں فائدہ دینے والا درخت:

حدیث: حضرت قیس بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صام یوما تطوعا غرست له شجرة فی الجنة، ثمرها أصغر من الرمان، وأكبَرَ مِنَ التفاح، وعذوبته كعذوبة الشهد، وحلاوته كحلاوة العسل، يطعم الله منه الصائم يوم القيامة۔ (طبرانی کبیر:۱۸/۳۶۶۔مجمع الزوائد:۱۰/۱۸۳)

ترجمہ: جس شخص نے نفلی روزہ رکھا اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے، اس کا پھل انار سے چھوٹا اور سیب سے بڑا ہوگا اس کا ذائقہ اس شہد والا ہوگا جس سے موم کو صاف نہ کیا گیا ہو اور اس کی مٹھاس شہد والی ہوگی اس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس روزہ رکھنے والے کو کھلائیں گے۔

قرض خواہ کے لیے جنت کے درخت:

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَشٰى إِلٰى غَرِيْمِهٖ بِحَقِّهٖ صَلَّتْ عَلَيْهِ دَوَابُّ الْأَرْضِ وَنُوْنُ الْمَاءِ وَيَنْبُتُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ شَجَرَةٌ فِى الْجَنَّةِ وَذَنْبٌ يُغْفَرُ۔ (بدور السافرہ، بحوالہ مسند بزار، مجمع الزوائد:۴/۱۳۹)

ترجمہ: جو شخص اپنے مقروض کے پاس اپنے حق لینے کے لیے روانہ ہوتا ہے تو اس کے لیے زمین کے جانور اور پانی کی مچھلیاں رحمت کی دعا کرتی ہیں اور اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں جنت میں ایک درخت اگتا ہے اور ان کے گناہ کو معاف کیا جاتا ہے۔

جنت کے باغات کے پھل کھانے کا وظیفہ:

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْتَعَ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللهِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، كتاب الدُّعاء، فِي ثواب ذِكرِ اللهِ عزّ وجلّ، حدیث نمبر:۳۰۰۷۰، شاملہ، تحقیق: محمد عوامۃ)

ترجمہ: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جنت کے باغوں سے پھل کھائے تو اس کو چاہیے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

پھولدار پودے اور مہندی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہندی جنتیوں کے پھولدار پودوں کی سردار ہے۔ (کتاب الزہد ابن المبارک: ۲/ ۶۷، واسنادہ صحیح۔ البدور السافرہ: ۲۱۱۱)

حدیث: حضرت ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَايَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، كِتَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ، حدیث نمبر: ۲۷۱۵، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو کوئی خوشبودار پھول دیا جائے تو اس کو واپس نہ کرے؛ کیونکہ یہ (یعنی خوشبو) جنت سے نکلی ہے۔

قرضہ دینے والے کا ثواب صدقہ دینے والے سے زیادہ ہے:

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبٌ: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَابَالُ الْقَرْضِ أَكْثَرُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَايَسْتَقْرِضُ إِلَّامِنْ حَاجَةٍ۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۵۹۔ ابن ماجہ، بیہقی، المتجر الرابح۔ اتحاف السادۃ: ۵/ ۵۰۱)

ترجمہ: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا میں نے جبرئیل سے پوچھا: قرض میں ایسی کونسی بات ہے کہ وہ ثواب کے اعتبار سے صدقہ کرنے سے بڑھا ہوا ہے؟ فرمایا کیونکہ مانگنے والا مانگتا ہے جب کہ اس کے پاس کچھ موجود ہوتا ہے، جب کہ قرض خواہ، قرضہ نہیں مانگتا مگر ضرورت کے وقت۔

حدیث: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دخل رجل الجنة فرأى مكتوبا على بابها الصدقة بعشر أمثالها والقرض بثمانية عشر۔ (المتجر الرابح: ۲۴۱، بحوالہ طبرانی۔ تذکرۃ القرطبی: ۴۵۹۔ بحوالہ مسند طیالسی، طبرانی: ۸ / ۲۹۷۔ مجمع الزوائد: ۴ / ۱۲۶)

ترجمہ: ایک شخص جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا صدقہ کا اجر دس گنا ہے اور قرضہ دینے کا اٹھارہ گنا۔

فائدہ: جو شخص صدقہ خیرات اور زکوٰۃ کثرت سے نکالے گا اور ضرورت مندوں کو قرضہ مہیا کرے گا وہ انشاء اللہ جنت کے باب الصدقہ سے جنت میں داخل ہوگا۔

جنت کی چابی

جنت کی چابی کلمہ طیبہ ہے:

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲ / ۳۸۔ مجمع الزوائد: ۱ / ۱۶)

ترجمہ: جنت کی چابی لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔

چابی کے دندانے:

حضرت وہب بن منبہؒ سے سعید بن رمانہ نے پوچھا کیا لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ جنت کی چابی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن ہر چابی کے دندانے ہوتے ہیں (کلمہ طیبہ کے دندانے عقائد اور اعمالِ صالحہ ہیں) جو شخص جنت کے دروازہ پر چابی (کلمہ) کے دندانے (اعمالِ صالحہ) کے ساتھ آیا تو اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور جو شخص دروازہ پر چابی کو دندانوں کے ساتھ نہ لایا اس کے لیے دروازہ نہیں کھلے گا۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲ / ۳۹۔ البدور السافرہ: ۱۷۵۵)

جہاد کی تلواریں جنت کی چابیاں ہیں:

حضرت یزید بن شجرہؒ فرماتے ہیں (جہاد کی) تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲/۴۰۔ حادی الارواح ابوالشیخ ابن حبان)

نماز جنت کی چابی ہے:

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلَاۃِ الْوُضُوءُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلَاۃُ۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/۵۲۱۔ بحوالہ ابوداؤد طیالسی۔ مسند احمد: ۳/۳۴۰۔ ترمذی: ۴)

ترجمہ: نماز کی چابی ضو ہے اور جنت کی چابی نماز ہے۔

لاحول ولاقوۃ جنت کا دروازہ (چابی) ہے:

حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّۃِ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔ (مسند احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث نمبر: ۲۲۱۵۲، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: کیا میں تمھیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ (عمل، چابی) کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ۔

حکایت:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک شخص (کی روح نکالنے) کے لیے آئے اور اس کے اعضاء میں سے ہر عضو میں تلاش کیا تو ان میں کہیں نیکی نہ پائی؛ پھر اس کا دل چیر کر دیکھا تو اس میں بھی کوئی نیکی نہ ملی پھر اس کا جبڑا کھول کر دیکھا تو اس کی زبان کے ایک کنارہ کے ساتھ یہ کلمہ چپکا ہوا تھا لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ پڑھ رہا تھا، تو اس فرشتے نے کہا تیرے

لیے جنت واجب ہوگئی؛ کیونکہ تو نے کلمہ اخلاص (یعنی کلمہ طیبہ توحید) پڑھ لیا ہے۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۵۲۲، بحوالہ طبرانی۔ تاریخ بغداد: ۹/ ۱۲۵۔ اتحاف السادۃ: ۱۰۔ ۵۷۲۔ کنزل العمال: ۱۷۷۰۰)

ایک دروازے پر لکھی ہوئی عبارت:

حدیث: حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَاجِبْرِيلُ مَابَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَايَسْتَقْرِضُ إِلَّامِنْ حَاجَةٍ ۔ (سنن ابن ماجه، كِتَاب الْأَحْكَامِ، بَاب الْقَرْضِ، حدیث نمبر: ۲۴۲۲، شامله، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا، صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرضہ دینے کا اٹھارہ گنا، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا قرضہ دینا صدقہ کرنے سے افضل کیوں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کیونکہ سائل جب مانگا ہے تو عام طور پر اس کے پاس کچھ موجود ہوتا ہے، جب کہ قرضہ مانگنے والا قرضہ ضرورت ہی کے وقت طلب کرتا ہے۔

مساکین اور فقراء سے محبت:

حدیث: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مفتاح الجنة حب المساكين والفقراء** ۔ (۹: /۲۸۳)

ترجمہ: مساکین اور فقراء سے محبت کرنا جنت کی چابی ہے۔

فائدہ: مسکین وہ ہے جس کی ملکیت میں کچھ نہ ہو اور فقیر وہ ہے جس کے پاس نصاب زکوٰۃ سے کم مال ہو۔

جنت کے دروازوں سے گذرنے کے مستحق بنانے والے اعمال

حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من مات لایشرك بالله شیئا لم یتند بدم حرام دخل الجنة من أی أبواب الجنة شاء۔ (بدور السافرہ:۴۹۵،بحوالہ طبرانی اوسط۔طبرانی کبیر:۲/۳۵۰)

ترجمہ: جو آدمی فوت ہوا اس حالت میں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تھا (اور) قتل ناحق نہ کیا تھا تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

صحیح عقائد رکھنے والا مسلمان جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو سکے گا

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ۔ (مسلم، كِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا، حدیث نمبر:۴۱، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس آدمی نے یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی بندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ (پیدائش) ہے حضرت مریم (علیہا السلام) کی طرف جس کو (بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام) پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں، جنت (بھی) حق ہے اور دوزخ (بھی) حق ہے، آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا اس سے اللہ تعالیٰ داخل فرمائیں گے۔

اچھی طرح سے وضو کرنے والا:

حدیث: حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔ (حادی الارواح:۸۶۔ مسلم، کتاب الطہارۃ:۲۳۴۔ ترمذی:۵۵)

ترجمہ: تم میں سے جس نے وضو کیا (اور اعضائے وضو تک) پانی کو اچھی طرح سے پہنچایا (وضو سے فراغت پر کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔

جنت کے آٹھوں دروازے کھولنے والے اعمال:

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن عبد یصلی الصلوات الخمس ویصوم رمضان ویخرج الزکاۃ ویجتنب الکبائر السبع إلافتحت له أبواب الجنة الثمانية يوم القيامة۔ (بدور سافرہ:۱۷۴۰۔ نسائی:۵/۸۔ تاریخ کبیر بخاری:۴/۳۱۶)

ترجمہ: جو آدمی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے، رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے، زکوۃ نکالتا ہے سات بڑے گناہوں سے بچتا ہے تو اس کے لیے روزِ قیامت جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

فائدہ: سات بڑے گناہوں کی تفصیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت

میں اس طرح سے ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **الکبائر السبع: الاشراك بالله وقتل النفس التی حرم الله الا بالحق، وقذف المحصنة والفرار من الزحف واکل الربا واکل مال الیتیم والرجوع الی الاعرابیة بعد الھجرة** (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰۔ کنز العمال: ۷۸۰۵۔ طبرانی کبیر: ۱۷/۴۸)

ترجمہ: بڑے گناہ سات ہیں (صحابہ کرامؓ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسے ہیں؟ فرمایا (وہ ہیں) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک (معبود) بنانا، کسی انسان کو قتل کرنا، جس (کے قتل) کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے؛ مگر حق میں (جیسے قصاص میں یا مرتد ہونے کی سزا میں اور رجم میں) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، کافروں کے مقابلہ میں جہاد کے دن بھاگ جانا، سود کھانا، یتیم کا مال (ناحق طور پر) کھانا اور (دار الکفر سے) ہجرت کے بعد عورت کی طرف (دار الحرب اور دار الکفر میں) لوٹ جانا۔

پیاسے کو پانی پلانا

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **من سقی عطشانا فارواہ فتح له ابواب الجنة کلھا، فقیل له (ادخل منھا و) من اطعم مؤمنا حتی شبعه ادخله الله بابا من ابواب الجنة لا یدخله الا من کا مثله۔** (بدور السافرہ: ۱۷۴۴۔ مجمع الزوائد: ۳/۱۳۱۔ کنز العمال: ۱۶۳۸۲)

ترجمہ: جس نے پیاسے کو پانی پلایا اور اسے سیراب کر دیا اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا، ان میں سے (جس سے چاہے) داخل ہو جا (اور) جس نے کسی مؤمن کو کھانا کھلایا حتی کہ اسے سیر کرا دیا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازوں میں سے اس دروازہ سے داخل کریں گے جس سے کوئی داخل نہ ہو سکے گا؛ سوائے اس کے جو (عمل میں) اس جیسا ہو گا۔

تین کاموں کا بدلہ

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثَلَاثٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ حَيْثُ مَاشَاءَ من ادى دين صاحبها حفيا وعفى عن قاتله وقرأ فى دبر كل صلاة مكتوبة عشر مرات قل هوالله احد، قال ابوبکر رضی اللہ عنہ واحداهن يارسول الله؟ فقال واحداهن۔

ترجمہ: تین (عمل) ایسے ہیں جو شخص ان کو ایمان کے ساتھ (روزِ قیامت میں) لایا جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا داخل ہوگا اور جس حورعین کو طلب کرے گا عطاء کی جائے گی (وہ تین عمل یہ ہیں)

(۱) جس نے اپنے قرض خواہ کو اس کا قرض اکرام کے ساتھ ادا کیا (۲) اپنے (مقتول کے) قاتل کو معاف کیا (۳) اور ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (اگر کوئی) ان میں سے ایک کام کر لے تو فرمایا اور (اگر کوئی) ان میں سے ایک کام کر لے تو بھی۔

دو بیٹیوں یا بہنوں یا پھوپھیوں یا خالاؤں کی کفالت کا انعام:

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من كن له بنتين اواختين اوعمتين اوخالتين وعالهن فتحت له ثمانية ابواب الجنة۔ (بدور السافرہ: ۱۷۵۱۔ مجمع الزوائد: ۳/ ۱۲۲)

ترجمہ: جس (مسلمان) کی دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں یا دو پھوپھیاں ہوں یا دو خالائیں ہوں اور اس نے ان کی کفایت معاش کی تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

چالیس احادیث کی حفاظت کا انعام:

حدیث: حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: من حفظ علی امتی اربعین حدیثا ینفعهم الله تعالیٰ، قیل له ادخل من ای ابواب الجنة شئت۔ (حلیۃ الاولیاء: ۴/ ۱۸۹۔ بدورالسافرہ: ۱۷۵۰)

ترجمہ: جس نے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں یاد کیں (یامحفوظ کیں یاپہنچائیں) جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کونفع پہنچایا (روزِقیامت) اسے کہا جائے گا جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوجا۔

عورت کے چار کاموں کا انعام

حدیث: جناب رسول الل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ الْأَبْوَابِ شِئْتِ۔

(بدورالسافرہ: ۱۷۴۶۔ مسند احمد: ۱/ ۱۹۱۔ ابن حبان: ۶/ ۱۸۴)

ترجمہ: جوعورت پانچوں نمازیں پڑھتی رہی، رمضان المبارک کے روزے رکھتی رہی، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی رہی اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہی اسے (روزِقیامت) کہاجائے گا جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوجا۔

دخول جنت کے لئے ایک نیکی کی اہمیت

ایک نیکی ہدیہ کرنے سے دونوں جنت میں:

امام غزالیؒ تحریرفرماتے ہیں کہ ایک شخص کوروزِقیامت پیش کیاجائے گااس کواپنے لیے کوئی ایسی نیکی نہیں ملے گی جس سے اس کی ترازو بھاری ہوسکے؛ چنانچہ اس کی ترازو برابر برابررہے گی، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کوفرمائیں گے لوگوں کے پاس جاؤاوراس شخص

کو ڈھونڈو جو تمھیں ایک نیکی دیدے اور میں اس کے بدلہ میں تجھے جنت میں داخل کروں؛ چنانچہ وہ تمام مخلوقات کے درمیان گھومے گا اور کسی ایک شخص کو بھی ایسا نہ پائے گا جو اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرے بس وہ یہی کہے گا مجھے ڈر ہے کہ میرا اعمال نامہ ہلکا نہ ہو جائے اس لیے میں اس نیکی کا آپ سے زیادہ محتاج ہوں تو وہ مایوس ہو جائے گا تب اس کو ایک شخص کہے گا تو کیا ڈھونڈ تا ہے؟ تو وہ کہے گا صرف ایک نیکی حالانکہ میں ایسی قوم کے پاس سے بھی گذرا ہوں کہ ان کے پاس ہزار (ہزار) نیکیاں تھیں؛ لیکن انہوں نے مجھے دینے سے بخل کیا، تو اس کو وہ شخص کہے گا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر تھا اور میں نے اپنے اعمال نامہ میں صرف ایک نیکی پائی تھی میرا یقین ہے وہ میری کوئی ضرورت پوری نہیں کرسکتی اس کو تم مجھ سے بطورِ ہبہ کے لئے جاؤ تو وہ اس نیکی کو لے کر خوشی اور سرور کے ساتھ چل پڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تیرا کیا حال ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے حال کو خوب جانتے ہوں گے، وہ عرض کرے گا اے پروردگار میرے ساتھ ایسا اتفاق ہوا؛ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے اس ساتھی کو پکاریں گے جس نے اس کو نیکی ہبہ کی تھی اور اس سے فرمائیں گے میرا کرم تیرے کرم سے وسیع ہے اپنے اس بھائی کے ہاتھ کو پکڑو اور دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ (تذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ:۳۱۹، بحوالہ کشف علم الآخرۃ امام غزالی)

والد کو ایک نیکی بخشنے والے نافرمان لڑکے کی بخشش داخلہ جنت

اسی طرح سے ایک شخص کی میزان عمل کے دونوں پلڑے برابر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تم جنت والوں میں سے نہیں ہو اور نہ ہی دوزخ والوں میں سے ہو تو اس وقت ایک فرشتہ ایک کاغذ لے کر آئے گا اور اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے گا اس کاغذ میں اف لکھی ہوگی تو یہ ٹکڑا نیکیوں پر بھاری ہو جائے گا؛ کیونکہ یہ (والدین کی) نافرمانی کا ایسا کلمہ ہے جو دنیا کے پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہو جائے گا؛ چنانچہ اس کو دوزخ میں لے جانے کا حکم کیا جائے گا، کہتے ہیں کہ وہ شخص مطالبہ کرے گا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس واپس لے چلیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کو لوٹا لاؤ؛

پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: اے نافرمان بندے! کس وجہ سے تم میرے پاس واپس آنے کا مطالبہ کرر ہے تھے؟ وہ عرض کرے گا: الٰہی آپ نے تو دیکھ لیا میں دوزخ کی طرف جارہا ہوں اور اس سے مجھے کوئی جائے فرار نہیں میں اپنے والد کا نافرمان تھا؛ حالانکہ وہ بھی میری طرح دوزخ میں جارہے ہیں، آپ اس کی وجہ سے میرے عذاب کو بڑھادیں اور اس کو دوزخ سے نجات دیدیں، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے اور فرمائیں گے تو نے دنیا میں تو اس کی نافرمانی کی اور آخرت میں اس ساتھ نیک سلوک کیا، اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ و اور دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ (تذکرۃ القرطبی: ۳۱۹، بحوالہ: کشف علم الآخرۃ امام غزالی)

جہاد سے جنت میں داخلہ

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ (التوبۃ: ۱۱۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی (اور خدا کے ہاتھ مال وجان کے بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی وہ بیع جہاد کرنا ہے خواہ اس میں قاتل ہونے کی نوبت آئے یا مقتول ہونے کی) اس (قتال) پر (ان سے جنت کا) سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے (اور اس نے اس بیع پر وعدہ جنت کا کیا ہے) تو (اس حالت میں) تم لوگ (جو کہ جہاد کرر ہے ہو) اپنی اس بیع (مذکور) پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ؛ کیونکہ اس بیع پر تم کو حسب وعدہ مذکورہ جنت ملے گی اور یہ (جنت ملنا) بڑی کامیابی ہے (تم کو یہ سودا ضرور کرنا چاہیے)۔

کلمہ طیبہ:

حدیث: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا جنت کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (صفۃ الجنۃ، ابونعیم اصبہانی: ۱/ ۷۷۔ کامل ابن عدی: ۶/ ۷ ۲۳۴)

فائدہ: یعنی کلمہ طیبہ پڑھنا اور پھر اس پر اس کے تمام تقاضوں سمیت عمل کرنا؛ چنانچہ اسی مختصر جواب میں شریعت کی پوری تفصیل پوشیدہ ہے؛ ورنہ اگر کوئی زبان سے کلمہ کا ورد کرے اور کام کفر وشرک کے کرے تو وہ دوزخ میں جائے گا اور اسی طرح سے سب کام اسلام کے کئے لیکن کوئی سا ایک عقیدہ کفر کا رکھتا تھا تو وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔

اسلئے ان تمام مذکورہ احادیث میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کلمہ کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضوں پر عمل سے ہی بندہ جنت کا مستحق ہوسکتا ہے معصیتوں اور خدا کی نافرمانیوں جنت میں جانے کی تمنا کرنا سراسر شیطانی دھوکہ ہے۔

دخول جنت کے اعمال

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے ایسے عمل کی تعلیم دیدیں جب میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَعْبُدُ اللّٰهَ لَاتُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ۔ (بخاری، كِتَاب الزَّكَاةِ بَاب وُجُوبِ الزَّكَاةِ حدیث نمبر: ۱۳۱۰، شاملہ موقع الإسلام)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، فرض نمازیں قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس طریقہ سے کبھی کوئی چیز نہیں بڑھاؤں گا اور نہ اس سے کچھ کم کروں گا، جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا۔ (بخاری، کِتَاب الزَّكَاةِ بَاب وُجُوبِ الزَّكَاةِ حدیث نمبر: ۱۳۱۰، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس آدمی کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ جنت والے لوگوں میں سے کسی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے۔

موت کے وقت کلمہ پڑھ لینے سے جنت میں داخلہ ملتا ہے

حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (مسلم، کِتَاب الْإِيمَانِ، بَاب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا، حدیث نمبر: ۰۰، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی وضاحت میں گذشتہ سے پیوستہ حدیث کا فائدہ پھر پڑھ لیں؛ نیز اس حدیث کا لفظ **وَهُوَ يَعْلَمُ** یہ بتا رہا ہے کہ اس کا عقیدہ کلمہ طیبہ کے مطابق درست تھا تو وہ ان درست عقائد کی بنا پر جنت میں جائے گا یا کوئی اجمالی طور پر صحیح عقیدہ رکھتا تھا؛ مگر ایمانیات کی تفصیل کا اس کو علم نہیں ہوسکا تو وہ بھی جنت میں جائے گا، اس حدیث میں اس میت کے لیے بھی خوشخبری ہے جس کے گھر والے موت کے وقت کلمہ شہادت کی تلقین کی بجائے مردہ کے فراق وغم میں رونا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں اور میت کلمہ طیبہ ادا نہیں کر سکی تو ایسی صورت میں مرنے والا صحیح عقیدہ لے کر دنیا سے رخصت ہوگا اور جنت میں داخل ہوگا۔

حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (سنن ابوداؤد، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابٌ فِي التَّلْقِينِ، حدیث نمبر: ۲۷۰۹، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس انسان کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زندگی میں چاہے جتنے گناہ بھی کئے ہوں بس اگر آخر میں کلمہ پڑھ لیا تو سیدھے جنت میں چلے گئے، نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو بخش دے اور سیدھا جنت پہنچا دے چاہے گناہوں کی سزا دینے کے بعد جنت میں داخل کرے ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ اس کی برکت سے جائے گا جنت میں، ہاں وہ شخص جو مرنے کے وقت ہی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا تو اس کے اس کلمہ کی برکت سے تمام گناہ جو حالتِ کفر میں کئے کفر سمیت مٹ جائیں گے اور وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔

صحیح عقائد کی برکت سے جنت کے تمام دروازے کھل جائیں گے:

حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ۔ (مسلم، کِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا، حدیث نمبر: ۴۱، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ (علیہ

السلام) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جس کو اللہ نے مریم پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح تھے اور بے شک جنت حق ہے اور بے شک دوزخ حق ہے تو اس کو اللہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل کر دیں گے۔

کلمہ کے معتقد کو بشارت:

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نعلین مبارک عطاء فرمائے اور ارشاد فرمایا:

اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔ (مسلم، كِتَاب الْإِيمَانِ، بَاب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا، حدیث نمبر: ۳۶، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور اس دیوار کے پیچھے جس سے تمہاری ملاقات ہو (اور) وہ یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو تم اس کو جنت کی خوشخبری سنا دو۔

فائدہ: مسلم شریف میں یہ حدیث طویل الفاظ میں منقول ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ باہر نکل کر یہ خوشخبری سنا ہی رہے تھے کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور ناراضگی کا اظہار کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور پوچھا: کیا آپ نے اس کا حکم فرمایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ ہو گیا تو لوگ توکل کر کے بیٹھ رہیں گے (نیکی کے کام چھوڑ دیں گے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان رکوا دیا۔

اس لیے آپ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی کو عمل میں لائیے توکل کر کے بیٹھ رہنے کی بجائے عمل صالح کی کوشش فرمائیے؛ کیونکہ جنت تو اللہ کی رحمت سے

ملتی ہے؛ مگر جنت میں ترقی درجات عموماً انہیں نیک اعمال کی کثرت کے مطابق ملیں گے؛ جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے: أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ ۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۴۷۲، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: یعنی جب جنت والے جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اس میں اپنے اعمال کی فضیلت کے حساب سے داخل ہوں گے۔

زیادہ اور افضل اعمال والے افضل درجات میں داخل ہوں گے اور کم اور ادنی اعمال والے ادنی درجات میں داخل ہوں گے۔

جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ہوگا

رحمتِ خداوندی کی وسعت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (الأعراف: ۱۵۶)

ترجمہ: اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے (باوجود اس کے کہ ان میں بہت سی مخلوق سرکش اور معاند ہے جو اس کی مستحق نہیں؛ مگر ان پر بھی ایک گونہ رحمت ہے گو دنیا ہی میں سہی؛ پس میری رحمت غیر مستحقین کے لیے بھی عام ہے) میں اس رحمت کو کامل طور پر ان لوگوں کے لیے ضرور لکھوں گا جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أن الله كتب كتاباً يوم خلق السموات والأرض: إن رحمتي تغلب غضبي، وفي رواية سبقت غضبي، وفي رواية: فهو موضوع عنده فوق العرش۔ (نهاية في الفتن والملاحم: ۲۵۱)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یہ لکھ دیا تھا کہ میری رحمت

میرے غضب سے زیادہ ہے اور ایک روایت میں (یہ اضافہ بھی ہے) کہ (اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ لکھ کر) اپنے پاس عرش پر رکھ دیا ہے۔

قیامت میں رحمت کی وسعت:

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إن لله مائة رحمة، أنزل منها واحدة بين جميع الخلق، فبها يتراحمون وبها تعطف الوحوش على أولادها، وأخر تسعة وتسعين رحمة، يرحم بها عباده يوم القيامة۔** (نہایہ فی الفتن والملاحم: ۲۵۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے مخلوقات کے درمیان صرف ایک رحمت نازل کی ہے اسی ایک رحمت کی وجہ سے یہ مخلوقات کے درمیان صرف ایک رحمت نازل کی ہے اسی ایک رحمت کی وجہ سے یہ مخلوقات آپس میں ایک دوسرے پر ترس کھاتی ہیں اور اسی کی وجہ سے تمام وحشی جانور اپنی اولاد پر شفقت کا معاملہ کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کر دی ہیں ان کے ساتھ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت کا معاملہ کریں گے۔

ابلیس کو بھی رحمت کی اُمید ہونے لگے گی:

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دین کے معاملہ میں گناہ میں ملوث ہونے والا اور احمق حماقت میں مبتلا بھی ضرور جنت میں داخل ہوگا اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ شخص بھی جنت میں ضرور داخل ہوگا جس کے چوتڑوں کو آگ جلادے گی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا وسیع پیمانہ پر رحمت کا معاملہ فرمائیں گے کہ ابلیس کو بھی رحمت کی اُمید ہونے لگے گی کہ شاید اس کو بھی رحمت حاصل ہو جائے۔ (نہایہ ابن کثیر: ۲/ ۳۵۳، بحوالہ طبرانی)

مومن جنت میں رحمت الٰہی سے ہی جائے گا

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گنہگار بندے کو اپنے قریب بلائیں گے اور اس پر اپنے بازو کا پردہ ڈالیں گے اور تمام مخلوقات سے اس کو چھپالیں گے اور پردے ہی میں اس کا اعمالنامہ عطاء کریں گے اور فرمائیں گے (اے آدم زادا اپنے) اعمالنامہ پڑھو! تو وہ (اپنے اعمالنامہ کو پڑھتے ہوئے) نیکی کو پڑھے گا تو اس کی وجہ سے اس کا چہرہ روشن ہوجائے اور دل خوش ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اے میرے بندے! کیا تمھیں (اس نیکی کا علم ہے تو وہ عرض کرے گا ہاں! اے پروردگار میں) اسکو جانتا ہوں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تم سے اس نیکی کو قبول کیا تو وہ سجدہ میں گر پڑے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ اس نیکی کو اپنے اعمالنامہ میں رہنے دو؛ پھر وہ شخص (اعمالنامہ پڑھتے ہوئے اپنے) گناہ کے پاس سے گذرے گا تو اس کی وجہ سے شرم کے مارے خود ہی اس کا چہرہ سیاہ ہوجائے گا اور اس سے اس کا دل گھبرا جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، اے میرے بندے! اس (گناہ) کو پہچانتے ہو؟ تو وہ عرض کرے گا ہاں! یارب پہچانتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اس گناہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں نے اس کو تمہاری خوشی کے لیے معاف کیا؛ چنانچہ وہ بندہ نیکی کے پاس سے گذرتا رہے گا اس کی نیکی قبول ہوتی رہے گی اور سجدہ میں جاتا رہے گا اور گناہ کے پاس سے گذرتا رہے گا اس کا گناہ معاف کیا جاتا رہے گا اور وہ (اس کے شکرانہ میں) سجدہ میں گرتا رہے گا؛ پس مخلوقات اس کی کسی حالت (شرمندگی اور خوشی) کو نہیں دیکھیں گے؛ سوائے سجدوں کے؛ حتی کہ مخلوقات ایک دوسرے کو ندا کریں گی خوشخبری ہو اس بندے کے لیے جس نے اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کی؛ کیونکہ ان کو اس صورتِ حال کا پتہ نہ چلے گا کہ اس مؤمن کا اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا معاملہ گذرا اور یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رکا رہا ہے۔ (البدور السافرہ: ۸۵۰، بحوالہ زوائد زہد۔ نہایہ ابن کثیر: ۲/ ۲۴۷)

فائدہ: علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ جنت میں مسلمانوں کا داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ

سے ہوگا، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمُ الْجَنَّةَ عَمَلُهُ کہ تم میں سے کوئی شخص جنت میں اپنے اعمال کی بناء پر داخل نہیں ہوگا۔(ترمذی:۲۵۴۹۔ مشکوٰۃ:۵۶۴۷۔ترغیب:۴/۵۳۹)

لیکن جنت کے اعلیٰ درجات نیک اعمال کی کثرت کے مطابق عطاء کئے جائیں گے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ (ترمذی، حدیث نمبر:۲۴۷۲، شاملہ، موقع الإسلام)

یعنی جب جنت والے جنت میں داخل ہوں گے تو اس میں اپنے اعمالِ صالحہ کے مراتب کے مطابق فائز ہوں گے۔

اللہ کی رحمت پر یقین رکھنے والے جوان کا جنت میں داخلہ

حکایت: حضرت ابوغالبؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ملک شام میں آتا جاتا رہتا تھا ایک دن میں حضرت ابوامامہ کے پڑوسی جوان کے پاس گیا جو بیمار ہورہا تھا اس کے پاس اس کا چچا بھی موجود تھا وہ اس جوان سے کہہ رہا تھا اے خدا کے دشمن! میں نے تمھیں یہ کام کرنے کو نہیں کہا تھا؟ میں نے تجھے اس کام سے نہیں روکا تھا؟ تو اس نوجوان لڑکے نے کہا: اے چچا جان! اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کے سپرد کردیں تو وہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گی؟ چچا نے کہا وہ تجھے جنت میں داخل کردے گی تو لڑکے نے کہا: میرا پروردگار اللہ تعالیٰ میری ماں سے زیادہ شفیق اور اس سے زیادہ مجھ پر مہربان ہے بس یہی بات کہتے ہی اس کی جان نکل گئی، جب اس کے چچا نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اس پر نماز جنازہ پڑھ لی اور ارادہ کیا کہ اس کو قبر میں اتارے تو میں بھی اس کے چچا کے ساتھ قبر میں اترا جب اس نے لحد کو درست کیا تو اس کی چیخ نکل گئی اور گھبرا گیا میں نے اس سے پوچھا تمھیں کیا ہوا اس نے بتایا کہ اس کی قبر بہت وسیع ہوگئی اور نور سے بھر گئی ہے میں اسی سے دہشت زدہ ہوگیا تھا۔(تذکرۃ القرطبی:۲/۳۵۷)

ایک شخص جہنم میں جاتے جاتے جنت میں چلا گیا

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے اور صرف دو آدمی بچ جائیں گے ان کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا تو (ان کے اللہ تعالیٰ سے رخصت ہو جانے کے بعد) ان میں سے ایک واپس مونہہ موڑ کر دیکھے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے اس کو واپس لاؤ تو اس کو واپس لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا تو نے واپس مونہہ موڑ کر کیوں دیکھا ہے؟ تو وہ عرض کریگا مجھے آپ سے یہ اُمید تھی کہ آپ مجھے جنت میں داخل کریں گے تو اس کو جنت میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا، تو وہ (خوشی میں آ کر) کہے گا مجھے میرے پروردگار نے اتنا عطاء کیا ہے کہ اگر میں تمام جنت والوں کی دعوت کروں تو جو کچھ میرے پاس (میری جنت میں) ہے اس سے کچھ بھی کم نہ ہو (راویانِ حدیث فضالہؓ اور عبادہؓ) فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا تو آپ کا چہرہ انور خوشی سے دمک اٹھا تھا۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۳۵۸، بحوالہ ابن المبارک۔ مسند احمد: ۵/ ۳۳۰)

جنت کی رجسٹری اور داخلہ کے لیے اللہ کا اجازت نامہ (ویزا)

جنت کی رجسٹری

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ○ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ○ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ**۔ (المطففین: ۷، ۸، ۹، ۲۱)

ترجمہ: ہرگز ایسا نہیں (بلکہ) نیک لوگوں (کے جنتی ہونے) کا شاہی فرمان علیین میں (لکھ کر رکھ دیا گیا) ہے اور آپ کو کیا معلوم علیین میں رکھا ہوا شاہی فرمان کیا ہے وہ ایک صحیفہ ہے لکھا ہوا (جس کے اجراء کے وقت) مقرب (فرشتے اور انبیاء) موجود تھے (کہ اس شخص کو ہم جنت میں داخل کریں گے)۔ (مستفاد من حادی الارواح: ۱۰۳)

جنت کا پاسپورٹ (داخلہ کا اجازت نامہ)

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لایدخل الجنة أحد إلا بجواز بسم الله الرحمن الرحیم، هذا کتاب من الله لفلان بن فلان أدخلوه جنة عالیة قطوفها دانیة (طبرانی کبیر:۶۱۹۱۔ حاوی الارواح:۱۰۶)

ترجمہ: کوئی شخص بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا مگر (اس) اجازت نامہ کے ساتھ بسم الله الرحمن الرحیم، هذا کتاب من الله لفلان بن فلان أدخلوه جنة عالیة قطوفها دانیة۔

اس اجازت نامہ کا ترجمہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاں بن فلاں کے لیے اجازت نامہ ہے (اے فرشتو!) اس کو اس جنت میں داخل کر دو جو بڑی شان والی ہے اس کے میوے جھکے ہوئے ہیں (یعنی اس کی نعمتیں سہل الحصول ہیں)۔

فائدہ: علامہ قرطبیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ شاید کہ یہ اجازت ان مسلمانوں کے لیے ہے جو حساب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔

جنتی حضرات جنت میں اپنے اپنے محلوں اور آشیانوں میں خود ہی پہنچ جائیں گے کسی سے پوچھیں گے نہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۔ (محمد:۴،۵،۶)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ ان کو (منزلِ) مقصود تک پہنچا دے گا اور ان کی حالت

(قبر اور حشر اور پلصراط اور تمام مواقع آخرت میں) درست رکھے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کی ان کو پہچان کرا دے گا (کہ ہر جنتی اپنے اپنے مقررہ مکان پر بغیر کسی تلاش اور تفتیش کے بے تکلف جا پہنچے گا)

حضرت مجاہدؒ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جنت والے اپنے گھروں کو اور اپنے محلات کو اس طرح سے پہچانیں گے کہ بھولیں گے نہیں گویا کہ یہ جب سے پیدا کئے گئے انہیں محلات میں رہ رہے تھے، ان محلات کا پتہ کسی سے نہیں پوچھیں گے۔ (تفسیر مجاہد: ۲/ ۵۹۸، مطولاً۔ حادی الارواح: ۱۹۶)

حضرت مقاتل بن حیانؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ فرشتہ جو انسانوں کے اعمال کی حفاظت کا ذمہ دار ہے، وہ جنت میں آگے آگے چلے گا اور جنتی اس کے پیچھے پیچھے چلے گا؛ حتی کہ وہ جنتی اپنی آخری منزل تک پہنچ جائے گا اور فرشتہ اس جنتی کو ہر اس چیز کی پہچان کرا دے گا جو اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں عطاء کی ہوگی؛ پھر جب وہ اپنی منزل میں اور اپنی بیویوں کے پاس داخل ہوگا تو یہ فرشتہ واپس آجائے گا۔

(یہ تفسیر ضعیف درجہ کی ہے)۔ (درمنثور: ۶/ ۴۸، بحوالہ: ابن ابی حاتم۔ حادی الارواح: ۱۹۶)

اپنی بیویوں اور گھروں کو جنتی خود بخود جانتے ہوں گے:

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا أَنْتُمْ فِي الدُّنْيَا بِأَعْرَفَ بِأَزْوَاجِكُمْ وَمَسَاكِنِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بِأَزْوَاجِهِمْ وَمَسَاكِنِهِمْ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ۔ (مسند اسحاق راہویہ، البعث والنشور: ۲۶۹۔ المطالب العالیہ: ۲۹۹۱)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تم دنیا میں اپنی بیویوں اور گھروں کو جنت والوں سے زیادہ نہیں پہچانتے جتنا کہ وہ اپنی بیویوں اور محلات کو پہچانتے ہوں گے جب وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

نوٹ: مذکورہ روایات میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے کہ جنت والے اپنی منازل کو خود پہچانیں گے یا ان کو بتایا جائے گا، اس کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ جنت والے خود بخود اپنی منازل اور ازواج کو اللہ کے حکم سے جانتے ہوں گے لیکن کچھ خاص جنتی ایسے ہوں گے جن کے اعزاز اور اکرام کے لیے آگے آگے فرشتہ چلتا ہوگا اور خوشی اور سرور کے اضافے میں تائید کے لیے نشاندہی کرتا ہوگا۔

جنت میں داخلہ کے خوبصورت مناظر اور حور کا استقبال و انتظار:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا۔ (مریم:۸۵)

ترجمہ: جس دن ہم نیک لوگوں کو وفد کی شکل میں رحمان کا مہمان بنائیں گے۔

اس آیت کے متعلق حضرت علیؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ وفد تو سوار لوگوں کو کہا جاتا ہے؟ تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب یہ جنتی لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے استقبال میں سفید اونٹ (سواری کے لیے) پیش کئے جائیں گے جن کے پر لگے ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے (سجے) ہوں گے، ان کے جوتوں کا تسمہ نور سے چمکتا ہوں، ان اونٹوں کا ہر قدم تا حد نظر پر پڑتا ہوگا، اس طرح سے یہ جنت تک پہنچیں گے تو اچانک سرخ یاقوت کا کنڈا سونے کے کواڑوں پر نظر آئے گا اور یہ فوراً ہی جنت کے دروازہ کے ایک درخت پر پہنچیں گے جس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے جب یہ ان میں سے ایک چشمہ سے پئیں گے ان کے چہروں پر نعمتوں کی چمک دمک کوند جائے گی اور جب دوسرے چشمہ سے (غسل اور) وضو کریں گے تو ان کے بال کبھی پراگندہ نہیں ہوں گے؛ پھر یہ جنت کے کنڈے کو کواڑ پر پائیں گے تو کاش! کہ اے علی تم اس کواڑ کے کنڈے کے ملنے کی آواز کو سن لو (کہ کتنا راحت اور سرور سے لبریز ہوگی) تو اس کنڈے کے

ملنے کی آواز ہر حور تک پہنچے گی جس سے اس کو معلوم ہوگا کہ اس کا خاوند اب آنا ہی چاہتا ہے تو وہ جلدی میں پھرتی کے ساتھ اٹھے گی اور اپنے متولی (فرشتہ) کو روانہ کرے گی تو وہ اس جنتی کے لیے (اس کی مخصوص جنت کا) دروازہ کھولے گا؛ اگر اللہ تعالیٰ اس جنتی کو (میدانِ محشر میں اپنے زیارت کرا کے) اپنی پہچان نہ کراتے تو وہ متولی کے نور اور رعنائی کو دیکھ کر (اس کو خدا سمجھ کر) سجدہ میں گر جاتا؛ چنانچہ وہ فرشتہ بتائے گا کہ میں آپ کے کاموں کا متولی اور خادم بنایا گیا ہوں پھر وہ اس جنتی کو اپنے پیچھے پیچھے لے کر چلے گا تو وہ اس فرشتے کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا اپنی بیوی کے پاس پہنچ جائے گا تو وہ جلدی سے اٹھے گی اور خیمہ سے نکل کر اس سے بغل گیر ہوگی اور کہے گی آپ میری محبت ہیں میں آپ کی محبت ہوں، میں راضی رہنے والی ہوں میں کبھی ناراض نہیں ہوں گی میں نعمتوں اور لذتوں میں قائم دائم رہوں گی؛ کبھی خستہ حال نہیں ہوں گی میں ہمیشہ نوجوان رہوں گی کبھی بوڑھی نہیں ہوں گی؛ پھر وہ ایسے محل میں داخل ہوگا جس کی بنیاد سے لیکر چھت تک ایک لاکھ ہاتھ کی اونچائی ہوگی جو لولؤ اور یاقوت کے پہاڑ پر بنایا گیا ہوگا، اس کے کچھ ستون سرخ ہوں گے اور کچھ ستون سبز ہوں گے اور کچھ ستون زرد ہوں گے، ان میں سے کوئی ستون بھی دوسرے ستون کی ہم شکل نہیں ہوگا؛ پھر وہ (جنتی) اپنے آراستہ پیراستہ تخت کے پاس آئے گا تو اس پر ایک (اور مخصوص) تخت ہوگا جس پر ستر پلنگ (الگ الگ) سجے ہوں گے جن پر ستر دلہنیں ہوں گی، ہر دلہن پر ستر پوشاکیں ہوں گی (پھر بھی) ان کی پنڈلی کا گودا جلد (اور پوشاکوں) کے اندر سے نظر آتا ہوگا، جنتی ان کے ساتھ صحبت کو ایک رات کی مقدار میں پورا کر سکے گا۔

ان جنتیوں کے محلات کے نیچے نہریں جو پاکیزہ اور صاف ہوں گی اس میں کوئی گدلا پن نہیں ہوگا اور کچھ نہریں صاف ستھرے شہد کی ہوں گی جو شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکلا ہوگا اور کچھ نہریں ایسی شراب کی ہوں گی جو پینے والوں کے لیے سراپا لذت ہوگی اس کو لوگوں نے اپنے پاؤں تلے روند کر نہیں نچوڑا ہوگا اور کچھ نہریں ایسے دودھ کی ہوں گی جن کا ذائقہ کبھی تبدیل

نہیں ہوگا اور یہ جانوروں کے پیٹوں سے نہیں نکلا ہوگا، جب یہ کھانے کی خواہش کریں گے ان کے پاس سفید رنگ کے پرندے آئیں گے اپنے پروں کو اوپر اٹھائیں گے تو یہ ان کے اطراف سے کھائیں گے جونسے قسم (کے کھانے) چاہیں گے؛ پھر (جب جنتی کھا چکیں گے تو) وہ اڑکر چلے جائیں گے، جنت میں پھل بھی ہوں گے (بوجھ سے) جھکے ہوئے جب جنتی ان کی خواہش کریں گے تو وہ ٹہنی خود ان کی طرف مڑ جائے گی تو وہ جس قسم کے پھل چاہیں گے کھائیں گے کھڑے ہوکر چاہیں یا بیٹھ کر چاہیں یا ٹیک لگا کر؛ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ** (الرحمن: ۵۴) ترجمہ: اور ان جنتوں کے میوے جھکے ہوئے ہیں اور ان جنت والوں کے خادم موتیوں کی طرح (خوبصورت اور حسین ہوں گے)۔ (حادی الارواح: ۱۹۸، واللفظ لہ، ابن ابی الدنیا۔ صفۃ الجنۃ: ۷۔ البدور السافرہ: ۲۱۵۳)

عظیم الشان اونٹوں کی سواریاں:

(آیتِ مبارکہ) **يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا**۔ (مریم: ۸۵)

ترجمہ: جس دن ہم نیک لوگوں کو وفد کی شکل میں رحمان کا مہمان بنائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت نعمان بن سعدؒ بیان کرتے ہیں تمھیں معلوم ہونا چاہئے اللہ کی قسم ان حضرات کو وفد کی شکل میں پیدل نہیں چلایا جائے گا بلکہ ان کے پاس ایسے اونٹ لائے جائیں گے جن کی مثل کبھی کسی مخلوق نے نہیں دیکھے، ان پر کجاوے سونے کے ہوں گے اور لگامیں زبرجد کی ہوں گی (یہ اس شان وشوکت کے ساتھ) ان پر سوار ہوکر آئیں گے اور (اپنی اپنی) جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ (حادی الارواح: ۱۹۹۔ درمنثور: ۴/ ۲۸۵، بحوالہ ابن مردویہ)

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ان کو جنت کی طرف گروہ درگروہ لایا جائے گا جب یہ جنت کے دروازوں میں سے

ایک دروازہ پر پہنچیں گے وہاں پر ایک درخت کو دیکھیں گے جس کی جڑ سے دو چشمے جاری ہو رہے ہوں گے تو یہ لوگ ان میں سے کسی ایک کی طرف ایسے تیزی کے ساتھ جائیں گے گویا کہ ان کو وہاں جانے کا حکم دیا گیا ہے یہ اس سے پئیں گے تو جو کچھ ان کے پیٹوں میں تکلیف، گندگی یا بیماری ہوگی ختم ہو جائے گی؛ پھر یہ دوسرے چشمہ کی طرف جائیں گے اور اس سے غسل کریں گے تو ان پر نعمتوں کی بہار آجائے گی اور ان کے جسموں میں اس کے بعد کوئی تغیر تبدل نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کے بال پراگندہ ہوں گے (بلکہ ایسے محسوس ہوں گے) گویا کہ انہوں نے تیل لگا (کر بالوں کو سلجھا) رکھا ہے؛ پھر یہ جنت کے دربانوں تک پہنچیں گے تو وہ (دربان بطورِ اکرام اور ثنا کے) کہیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (الزمر:۷۳)

ترجمہ: السلام علیکم تم مزہ میں رہو، اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔

پھر ان کا استقبال لڑکے کریں گے اور وہ اس طرح سے ان کے گرد گھومتے ہوں گے جس طرح سے دنیا والوں کے بچے (خوشی کے مارے) اس دوست کے گرد گھومتے ہیں، جو کافی عرصہ کے بعد واپس آیا ہو اور یہ کہیں گے کہ آپ خوش ہو جایئے اس انعام و اکرام سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تیار کیا ہے؛ پھر ان لڑکوں میں سے ایک لڑکا اس جنتی کی حورعین بیویوں میں سے کسی ایک کے پاس جا کر کہے گا وہ فلاں آ گیا ہے؛ پھر وہ اس جنتی کا وہ نام لے گا جس کے ساتھ وہ دنیا میں بلایا اور پکارا جاتا تھا تو وہ کہے گی کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہے گا (ہاں ہاں) میں نے اس کو دیکھا ہے وہ میرے پیچھے آرہا ہے؛ چنانچہ ان حوروں میں سے ایک خوشی سے اچھل کر اٹھے گی حتی کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ تک آجائے گی، جب یہ جنتی اپنے (ایک) محل تک پہنچے گا تو اس کی تعمیر کی بنیاد پر نگاہ دوڑائے گا تو وہ قیمتی موتی کی چٹان ہوگی جس کے اوپر سبز اور زرد اور سرخ اور ہر رنگ کا ایک محل قائم ہوگا؛ پھر وہ اپنی نگاہ محل کی چھت پر ڈالے گا تو وہ بجلی کی طرح (منور) ہوگی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھ کر برداشت کرنے کی جنتی میں قوت نہ رکھی ہوتی تو وہ

(بجلی کی چمک سے) اپنی آنکھوں کے اندھے ہونے کی تکلیف سے دو چار ہو جاتا؛ پھر وہ اپنا سر گھمائے گا تو اپنی بیویوں کو دیکھے گا اور چنے ہوئے آبخوروں کو دیکھے گا اور برابر بچھے ہوئے غالیچوں کو دیکھے گا اور جگہ جگہ پھیلے ہوئے ریشم کے نہالچوں کو دیکھے گا پھر یہ ان نعمتوں کو دیکھ کر اور ٹیک لگا کر کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الأعراف: ۴۳) شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا؛ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطاء نہ کرتے تو ہم یہاں تک کبھی نہ پہنچ سکتے تھے؛ (پھر جب سب جنتی اپنی اپنی جنتوں میں پہنچ جائیں گے تو) ایک منادی ندا کرے گا تم یہاں زندہ رہو گے کبھی نہیں مرو گے، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ (حادی الارواح: ۱۹۹۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲/ ۱۲۸)

جنت میں موت ہوتی تو خوشی سے مرجاتے:

حضرت حمید بن ہلال فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب انسان جنت میں داخل ہوگا تو اس کی شکل جنت والوں کی سی بنادی جائے گی اور ان کا لباس پہنایا جائے گا اور ان کے زیور پہنائے جائیں گے اور اس کو اس کی بیویاں اور خدمتگار دکھائے جائیں گے تو وہ خوشی سے ایسا متوالا ہوگا کہ اگر موت آنا ہوتی تو وہ خوشی سے متوالا ہونے سے مرجاتا؛ لیکن اس کو کہا جائے گا کیا تو نے اپنی اس خوشی کی شیفتگی کو دیکھا ہے یہ تیرے لیے ہمیشہ قائم رہے گی (بلکہ اور بڑھے گی کم کبھی نہ ہوگی)۔ (زوائد زہد ابن المبارک: ۴۲۹، نسخہ نعیم بن حماد)

جنت میں جانے کی اجازت پر خوشی سے عقل جانے کا خطرہ ہوگا:

حضرت ابن عباسؓ کے خادم حضرت کثیر بن ابی کثیرؒ فرماتے ہیں ہر ایک جنتی انسان کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کیا جائے گا جب جنتی کو جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی اور بتایا جائے گا کہ آپ کے لیے جنت کا فیصلہ کیا گیا ہے تو فرشتہ اس کے دل پر ہاتھ رکھے گا اگر وہ

ایسا نہ کرے تو جو انتہائی خوشی اس مؤمن کو پہنچے گی اس خوشی کے مارے جو چیز اس کے سر میں ہے (یعنی عقل) وہ نکل جائے (اور انسان دیوانہ ہو جائے)۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۹۸، بحوالہ مسند احمد)

جنت میں داخلہ کے بعد کے اعلانات وانعامات:

حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ -(مسلم، كِتَاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا بَاب فِي دَوَامِ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى، حدیث نمبر: ۵۰۶۹، شامله، موقع الإسلام)

ترجمہ: ایک منادی ندا کرے گا تمہارے لیے یہ طے کیا گیا ہے کہ تم صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ تم زندہ رہو گے کبھی نہیں مرو گے اور تمہارے لیے یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لیے یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ نعمتوں ہی میں رہو گے کبھی خستہ حال نہیں ہو گے اللہ تعالیٰ کا اس کے متعلق ارشاد ہے کہ ان (جنت والوں) سے پکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت تم کو دی گئی ہے تمہارے اعمال (حسنہ اور عقائد صحیحہ) کے بدلہ میں۔

حدیث: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی پکار کر کہے گا، اے جنت والو! تمہارے لیے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے وہ پوچھیں گے کونسا وعدہ؟ کیا اس نے ہماری نیکیوں کو وزنی نہیں کیا اور ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا اور ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور ہمیں دوزخ سے

نجات نہیں دی؟ تو اللہ تعالیٰ اپنا پردہ ہٹائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کو اپنے دیدار سے زیادہ محبوب کوئی نعمت ایسی عطاء نہیں فرمائی جو جنت والوں کو اس سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم:۱۸۱۔ مسند احمد: ۴/ ۳۳۲)

حضرت ابوتمیمہ ہجیمیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ابوموسیٰ اشعریؓ سے سنا جب کہ آپ بصرہ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت والوں کے پاس ایک فرشتہ روانہ کریں گے، وہ فرشتہ پوچھے گا، اے جنت والو! جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا تھا اس کو تم سے پورا کر دیا؟ تو وہ غور کریں گے پھر زیوروں، پوشاکوں، نہروں اور پاکیزہ بیویوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کو ہمارے لیے پورا فرما دیا ہے (فرطِ محبت میں) جنتی یہ بات تین مرتبہ کہیں گے؛ پھر دوبارہ دیکھیں گے تو جس جس چیز کا وعدہ ان سے کیا گیا تھا اس سے کوئی چیز کم نہیں پائیں گے؛ پھر کہیں گے ہاں (اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ ہم سے پورا فرمایا ہے) تو وہ فرشتہ کہے گا کہ ایک نعمت باقی رہ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ** (یونس:۲۶) وہ لوگ جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے **الْحُسْنَى** اور **زِيَادَةٌ** ہے سن لو! **الْحُسْنَى** جنت ہے اور **زِيَادَةٌ** اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کی زیارت اور دیدار ہے۔ (زوائد زہد ابن المبارک: ۴۱۹۔ تفسیر طبری: ۱۱/ ۶۷)

حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ جنتیوں سے فرمائیں گے: اے جنت والو! وہ عرض کریں گے: لبیک وسعدیک ہمارے پروردگار، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا راضی ہو گئے؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں نہ راضی ہوں؟ جب کہ آپ نے ہمیں وہ کچھ عطاء فرمایا جو آپ نے اپنی مخلوق میں کسی اور کو عطاء نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تمھیں اس سے بھی افضل نعمت عطاء کرنا چاہتا ہوں،

وہ پوچھیں گے، اے ہمارے پروردگار! اس سے زیادہ افضل اور کونسی نعمت ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں تم پراپنی رضامندی کونازل کرتا ہوں اب اس کے بعد میں تم پر کبھی ناراضی اور غصہ نہیں کرونگا۔ (بخاری:۶۵۴۹،باب ۲،احلال الرضوان،سنن الکبریٰ نسائی۔حادی الارواح:۲۱۷)

کافروں کی منازل جنت مسلمانوں کووراثت میں دیدی جائیں گی:

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّالَهُ مَنْزِلَانِ مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ فَإِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى (أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ)۔

ترجمہ: تم میں سے ہرایک آدمی کی دومنزلیں ہیں ایک منزل جنت میں ہے اور ایک دوزخ میں ہے، جب (کوئی کافر) مرجاتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے تو جنت والے اس کی (جنت کی) منزل کے وارث ہوجاتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہی لوگ ہی وارث ہیں (جوجنت الفردوس کے وارث بنیں گے)۔

جنت کی وراثت سے کون محروم ہوگا:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ قَطَعَ اللّٰهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ**۔(سنن ابن ماجہ کتاب الْوَصَايَا،بَاب الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ،حدیث نمبر:۲۶۹۴،شاملہ،موقع الإسلام)

ترجمہ: جوشخص اپنے وارث کومیراث دینے سے بھاگے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی میراث کوختم کردیں گے۔

فائدہ: یعنی جوشخص کسی وراث کواس کے حق وراثت سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کوجنت کا وارث نہیں بنائیں گے ہاں اگرتوبہ کرلے اور وراث کواس کا حق اداکردے تومعافی ہوسکے گی۔

جنت میں داخل ہونے کے بعد کلماتِ شکر:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوکر اپنے اپنے مقامات پر پہنچ جائیں گے تو یہ کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ سب تعریفات اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم سے رنج وغم کو دور کیا، اس رنج وغم سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ ہم نے میدانِ محشر میں جو ہولناکیاں، زلزلے، سختیاں اور کربناکیاں دیکھی ہیں (ان سے محفوظ رہنے اور جنت جیسی پرآسائش منازل میں پہنچ جانے پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں) اس کے بعد وہ کہیں گے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ بے شک ہمارا رب بخشش کرنے والا قدردان ہے اس نے ہمارے بڑے بڑے گناہ معاف کردیے اور ہمارے نیک اعمال کی قدردانی کرتے ہوئے ہمیں آرام وراحت عطاء کی۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲/ ۱۲۰)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ اولیاء کرام دنیا میں (اعمالِ صالحہ کی پابندی اور نفس کشی میں جو) مشقت اٹھاتے اور غمزدہ ہوتے تھے (جب جنت میں پہنچ کر ان سب پابندیوں سے آزاد اور راحتوں سے لطف اندوز ہوں گے تو یہ کہیں گے) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہم سے غم کو دور کیا)۔ (صفۃ الجنۃ ابونعیم: ۲/ ۱۲۰۔ تفسیر ابن جریر طبری: ۱۰/ ۱۳۹)

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب سید دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَھْلُ النَّارِ یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدَانِیْ فَتَکُوْنُ عَلَیْہِ حَسْرَۃً قَالَ وَکُلُّ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ فَیَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّ اللّٰہَ ھَدَانِیْ فَیَکُوْنُ لَہٗ شُکْرًا۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۹۹، وقال رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح۔ مسند احمد: ۲/ ۵۱۲۔ تفسیر طبری: ۸/ ۱۳۴)

ترجمہ: ہر دوزخی کو اس کا جنت کا ٹھکانہ دکھایا جائے گا تو وہ کہے گا کاش کہ اللہ تعالیٰ مجھے

ہدایت دیتے (اور میں اس میں داخل ہوتا) چنانچہ اس جنت سے محرومی کی حسرت اس پر سوار رہے گی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ (اسی طرح سے) ہر جنتی کو اس کا دوزخ کا ٹھکانہ دکھایا جائے گا تو کہے گا اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نہ دیتے (تو میں آج اس جگہ دوزخ میں ہوتا) پس یہ اس کے لیے شکر کا مقام ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کی عالیشان جنت:

حدیث: جناب عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو رضی الله تعالی عنهما، حدیث نمبر: ۶۵۶۸، شامله، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: جب تم مؤذن سے (اذان) سنو تو ویسے ہی (کلمات) کہو جو وہ کہے پھر مجھ پر درود بھیجو؛ پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے (مقام) وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ یہ جنت میں ایک درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہوں گا؛ پس جس (مسلمان) نے میرے لیے (مقام) وسیلہ کی دعا کی اس کے لیے (قیامت کے دن میری) شفاعت لازم ہوگی۔

انبیاء، شہداء اور صدیقین کی جنت:

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنة عدن لایدخل فیها الا الانبیاء والشهداء والصدیقون وفیها مالم یره احد ولا خطر علی قلب بشر۔ (البدور السافرہ: ۲۱۴۴)

ترجمہ: جنت عدن میں صرف انبیاء کرام، شہداء عظام اور حضرات صدیقین داخل ہوں گے، اس جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو کسی شخص نے نہیں دیکھا اور نہ کسی انسان کے وہم وگمان میں ان کا خیال گذرا ہوگا۔

جنت میں شہید کے مقامات:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب سید دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ الْحَكَمُ سِتَّ خِصَالٍ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيَرَى قَالَ الْحَكَمُ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَيُزَوَّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُجَارَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنَ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ قَالَ الْحَكَمُ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعَ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجَ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُشَفَّعَ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ۔ (مسند احمد بن حنبل، حديث المقدام بن معد يكرب الكندي أبي كريمة عن النبي ﷺ، حديث نمبر: ۱۷۲۲۱، شامله، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ انعامات ہیں، خون کے پہلے قطرہ کے گرتے ہی اس کی مغفرت کردی جاتی ہے، جنت میں اس کو اس کا ٹھکانا کردیا جاتا ہے (قیامت کے دن) بڑی گھبراہٹ کے وقت امن میں ہوگا، اس کے تاج کا ایک موتی دنیا ومافیہا سے زیادہ قیمتی ہے، اس کی شادی بہتر (۷۲) حورعین سے کی جائے گی اور اس کے ستر قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاے گی (اور ان کو اس کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا)۔

صدیق کی تعریف

صدیق وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر کسی مخبر کی خبر دینے سے ایمان لاتے ہیں؛ سوائے نور ایمانی کے جس کو وہ اپنے دل میں موجود پاتے ہیں اور کسی دلیل کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے، ان کے ایمان لانے میں کوئی تردد اور شک نہیں ہوتا۔ (جامع کرامات الاولیاء:۱/۸۶)

صدیق کی ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ (از: حضرت مولانا محمد ادریس انصاریؒ)

ایک تعریف یہ کی گئی صدیق وہ حضرات ہیں جو معرفت میں انبیاء علیہم السلام کے قریب ہیں اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو دور سے دیکھ رہا ہو، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں کسی ایسی چیز کی عبادت نہیں کر سکتا جس کو نہ دیکھا ہوں؛ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں نے آنکھوں سے تو نہیں دیکھا؛ لیکن ان کے قلوب نے حقائق ایمان کے ذریعہ دیکھ لیا ہے اس دیکھنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد اسی قسم کی روایات ہے کہ ان کی معرفت علمی مثل دیکھنے کے ہے۔ (تفسیر معارف القرآن:۲/۴۷۱)

شہداء کون ہیں؟:

اور شہداء وہ حضرات ہیں جو مقصود کو دلائل و براہین کے ذریعہ سے جانتے ہیں مشاہدہ سے نہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو آئینہ میں قریب سے دیکھ رہا ہو (تفسیر معارف القرآن:۲/۴۷۱) شہید کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مقام شہادت (یعنی مشاہدہ تجلیات باری تعالیٰ) سے سرفراز فرمایا اور ان کو اپنے مقربین سے بنایا ہے یہ بساط علم کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہل حضور میں شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران:۱۸) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان اہلِ علم کو فرشتوں کے ساتھ بساط علم کی بنا پر جمع کیا ہے پس یہ حضرات

بارگاہِ الٰہی سے توحید کی حقیقت اور عنایت ازلی کے وارث ہوئے ہیں ان کی شان عجیب اور امر انوکھا ہوتا ہے، یہ وہ شہداء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عام کر کے ذکر کیا ہے یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو جاننے والے ہیں اور اس علم کے بعد ایمان لاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے (اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے) نازل فرمایا ہے اور صدیق نور میں شہید سے زیادہ تمام ہوتا ہے؛ کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا علم سے ہوتا ہے، ایمان سے نہیں ہوتا اس لیے یہ ایک گونہ ایمان میں صدیق سے کم مرتبہ ہے اور مرتبہ علم میں صدیق سے اوپر ہے پس یہ رتبہ علم میں بڑھا ہوا ہے اور رتبہ ایمان و تصدیق میں صدیق سے کم ہے۔

(جامع کرامات الاولیاء:۱/۸۷)

مذکورہ بالا حدیث کے اولین مصداق جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہونے والے ہیں مذکورہ بالا حضرات جن کی ہم نے اوپر تعریف لکھی ہے وہ بھی ان درجات کے مستحق ہو سکتے ہیں، واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ینزل الله تعالی فی الساعة الثانية من الليل إلى عدن، وهي داره التي لم ترها عين ولم يخطر على قلب بشر، وهي مسكنه ولا يسكنها معه من بني آدم غير ثلاثة، النبيين والصديقين والشهداء** (طبرانی۔ مسند بزار۔ مجمع الزوائد:۱۰/ ۴۱۲۔ صفة الجنة ابونعیم:۱/۳۶)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات کی دوسری گھڑی میں جنت عدن کی طرف نزول فرماتے ہیں یہ (جنت عدن) اللہ تعالیٰ کا (بنایا ہوا) ایسا گھر ہے جس کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے وہم وگمان میں آیا ہے، یہ اس کا مسکن ہے اور اس کے ساتھ انسانوں میں سے کوئی نہیں رہ سکتا سوائے تین قسم کے حضرات کے (۱) انبیاء علیہم السلام (۲) حضرات صدیقین (۳) شہداء۔

ایک شہید کا تین حوروں سے نکاح:

محمد وراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مبارک نامی ایک حبشی تھے وہ جائز کام کیا کرتے تھے ہم ان سے کہا کرتے تھے اے مبارک! تم نکاح نہیں کرو گے؟ تو وہ جواب دیتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ حور سے میرا نکاح کردے؛ راوی کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں شریک ہوئے جس میں دشمن ہم پر حملہ آور ہوا اور اس میں مبارک شہید ہوئے جب ہم ان پر سے گذرے تو ہم نے دیکھا کہ ان کا سر الگ پڑا تھا اور دھڑ ایک طرف تھا اور وہ پیٹ کے بل گرے ہوئے تھے ان کے ہاتھ سینہ کے نیچے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کتنی حوروں کے ساتھ تمہارا بیاہ کیا؛ انہوں نے سینہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر تین انگلیوں سے اشارہ کیا، یعنی تین حوروں سے۔ (روض الریاحین)

حضرت خدیجہ، حضرت مریم اور آسیہ کے درجات:

حدیث: حضرت فاطمہؓ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ہماری ماں خدیجہؓ (جنت میں) کس درجہ میں ہیں؟ آپ نے فرمایا قصب (چمکدار موتی یاقوت کے ساتھ مزین چمکدار زبرجد) کے محل میں جس میں نہ تو کوئی فضول بات ہے نہ کسی قسم کی اکتاہٹ حضرت مریم اور آسیہ کے ساتھ، حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کیا اس قصب (سرکنڈے) کے محل میں؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ در، لؤلؤ اور یاقوت کے جڑاؤ والے محل میں ہے۔ (البدور السافرہ: ۲۱۴۵، بحوالہ طبرانی۔ مجمع الزوائد)

بعض اکابر اولیاء کے درجات:

امام احمد بن حنبلؒ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں جب امام احمد بن حنبلؒ نے وفات پائی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اکڑ کر چل رہے ہیں میں نے کہا: اے بھائی! کیسی چال ہے؟ فرمایا کہ یہ دار السلام (جنت) میں خدام (اللہ کے برگزیدہ حضرات) کی چال ہے، میں نے کہا

حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میری مغفرت فرمائی اور سونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا کہ یہ سب اس بات کا انعام ہے جو تم نے کہا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حادث نہیں ہے اور حکم ہوا کہ جہاں چاہو چلو پھرو؛ میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری کے دو سبز پر ہیں اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے ہیں الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ (الزمر:۷۴) یعنی حمد و شکر ہے اس اللہ عزوجل کا جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا وفا کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنایا ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں داخل ہوتے ہیں یہ نیک عمل کرنے والوں کی بڑی اچھی جزا ہے، میں نے پوچھا کہ عبدالواحد وراق رحمہ اللہ کی کیا خبر ہے، فرمایا میں نے انہیں دریائے نور میں کشتی نور پر سوار ہو کر حق تعالیٰ کی زیارت کرتے چھوڑا ہے، میں نے کہا حضرت بشر بن حارث کا کیا حال ہے، کہنے لگے واہ واہ ان کے مثل کون ہوسکتا ہے، میں نے انہیں حق تعالیٰ کی طرف دیکھا کہ حق تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ اے شخص! تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا مرتبہ ہے اور اے وہ شخص! جو نہ پیتا تھا اب پی لے اور اے وہ شخص! جو نہیں کھاتا تھا اب سیر ہو لے۔ (روض الریاحین)

نور کی کرسی اور موتیوں کی بارش:

امام ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا: اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر مجھ پر چمکتے ہوئے تازہ موتی نثار کئے۔

نورانی لباس اور تاج:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو اسحاق ابراہیم ابن علی ابن یوسف شیرازی رحمہ

اللہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ نہایت سفید لباس پہنے اور تاج اوڑھے ہوئے تھے، میں نے پوچھا حضرت یہ سفید لباس کیسا ہے؟ کہا یہ عبادت کی بزرگی ہے، میں نے کہا اور تاج؟ کہ وہ علم کی عزت ہے۔ (روض الریاحین)

آدھی جنت کا وارث:

بعض بزرگوں سے روایت ہے کہ انہوں نے بشر بن حارث کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اللہ نے میری مغفرت کی اور آدھی جنت میرے لیے حلال کردی اور ارشاد فرمایا کہ تو دنیا میں کھاتا پیتا نہ تھا اب خوب کھا پی لے اور فرمایا: اے بشر! میں نے اس قدر تیری عزت و حرمت لوگوں کے دلوں میں پیدا کردی تھی کہ اگر اس کے شکریہ میں تو انگاروں پر سجدہ کرے تو بھی اس کا حق ادا نہ کرسکے، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تمہاری روح قبض کی اس وقت دنیا میں تم سے زیادہ میرا کوئی پیارا نہ تھا۔ (روض الریاحین)

عیادت کرنے والا جنت کی میوہ خوری میں ہوتا ہے:

حضرت ثوبان جو کہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں ،فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بے شک مسلمان جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ مستقل جنّت کی میوہ خوری میں (مصروف) رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (عیادت سے) واپس آجائے۔ **إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ**۔ (مسلم:2568) **خُرْفَةٌ**: چناہوا میوہ۔ (مصباح اللغات)

ایک اور روایت میں ہے: جو اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کی غرض سے آئے تو وہ جنت کی میوہ خوری میں ہوتا ہے۔ **مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، عَائِدًا، مَشَى فِي خَرَافَةِ الْجَنَّةِ**۔ (ابن ماجہ:1442)

عیادت کرنے والے کو حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کی عیادت کے برابر قرار دیا ہے:

کسی شخص کی عیادت کرنا ایسا ہے جیسے بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کی عیادت کرنا، اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر بیماری سے پاک ہیں، اُسے کوئی بیماری و تکلیف ہرگز ہرگز لاحق نہیں ہوسکتی، لیکن یہ مسلمان کی عیادت کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم عمل کو خود اپنی عیادت کے برابر قرار دیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا اور حالانکہ تو تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ

أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي۔ (مسلم:2569) قوله: لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ أَيْ: لَوَجَدْتَ رِضَائِي۔ (مرقاۃ:3/1123)

فضیلت: فرشتے دن بھر اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ جب عیادت کرنے والا مریض کے پاس سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیتے ہیں جو اُس کیلئے دن بھر اِستغفار کرتے رہتے اور اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ، وَيَحْفَظُونَهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ۔ (شعب الایمان:8745)

جود و سخا جنت میں داخلہ کا سبب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ابدال اپنی نماز، روزہ کی زیادتی سے نہیں بلکہ اپنے دلوں کی صفائی اور صفت سخاوت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔ (شعب الایمان)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سخی آدمی اللہ کے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، آدمیوں سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے، بیشک جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (ترمذی شریف)

یعنی جو شخص عبادت بہت کثرت سے کرتا ہو، نوافل بہت لمبی لمبی پڑھتا ہو، اس سے وہ شخص اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے، جو نوافل کم پڑھتا ہو؛ لیکن سخی ہو، عابد سے مراد نوافل کثرت

سے پڑھنے والا ہے، فرائض کا پڑھنا تو ہر شخص کیلئے ضروری ہے، چاہے سخی ہو یا نہ ہو، امام غزالیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علی نبینا علیہ السلام نے ایک مرتبہ شیطان سے دریافت فرمایا کہ تجھے سب سے زیادہ محبوب کون شخص ہے اور سب سے زیادہ نفرت کس سے ہے، اس نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ محبت مومن بخیل سے ہے اور سب سے زیادہ نفرت فاسق سخی سے ہے، انہوں نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا کہ بخیل تو اپنے بخل کی وجہ سے مجھے بے فکر رکھتا ہے یعنی اس کا بخل ہی جہنم میں لیجانے کیلئے کافی ہے، لیکن فاسق سخی پر مجھے ہر وقت فکر سوار رہتا ہے کہ کہیں حق تعالیٰ شانہ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس سے درگزر نہ فرمادیں، یعنی اگر حق تعالیٰ شانہ اس کی سخاوت کی وجہ سے کسی وقت اس سے راضی ہو گئے تو اس کے دریائے مغفرت ورحمت میں عمر بھر کے فسق وفجور کی کیا حقیقت ہے، وہ سب کچھ معاف فرما سکتا ہے، ایسی صورت میں میری عمر بھر کی محنت جو اس سے گناہ صادر کرانے میں کی تھی ساری ضائع ہوگئی، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سخاوت کرتا ہے وہ اللہ جل شانہ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے کرتا ہے، اور جو بخل کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کے ساتھ بدظنی سے کرتا ہے۔

حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جس مالک نے یہ عطا فرمایا وہ پھر بھی عطا فرما سکتا ہے اور ایسے شخص کے اللہ کے قریب ہونے میں کیا تردد ہے، اور بدظنی کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ختم ہو گئے تو پھر کہاں سے آئیں گے، ایسے شخص کا اللہ سے دور ہونا ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے خزانہ کو بھی محدود سمجھتا ہے، حالانکہ آمدنی کے اسباب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان اسباب پیداوار کا نہ ہونا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہ نہ چاہے تو دکاندار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے، کاشتکار بوئے اور پیداوار نہ ہو اور جب کہ یہ سب اسی کی عطا کی وجہ سے ہے، پھر اس کا کیا مطلب کہ پھر کہاں سے آئے گا، مگر ہم لوگ زبان سے اس کا

اقرار کرنے کے بعد دل سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی عطا ہے، ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں اور صحابہ کرام دل سے یہ سمجھتے تھے کہ یہ سب اسی کی عطا ہے جس نے آج دیا وہ کل بھی دے گا، اس لئے ان کو سب کچھ خرچ کر دینے میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سخاوت جنت میں ایک درخت ہے پس جو شخص سخی ہوگا وہ اس کی ایک ٹہنی پکڑ لے گا جس کے ذریعہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، اور بخل جہنم کا ایک درخت ہے جو شخص بخیل ہوگا وہ اس کی ایک ٹہنی پکڑ لے گا یہاں تک کہ وہ ٹہنی اس کو جہنم میں داخل کر کے رہے گی۔ (مشکوۃ شریف)

منبع جود وسخا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقاء سرور کائنات فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں دیگر کمالات اور اوصاف حمیدہ سے سرفراز فرمایا تھا وہیں صفت سخاوت میں بھی آپ اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے ،حضرات صحابہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جود وسخا والے تھے اور رمضان المبارک میں تو تیز رفتار ہوا کی طرح آپ سے صفت سخاوت کا ظہور ہوتا تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سائل کو محروم نہیں فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کوڑے کے بدلہ اسی بکریاں عطا فرمانا:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ ایک صحابی غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور میرے پیر میں ایک سخت جوتا تھا، میری اونٹنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب چل رہی تھی کہ اچانک بھیڑ کی وجہ سے اتنی قریب پہنچ گئی کہ میرے جوتے کا کنارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی میں لگ گیا، جس سے آپ کو تکلیف ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیر پر کوڑا مارا فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی، پیچھے ہو جاؤ، وہ صحابی فرماتے ہیں، پھر میں چلا گیا، اگلے دن معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تلاش کروا رہے ہیں، تو میرے دل میں احساس ہوا کہ شاید آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے پیر کو تکلیف پہنچانے کا قصہ ہے، چنانچہ میں ڈرتے ڈرتے حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے جوتے سے میرے پیر کو تکلیف پہنچائی تھی، اس کی وجہ سے میں نے تمہارے قدم پر کوڑا مارا تھا، اب میں نے تمہیں اس کا بدلہ دینے کے لئے بلایا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی علیہ وسلم نے مجھے ایک کوڑے کی ضرب کی بدلے میں ۸۰ ربکریاں عنایت فرمائیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے دو باتوں کا علم ہوا ایک سخاوت دوسری یہ کہ کسی بندہ کو اگر ادنٰی تکلیف بھی ہم سے پہنچے تو زیادہ بہتر سے بہتر طریقہ پر اس کو خوش کرنے کی کوشش کی جائے، یہی خوف کامل اور انسانیت کی معراج ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حساب بکریاں عطا فرمانا:

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور جب بھی آپ سے کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے منع نہیں فرمایا، ایک مرتبہ ایک شخص مانگنے کے لئے آیا تو آپ نے اس کو اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان سما جائیں، تو اس شخص نے اپنی قوم میں جا کر یہ کہا کہ اے لوگو! اسلام لے آؤ اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بخشش عطا فرماتے ہیں کہ جس کے بعد کسی فقر و فاقہ کا کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔ (مسلم شریف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک سائل کو دیدی:

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے اور اسے میں آپ کی خدمت میں لائی ہوں، تاکہ آپ اسے زیب تن فرمالیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شوق سے وہ چادر قبول فرمائی، پھر اس چادر کو ازار کی

جگہ پہن کر مجمع میں تشریف لائے، اسی وقت ایک صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوف نے درخواست کی کہ حضرت یہ چادر مجھے عنایت فرمادیں، یہ تو بہت عمدہ ہے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا، پھر کچھ دیر تشریف رکھنے کے بعد اندر تشریف لے گئے اور دوسرا ازار بدل کر وہ چادر سوال کرنے والے کو بھیجوادی، یہ ماجرا دیکھ کر صحابہ کرام نے ان صحابی پر نکیر کی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ پیغمبر علیہ السلام کسی سائل کو رد نہیں فرماتے تو تم نے یہ چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنے کفن میں استعمال کرنے کیلئے یہ درخواست پیش کی تھی، حضرت سہل فرماتے ہیں کہ واقعی ایسا ہی ہوا، جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کو اسی چادر میں کفن دیا گیا"۔ (بخاری شریف)

سرور کائنات ﷺ کا سائل کے لئے قرض لینا:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے، لیکن تم میری ذمہ داری پر کوئی چیز خرید لو، جب میرے پاس وسعت ہوگی تو میں ادا کردوں گا، یہ جواب سن کر حضرت عمر فرمانے لگے، اے اللہ کے رسول! آپ نے اس شخص کو یہ موقع دیدیا حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کو قدرت سے زیادہ کا مکلف نہیں بنایا، حضرت عمر کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی نہیں لگی پھر ایک انصاری شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ تو خرچ کئے جایئے اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ مت کیجئے، انصاری کی بات سن کر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مسکرا اٹھے اور آپ کے چہرۂ انور پر بشاشت پھیل گئی اور فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا، میں نے کہا آج میرے پاس

اتفاق سے مال موجود ہے، اگر میں ابوبکر سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا، یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا، اس میں سے آدھا لے آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا آدھا چھوڑ آیا، اور حضرت ابوبکر صدیق جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا، یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک کی برکت اور ان کی رضا و خوشنودی کو چھوڑ آیا، حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر سے کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو چالیس ہزار درہم کے مالک تھے، یہ ساری رقم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کردی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا مجھے ابوبکر کے مال نے نفع پہنچایا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول! میں اور میرا مال تو صرف آپ ہی کے لئے ہے"۔ (اسد الغابہ)

سورۂ اخلاص اور جنت کا مول:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دس مرتبہ **قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ** پڑھ لے گا جنت میں ایک محل اس کیلئے تیار ہو جائے گا ٢۔ جو بیس مرتبہ پڑھ لے گا دو محل اس کے لئے تیار ہو جائیں گے جو تیس مرتبہ پڑھ لے گا تین محل اس کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ **قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ** کا پڑھنا اور اس پاک کلمہ کی کثرت کا کرنا۔ (نورانی محفلیں جلد اول)

جنت سونے چاندی کی اینٹوں سے بنی ہے:

=حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کی عمارت کیسی ہے۔ فرمایا ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی اور گارا اس کا مشک خالص ہے اور کنکریاں اس کی موتی اور یاقوت ہے اور مٹی اس کی زعفران ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

جنت کے درختوں کے تنے سونے کے ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہے جس کا تنہ سونے کا نہ ہو۔ (تسہیل شوق وطن)

جنت کے لباس:

جنت کے بارے میں آتا ہے کہ اس کے انار کا درخت ہوگا۔ مومن چلتا ہوا اس درخت کے قریب جائے گا انار اس کے قریب آجائے گا، انار کو کھولے گا اندر صرف لباس ہی لباس ہوں گے۔ کوئی عورت اگر چاہے کہ میں لباس پہنوں تو ایک لباس میں ستر ہزار رنگ جھلک رہے ہوں گے، ستر ہزار رنگوں کا وہ لباس کیسا ہوگا؟ اللہ اکبر! آج ان کو بڑا میچینگ کا شوق ہوتا ہے، بیچاریاں پھرتی رہتی ہیں، لنک روڈ اور فلاں روڈ کہ میچینگ کرنی ہے یہ کرنی ہے، وہ کرنی ہے، کتنی میچینگ کرلیں گی، دو چار، پانچ، دس رنگ ملالیں گی۔ ارے! وہاں تو ستر ہزار رنگوں کی میچینگ ہوگی جو پروردگار نے بنایا ہوگا۔ اس کا بنانے والا کون ہوگا؟ اللہ ہوں گے۔ اللہ کا بنایا ہوا ستر ہزار رنگوں کا لباس ہوگا۔ ہماری یہاں کیا خواہش ہوتی ہے؟ ہر مجلس میں نیا لباس ہر روز نیا لباس لیکن یہاں تو پوری نہیں ہوتی تھوڑا پڑتا ہے، بار بار وہ پہننا پڑتا ہے، اور وہاں تو یہ ہوگا کہ دن میں ستر مرتبہ چاہیں تو ستر لباس پہنیں اور ہر دفعہ پہلے سے اعلیٰ۔ نہ ٹیلر کے پاس جانے کی ضرورت، نہ استری کروانے کی ضرورت جب چاہو نیا پہنو۔ (گلدستہ سنت جلد نمبر 2)

بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے:

ایک آدمی اُن میں سے وہ غریب آدمی ہے جس کے پاس پہننے کے لیے ایک ہی جوڑا ہو، دوسرا جوڑا ہی نہ ہو۔ (حاوی للفتاوی: ج2ص74)

والدہ کے ساتھ حسن سلوک پر جنت کی بشارت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا اور قرآن کریم پڑھنے کی آواز سنی، تو میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ جواب ملا: یہ خوش بخت حارثہ بن نعمان ہے! یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کذلک البّر ، کذلک البّر ، وکان ابرّ الناس بأمہ'' واقعی نیکی ایسی ہی ہوتی ہے، نیکی ایسی ہی ہوتی ہے یعنی نیکی کا پھل ایسا ہی ہوتا ہے، حارثہ بن نعمان اپنی والدہ کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرنے والا ہے۔ (الاستیعاب:١/٢٨٣۔)

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ان ٨٠ صحابہ کرام میں ہیں جو غزوۂ حنین میں جمے رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ (سنن ابن ماجۃ:٢/١٧١، حلیۃ الأولیاء:١/٢٥٧)

قرآن سے محبت پر جنت کی بشارت

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا یُدْخِلُ الْجَنَّۃَ (ترمذی:١/١١٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سے محبت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا اس سورہ کو محبوب رکھنا تجھے جنت میں داخل کرے گا۔

اللہ اکبر! جب ایک سورت سے محبت پر یہ بشارت ہے تو فرمایئے کہ پورے قرآن سے محبت اور تمام سورتوں سے محبت پر کیا کچھ نہ ملے گا؟ معلوم ہوا کہ قرآن سے محبت جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

قرآن سے محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ قرآن سے محبت ذریعہ ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ رَجُلاً عَلٰى سَرِيَّةٍ وَ كَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَخْبِرُوْهُ اِنَّ اللهَ يُحِبُّهٗ (مسلم: ۱/۲۷۱)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر جہاد میں بھیجا۔ ان صحابی کی عادت تھی کہ ہر نماز کی دوسری رکعت کے آخر میں یا ہر رکعت کے آخر میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ جب یہ فوج واپس ہوئی تو صحابہ نے ان صحابی کے اس عمل کا ذکر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان صحابی نے بتایا کہ اس صورت میں رحمن یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی گئی ہے۔ اس لئے مجھے اس سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا ان صحابی کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ یعنی اس سورت سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔

اور جو پورے قرآن سے محبت کرتا ہے اس کا تو کیا ٹھکانہ ہے؟ مگر یہاں یاد رکھئے کہ ان صحابی کو صرف ایک سورت سے محبت نہیں تھی؛ بلکہ محبت تو پورے قرآن سے تھی، ہاں زیادہ محبت اس سورت سے تھی۔ غرض یہ کہ قرآن مجید سے محبت رکھنا اس کا حق ہے اور لازم وضروری ہے۔ (جواہر شریعت مجموعہ رسائل جلد نمبر 3)

اہل اللہ کی محبت اور صحبت میں جنت کا لطف ہے

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ خلیفہ حضرت تھانویؒ

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میسّر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید
ہمیں بینم کہ جنت بر زمین از آسماں آید

جب کبھی اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آ گئی ہے۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بوستانِ عاشقاں سرسبز باد
آفتابِ عاشقاں تابندہ باد

اے خدا! آپ کے عاشقوں کا باغ ہمیشہ سرسبز، ہرا بھرا یعنی سدا بہار رہے اور آپ کے عاشقوں کا آفتاب ہمیشہ روشن اور چمکتا رہے۔ اہلِ درد و محبت اللہ والے جہاں ہوں زندگی وہاں پُر کیف و پُر بہار گزرتی ہے۔

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے (اختر)

کیا اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے

حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تزکیہ فعلِ متعدی ہے فعلِ لازم نہیں جو خود اپنے فاعل سے تمام ہو، پس تزکیہ کوئی بھی اپنے نفس کا خود نہیں کرسکتا جب تک کہ کوئی تزکیہ کرنے والا نہ ہو۔

فعلِ متعدی فاعل اور مفعول بہ دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا: اہل اللہ کی صحبت فرضِ عین ہے۔ (صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد ص/(336)

اہل اللہ کی صحبت جنت کے باغ ہیں

حدیثِ پاک میں ہے: جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو: اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو......الخ

اَیْ اِذَا مَرَرْتُمْ بِجَمَاعَةٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى فَاذْكُرُوا اللهَ اَنْتُمْ اَيْضًا مُوَافَقَةً لَّهُمْ فَاِنَّهُمْ فِىْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی جب گزرو تم ایسی جماعت کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو تم بھی ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جاؤ تا کہ ان کی موافقت کا شرف حاصل ہو کیوں کہ وہ جنت کے باغوں میں ہیں۔

صراطِ مستقیم اور اہل اللہ کی صحبت و رفاقت

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے بعد صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے ضَآلِّيْنَ تک کی آیات صراطِ مستقیم کی تفسیر اور بیان ہے، اور انعام والوں کی نشان دہی دوسری آیات میں فرمائی گئی کہ وہ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔

اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یہ آخری جملہ بھی بتاتا ہے کہ ان حضرات سے حسنِ رفاقت حاصل کرو۔ اگرچہ جملہ خبریہ ہے لیکن ہر جملہ خبریہ میں جملہ انشائیہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔

بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ ؎

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگزشت و نہ شد آگاہِ عشق

ترجمہ: بدونِ رفیق اور راہ بر جس نے حق تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھا تمام عمر گزر گئی مگر عشقِ حق کی حقیقت سے آگاہی نہ ہوئی۔

اس شعر میں لفظِ رفیق اسی آیت سے لیا ہے۔ اللہ والوں کے الفاظ الہامی ہوتے ہیں۔ (صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد ص/39-338)

خواب اور جنت کی بشارت:

ایک بار ایسے ہوا ایک تابعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا مدینہ منورہ کی، فدخل رجل علی وجہہ اثر خشوع ایک شخص آئے اُن کے چہرہ پر علامات تھیں خشوع اور خضوع کی، بعض لوگوں کے چہروں سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ متقی لوگ ہیں نیک لوگ ہیں تو خشوع کا مطلب ہے خدا کی طرف دل کا جھکنا مائل ہونا تواضع آنا، اُس کی وجہ سے وہ آثار چہرہ سے محسوس ہوتے تھے۔ کچھ لوگ جو قریب کھڑے ہوں گے وہ آپس میں بات کرنے لگے اور یہ کہا **ھذا رجل من اھل الجنة** یہ وہ آدمی ہیں جو جنتی ہیں انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں **تجوّز فیھما** وہ رکعتیں لمبی بھی نہ تھیں مختصر تھیں وہ، ثم خرج۔ مسجد میں داخل ہوئے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر چلے گئے اب کہتے ہیں **وتَبِعتُ** میں پیچھے پیچھے گیا میں نے اُن سے کہا **انك حین دخلت المسجد قالوا ھذا رجل من اھل الجنة** جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو کچھ لوگوں نے کہا تھا یہ ہیں جنتی آدمی تو بتائیے کہ یہ کیا ہے بات؟ وہ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے اتنی بات کی تو انھوں نے کہا **واللہ ما ینبغی لاحد ان یقول مالا یعلم** جو کسی کو پتا نہیں ہے وہ بات تو نہیں کہنی چاہیے کسی آدمی کو بھی۔ ہاں **فسأُحدثك لم ذاك** میں یہ بتاؤں گا کہ یہ بات لوگ کیوں کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ **رأیت رؤیا علی عھد رسول اللہ** جناب رسول اللہ کے زمانے میں میں نے خواب دیکھا تھا وہ میں نے بیان کیا جناب رسول اللہ سے کہ میں جیسے کسی باغ میں ہوں وہ باغ بڑا وسیع ہے سرسبز ہے اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون جیسا ہے اور اتنا لمبا ستون ہے وہ کھمبا کہ جیسے نچلا حصہ زمین میں ہے اُوپر کا حصہ آسمان میں ہے اور اُوپر کے حصہ میں **فی اعلاہ عُروۃ**

ایک کنڈا ہے، مجھ سے کہا گیا کہ چڑھو اِس پر، میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا واَ تانی مِنصَف تو میرے پاس ایک خادم آیا جیسے کام کرنیوالے لوگ ہوتے ہیں خدمت گزار، اُس نے میرے کپڑے پیچھے سے اُٹھائے اور گویا کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میں اُوپر چڑھ گیا۔ فرقیت حتٰی کہ میں اُوپر بالکل اس کے سرے پر پہنچ گیا جہاں کنڈا تھا اور وہ کنڈا میں نے پکڑ لیا قیل استمسک مجھ سے کہا گیا کہ اسے بس پکڑے رہنا مضبوطی سے، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلی تو ایسے تھا کہ جیسے ہاتھ دبا رکھا ہو میں نے پکڑ رکھی ہو کوئی چیز وانھا لفی یدی۔ تو میں نے جناب رسول اللہ کو یہ خواب بتایا تو آقائے نامدار نے اس کی تعبیر دی کہ یہ جو باغ ہے سبزہ وغیرہ یہ اسلام ہے اور یہ ستون جو دیکھا تم نے یہ اسلام کا ستون ہے اور یہ کنڈا جو دیکھا **العروۃ الوثقیٰ** اور قرآن پاک میں آیا ہے **فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ لاانفصام لھا** جس نے ایمان قبول کر لیا تو اس نے مضبوط کنڈے کو پکڑ لیا جو نہیں ٹوٹے گا **واللہ سمیع علیم** یہ آیت الکرسی جہاں ختم ہوتی ہے اس سے اگلی آیت یہی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا **فانت علی الاسلام حتی تموت** بس اب تم انشاء اللہ اسلام پر قائم رہو گے حتی الموت زندگی بھر اسلام پر قائم رہو گے، اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔

خوابوں کی تعبیروں میں یہ لکھا بھی گیا ہے کہ اگر کوئی دیکھتا ہے کہ میں سبزہ میں ہوں تو بہت اچھا خواب ہے یعنی اس کی دینی حالت اچھی ہے وہ اسلام پر ہے۔ سبزہ اسلام ہے اور اُجاڑ بنجر زمین یہ معاذ اللہ کفر ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے برعکس دیکھتا ہے کہ میں سرسبز زمین میں سے نکل کر بنجر زمین میں اُجاڑ زمین میں چلا گیا ہوں تو اس سے اس کو پناہ مانگنی چاہیے استغفار کرنا چاہیے نفلیں پڑھنی چاہئیں دُعا کرنی چاہیے کیونکہ اس کا مطلب ہوتا ہے گمراہی میں چلا گیا دین سے ہٹ گیا معاذ اللہ۔ تو فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار نے مجھے یہ تعبیر جب دی تو پھر لوگوں نے یہ کہا کہ بس یہ تو جنتی ہے۔ تو جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا اور اس کے بارے میں پتا چل چکا ہے جناب رسالت مآب کی زبانِ مبارک سے کہ یہ

اسلام پر قائم رہے گا زندگی بھر موت تک تو بس یہ جنتی ہے۔ تو یہ تابعی قیس بن عباد کہتے ہیں کہ وذالک الرجل عبداللّٰہ بن سلام یہ آدمی جن سے میری یوں گفتگو ہوئی اور وہ مسجد میں آئے اور میں نے اُن سے یہ بات کی تو وہ عبداللہ بن سلام تھے رضی اللہ عنہ تو یہ تو اِن کا ہوا لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود سُنا ہے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے کہ انہ **من اهل الجنة** کہ یہ عبداللہ بن سلام جو ہیں یہ اہلِ جنت میں سے ہیں اور اسی طرح مثلاً رسول اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا ہے کہ میں نے وہاں تمہارے پاؤں کی چاپ سُنی آہٹ سُنی **خشخشة**۔ اور تم کیا عمل کرتے ہو ایسا۔ (جامعہ مدینہ لاہور: ص/12-119)

خانقاہ کے معنیٰ کیا ہیں؟

صاحبِ ''غیاث اللغات'' لکھتے ہیں کہ ''مکان بودن دُرویشاں و مشائخ''، یعنی جس جگہ چند اللہ والے رہتے ہوں، اسی جگہ کو ''خانقاہ'' کہتے ہیں، خواہ صحرا ہو یا چمن ہو۔

پھرتا ہوں دل میں درد کا نشتر لیے ہوئے

صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے

دُرویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے

اللہ والوں کی محبت جنت کی کنجی ہونے پر ایک حدیث سے استدلال احقر پیش کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ

تین باتیں جس کے اندر ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی حلاوت پائے گا۔ ان تین میں سے ایک سبب یہ ہے: **مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ**۔

جو شخص کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ **وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا، فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ**

تحقیق وارد ہے کہ بے شک حلاوت ایمان کی جب کسی دل میں داخل ہوتی ہے تو پھر کبھی اس سے نہیں نکلتی اور اس کے اندر حسنِ خاتمہ کی بشارت کا اشارہ ہے۔

پس اہل اللہ سے محبت کا جنت کی کنجی ہونا معلوم ہوگیا، جب حسنِ خاتمہ ملے گا تو جنت بھی ملے گی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسنِ خاتمہ کے لیے تین عمل مجرب ہیں:

۱) پہلا طریقہ یہ ہے کہ موجودہ ایمان پر شکر ادا کرتا رہے، تا کہ بقاعدہ **لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ** (الخ)

اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اس نعمت کو زیادہ کریں گے۔ پس ایمان میں ترقی کا نسخہ بھی یہی ہے، یہ شکر ایمان کے صرف بقاء کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ ترقی کا بھی ذریعہ ہے۔

۲) دوسرا طریقہ حسنِ خاتمہ کا یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا الحاح سے مانگ لیا کرے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے رب! ہمارے دِلوں کو حق سے نہ ہٹایئے بعد اس کے کہ آپ نے حق کی طرف راہ دکھایا اور ہم کو اپنے پاس سے رحمتِ خاصّہ عطا فرمایئے (یعنی راہِ مستقیم پر جما کر رکھیے) اور آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔ (کشکول معرفت)

انار میں جنت کا دانہ

ما من رمان الا ویلحق بحبۃ من رمان الجنۃ۔

ترجمہ: ہر انار میں جنت کے انار کا ایک دانہ ملایا جاتا ہے۔

تحقیق: اس حدیث کو بعض علماء نے موضوع کہا ہے، لیکن ضعیف کہنا مناسب حال ہے جیسا کہ علامہ سخاویؒ، علامہ سیوطیؒ، ابن عراقؒ وغیرہ کا رجحان ہے۔ (المقاصد ۱۷۱ ۳ رر الاسرار ۴۱۰ رر تنزیہ الشریعۃ ۲ / ۲۴۳)

وضو جنت کے سارے دروازوں کی کنجی:

(۳) عَنْ عُمَرَ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْفَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُه اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔ (مسلم شریف کتاب الطہارۃ رقم الحدیث ۲۳٤)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک سلسلۂ کلام فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے (اور پورے آداب کے ساتھ خوب اچھی طرح) اور مکمل وضو کرے پھر وضو کے بعد کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ تو لازمی طور پر اُس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے وہ جس دروازے سے بھی چاہے گا جنت میں جا سکے گا۔

تشریح:

وضو کرنے سے بظاہر صرف اعضاءِ وضو کی صفائی ہوتی ہے اس لیے بندہ مومن وضو کرنے کے بعد محسوس کرتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل میں اعضاءِ وضو تو دھو لیے اور ظاہری طہارت اور صفائی کر لی لیکن اصل گندگی تو ایمان کی کمزوری، اخلاص کی کمی اور اعمال کی خرابی کی گندگی ہے اس احساس کے تحت وہ کلمہ شہادت پڑھ کے ایمان کی تجدید اور اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی اور رسول اللہ کی پوری پیروی کا گویا نئے سرے سے عہد کرتا ہے اِس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کی کامل مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ حدیث

شریف میں فرمایا گیا ہے اُس کے لیے جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (مسلم شریف کتاب الطہارۃ رقم الحدیث ۲۳۴)

امام مسلم ہی نے ایک دوسری روایت میں اِسی موقع پر کلمہ شہادت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ نیز اِسی حدیث کی ترمذی کی روایت میں اس کلمہ شہادت کے بعد اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ کا بھی اضافہ ہے۔

جنت کی طرف متوجہ مت ہو جنت کے مالک کی طرف توجہ رکھو

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریہ علیل ہوگئیں۔ حاضرین نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جنت کی خواہش ہوئی تو میرا محبوب ناراض ہوا کہ تو نے میرے سوا کسی اور چیز کی تمنا کیوں کی۔ اس علالت کا سبب صرف ناراضگی محبوب ہے اور کچھ نہیں۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کیسی ہے؟ حضرت رابعہ نے فرمایا کہ بے حد مشکل لیکن محبت الٰہی نے مجھے دوستی خلق سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا سر میں سخت درد ہے۔ فرمایا تمہاری عمر کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا تیس سال۔ آپ نے پوچھا کیا کبھی پہلے سر درد ہوا ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا نہیں۔ کہا کہ تیس سال کے عرصے میں کبھی میں نے تجھے شکر کی پٹی باندھے نہیں دیکھا آج ایک دن کے لئے درد ہوا تو شکایت کی پٹی باندھ لی۔ پھر فرمایا کہ اگر راحت میں شاکر ہو تو تکلیف میں بھی صبر و رضا سے کام لو۔

چوری کرنے گیا تو اللہ نے ولی بنا دیا

ایک رات آپ عبادت الٰہی میں مصروف تھیں کہ ایک چور آیا اور آپکو عبادت میں مصروف پا کر دوسرے کمرے میں چلا گیا کہ جو کچھ ہاتھ لگے لے کر رفو چکر ہو جائے۔ وہ دوسرے کمرے

میں کسی کام کی چیز تلاش میں تھا۔ آپ کو جب چوری کی موجودگی کا احساس ہوا تو آپ نے اپنے رب سے عرض کی کہ مولا! یہ شخص کوئی امید لے کر میرے گھر آیا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ میرے گھر میں عشق الٰہی کے سوا کچھ نہیں یہ آس لے کر آیا ہے اسے میرے گھر سے ناامید، خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔ آپ کی دعا سے اس کا سینہ نور الٰہی سے منور کیا گیا۔ • دل کی سیاہی دھل گئی۔ وہ شخص کمرے سے باہر آکر آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا تم میرے گھر سے کچھ لے جانے کی نیت سے آئے تھے جو کچھ میرے پاس تھا وہ تمہیں مل گیا اب جاؤ۔ آپ کی دعا سے اسکے دل کی دنیا بدل گئی۔ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور بزرگی کے مرتبے تک جا پہنچا۔ آپ فرماتی تھیں کہ زبان سے توبہ کرنا کاذب لوگوں کا فعل ہے کیونکہ اگر صدق دل سے توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ (امت کے روشن چراغ جلد اول)

ادب سے جنت ملی: ایک عجیب خواب

قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بزرگان کاملین کے قلوب میں یہ برکت ہوتی ہے کہ جوان کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما ہی دیتا ہے، تجربہ یہی ہے، چنانچہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ایک شخص نہر میں وضو کر رہے تھے امام صاحبؒ نیچے کی طرف تھے اور وہ شخص اوپر کی طرف، اس شخص نے خیال کیا کہ امام صاحبؒ مقبول بندے ہیں میرا مستعمل پانی ان کے پاس جاتا ہے، یہ بے ادبی ہے، اس لئے وہ اٹھ کر دوسری طرف ان کے نیچے جا بیٹھا، بعد انتقال کے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ مغفرت ہوئی یا نہیں؟ کہا میرے پاس کوئی عمل نہ تھا۔ اس پر مغفرت ہوئی کہ تو نے ہمارے مقبول بندہ احمد بن حنبل کا ادب کیا تھا، ہمیں پسند آیا۔ (کمالات اشرفیہ ص: ۲۴۲)

حبیب نجار کی روح جنت میں

حبیب نجار کے اس واقعہ سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ ہم بھی احکام الٰہیہ کی بجا آوری اور اس پر عمل پیرا ہونے کا ایسا جذبہ اور شوق اپنے اندر رکھیں کہ ہر طرح کی قربانی اور ہر قسم کے مصائب ومشکلات سے ٹکرانے کے لئے تیار رہیں۔ حق وباطل کی لڑائی تو ہمیشہ سے چل رہی ہے لیکن ایک مرد مومن اور بندۂ خدا کا یہ کام ہے کہ خدا کو راضی کرنے کیلئے کوشاں رہے، حالات ہر طرح کے آتے ہیں ان سے گھبرانے اور واویلا کرنے کے بجائے عزائم کو بلند رکھے، پست ہمتی اور بزدلی کو پاس پھٹکنے نہ دے۔ حق بات کہنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے نہ ہی کسی کا خوف اور ڈر پیدا ہونے دے کیونکہ مومن اگر راہ خدا میں لڑکر فتح یاب ہو تو غازی کہلائیگا۔ وفات پا گیا تو شہید کہلائے گا، پھر شہید کی روح تو جنت میں جہاں چاہتی ہے سیر وتفریح کرتی پھرتی ہے حبیب نجار کی روح کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ سیدھے جنت میں داخل ہوجاؤ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ بِمَا غَفَرَلِىۡ رَبِّىۡ وَجَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ۔ اس کی روح کہنے لگی میری قوم کو کیا ہوا قوم گمراہی میں پڑی ہوئی ہے، اللہ جل شانہ نے مجھے بخش دیا اگر میرے اندر یہ طاقت ہوتی تو قوم کے پاس جاکر یہ بتادیتا کہ اللہ نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا کہ میں سیدھا جنت میں داخل ہوگیا۔

بہر حال واقعہ تو بڑا طویل ہے مختصر یہ کہ ان لوگوں نے دو چیزیں ان کے سامنے رکھدیں سب سے پہلی بات یہ تھی۔ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمارے جیسے انسانوں کی طرح بن ہی نہیں سکتے تم بشر ہو اور بشر رسول نہیں ہوسکتا یہ ان کی ایسی سوچ تھی کہ اس قوم پر عذاب خداوندی نازل ہوا۔ اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً کہ کیسی بری خواہش کہ ان میں سب کے سب ہلاک ہوگئے، پوری سٹی پورا شہر ویران ہوگیا آج بھی کچھ لوگوں کی سوچ یہی ہے کہ نبی بشر نہیں ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو نعوذ باللہ بشر تھے ہی نہیں بلکہ آپ تو نوری ہیں اس بات کو لیکر اہل سنت والجماعت میں دو جماعتیں ہوگئیں ایک نے کہا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر تھے۔ اور دوسری جماعت نے کہا کہ آپ صرف نور تھے، بشر نہیں۔ (تفسیری خطبات حبان جلد اول)

بغض وحسد اور کدورت سے پاک انسان کے لئے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری

عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال: كُنّا جُلُوساً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَال: يَطلُعُ الآنَ عَلَيكُم رَجُلٌ مِن أهلِ الجَنَّةِ ، فَطلَعَ رَجُلٌ مِنَ الأنصَارِ تَنطُفُ لِحيَتُهُ مِن وَضُوئِهِ، قَدعَلَّقَ نَعلَيهِ بِيَدِهِ الشِّمَالِ. فَلَمَّا كَانَ الغَدُ قَالَ النَّبِيّ ﷺ مِثلَ ذٰلِكَ ، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثلَ المَرَّةِ الأولىٰ، فَلَمَّا كَان اليَومُ الثَّالِثُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مثلَ مَقَالَتِهِ أيضاً. فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلىٰ مِثلِ حَالِهِ الأوَّلِ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبِعَهُ عَبدُ الله بن عَمروٍ ، فَقَالَ إنِّي لَاحَيتُ أبِي فأَقسَمتُ أنِّي لَاأدخُلُ عَلَيهِ ثَلَاثاً. فَإن رَأيتَ أن تُؤوِيَنِي حَتّىٰ تَمضِيَ، فَعَلتَ، قَالَ: نَعم، قَالَ أنس: فَكَانَ عَبدُ اللهِ يُحَدِّثُ أنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلكَ الثَّلَاثَ اللَّيَالِي، فَلَم يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيلِ شَيئاً. غَيرَ أنَّهُ إذَا تَعَارَّ تَقَلَّبَ عَلىٰ فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَ كَبَّرَحَتّىٰ لِصَلَاةِ الفَجرِ، قَالَ عَبدُالله: غَيرَأنِّي لَم أسمَعهُ يَقُولُ إلَّاخَيراً. فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ اللَّيَالِي وَ كِدتُ أن أحتَقِرَ عَمَلَهُ قُلتُ: يَاعَبدَ الله! لَم يَكُن بَينِي وَبَينَ أبِي غَضَبٌ وَلَاهُجرَةٌ ، وَلٰكِنِّي سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَطلُعُ الآنَ عَلَيكُم رَجُلٌ مِن أهلِ الجَنَّةِ ، فَطَلَعتَ أنتَ الثَّلَاثَ المَرَّاتِ، فَأَرَدتُ أن آوِيَ إلَيكَ فَأنظُرَمَا عَمَلُكَ فَأَقتَدِيَ بِكَ، فَلَم أرَكَ عَمِلتَ كَبِيرَعَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ

رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا هُوَ إِلَّامَا رَأَيتَ، فَلَمَّا وَلَّيتُ دَعَانِي فَقَالَ: مَاهُوَ إِلَّامَارَأَيتَ، غَيرَأَنِّي لَاأَجِدُ فِي نَفسِي لِأَحَدٍ مِنَ المُسلِمِينَ غِشًّا، وَلَاأَحسُدُ أَحَداً عَلَى خَيرٍ أَعطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ عَبدُ اللهِ: هٰذِهِ الَّتِي بَلَغَت بِكَ)(احمد (۱۲۷۲۰) جلد:۳،صفحہ:۱۶۶)

ترجمہ:(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک روز جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''ابھی تمہارے سامنے ایک شخص آنے والا ہے جو کہ اہلِ جنت میں سے ہے۔چنانچہ انصار میں سے ایک صاحب اندر داخل ہوئے،جن کی داڑھی سے تازہ وضوء کی وجہ سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے،اورانہوں نے بائیں ہاتھ میں اپنے جوتا تھاما ہوا تھا۔دوسرے روز بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا،یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی الفاظ دہرائے' اورتب بھی وہی صاحب اسی حالت میں دکھائی دیئے۔تیسرے روز پھر یہی واقعہ پیش آیا اور پھر وہی صاحب اسی کیفیت میں نمودار ہوئے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس سے اٹھ گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان (انصاری شخص) کے تعاقب میں روانہ ہوئے (تاکہ ان کے جنتی ہونے کا سبب معلوم کرسکیں] اوران سے کہا کہ میری اپنے والد سے کچھ رنجش ہوگئی ہے،جس کی وجہ سے میں نے یہ قسم کھالی ہے کہ میں تین روز تک گھر نہیں جاؤں گا،لہٰذا اگر آپ مناسب سمجھیں تو تین روز تک مجھے اپنے یہاں رہنے کی اجازت دیدیں۔انہوں نے اس بات کو منظور کرلیا۔عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ تین راتیں ان کی معیت میں گذاریں،اوران کی کیفیت یہ دیکھی کہ وہ رات کے وقت تہجد کیلئے نہیں اٹھتے،البتہ نیند کے دوران جب بھی ذرہ سی ان کی آنکھ کھلتی اوروہ کروٹ بدلتے تو اللہ کا ذکر اور تسبیح وغیرہ پڑھتے،فجر تک یہی کیفیت رہتی۔البتہ اس پورے عرصہ میں میں نے ان کی زبان سے کلمۂ خیر کے سوا اور کچھ نہیں سنا (یعنی انہوں نے ہمیشہ صرف اچھی بات ہی کہی)۔جب اسی کیفیت میں تین راتیں

گذر گئیں اور قریب تھا کہ میرے دل میں ان کے عمل کی حقارت آجائے (ا) تب میں نے ان پر اپنا راز ظاہر کر دیا کہ میری اپنے والد کے ساتھ کوئی رنجش وغیرہ نہیں ہے، بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین روز مسلسل یہ بات سنی کہ: ''ابھی تمہارے سامنے ایسا شخص آنے والا ہے کہ جو اہلِ جنت میں سے ہے''۔اور تینوں دن مسلسل آپ ہی نمودار ہوئے، اس لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تاکہ آپ کے معمولات کا مشاہدہ کرسکوں اور پھر میں خود بھی انہی معمولات کو اپناؤں۔مگر [تعجب ہے کہ] میں نے آپ کو کوئی خاص بڑا عمل انجام دیتے ہوئے تو دیکھا نہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی؟۔وہ کہنے لگے کہ: ''میرے پاس تو بس یہی کچھ ہے جو تم دیکھ چکے ہو''۔یہ سن کر جب میں واپس روانہ ہونے لگا تو انہوں نے مجھے آواز دی اور کہنے لگے کہ:

''ہاں !ایک بات یہ ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کدورت اور بغض وکینہ نہیں رکھتا، نیز یہ کہ اللہ نے جس کسی کو کوئی اچھی چیز عطاء کی ہو تو میں کبھی اس سے حسد نہیں کرتا''۔یہ بات سن کر عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ: ''یہی تو وہ صفت ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ بلند ترین مقام نصیب ہوا ہے'')۔(معاشرتی آداب واخلاق۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

حسد کی تباہ کاریاں:

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حسد انتہائی خطرناک ' بدترین اور مہلک ترین جذبہ ہے اور اس کے اثراتِ بد یقیناً لامحدود ہیں۔

چنانچہ اگر غور وفکر کیا جائے تو یہی حقیقت آشکارا ہو کر رہیگی کہ انسانی معاشرے میں اکثر وبیشتر جرائم کا اصل محرک یہی جذبۂ سیاہ ہی ہے۔حسد کی وجہ سے بھائی بھائی آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں، باہمی الفت ومحبت کی جگہ نفرت

وعداوت کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں، دوستی دشمنی میں تبدیل ہوجاتی ہے، تاریخِ عالم گواہ ہے کہ حسد کی وجہ سے بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتیں برباد ہوگئیں، پُررونق بستیاں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئیں، جس معاشرے کے افراد میں حسد جیسی مکروہ ومذموم خصلت پائی جاتی ہو وہ معاشرہ انحطاط وزوال کا شکار ہوجاتا ہے، اس کی دیواروں میں شگاف پڑجاتے ہیں، بنیادیں کھوکھلی ہوجاتی ہیں، رفتہ رفتہ اس معاشرے اور ملک وملت کی تمام عمارت زمین بوس ہوجاتی ہے اور اس طرح اجتماعی موت واقع ہوجاتی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ الفلق کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (الحسد أوّل ذنبٍ عُصِي الله به في السّماء، وأوّل ذنبٍ عُصِي الله به في الأرض، فحسد ابليسُ آدمَ، وحسد قابيلُ هابيلَ) یعنی: ''حسد وہ اولین گناہ ہے جس کے ذریعے آسمان میں اللہ کی نافرمانی کی گئی، اور حسد ہی وہ اولین گناہ ہے جس کے ذریعے زمین میں اللہ کی نافرمانی کی گئی، [آسمان میں] ابلیس نے آدم (علیہ السلام) سے حسد کیا، اور زمین میں قابیل نے ہابیل سے حسد کیا''۔

ابلیس نے سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا' انہیں جنت سے نکلوایا' اور پھر خود بھی مردود وملعون ہوکر جنت سے نکلا، اور وہاں سے نکلتے وقت اس نے یہ عہد کیا کہ اولادِ آدم سے انتقام لینے کیلئے وہ قیامت تک ہر انسان کو صراطِ مستقیم سے منحرف وبرگشتہ کرنے کیلئے ہرممکن کوشش کرتا رہیگا، تاکہ جس طرح وہ خود جنت سے محروم ہوا ہے اسی طرح اولادِ آدم کی بھی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جنت سے محروم کرکے جہنم کا ایندھن بنادیا جائے۔

لہٰذا جب بھی کوئی انسان اپنے خالق ومالک کی نافرمانی کرتے ہوئے کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے اور اپنی آخرت برباد کرتا ہے تو وہ درحقیقت ابلیس کے اسی جوشِ انتقام کا نشانہ بننے کی وجہ سے ایسا کرتا ہے، اور اس تمام تر مصیبت کا اصل اور بنیادی سبب یہی ہے کہ ابلیس نے آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے سب سے پہلا انسانی خون بہایا اور اس روئے زمین پر فتنہ وفساد، قتل و غارتگری اور انسانی خون بہانے کی قبیح ترین رسم ڈالی، چنانچہ آج تک اس دنیا میں فتنہ وفساد، قتل و غارتگری اور خونریزی کا سلسلہ جاری ہے، اس تمامتر مصیبت و بربادی کا اصل سبب بھی یہی ہے کہ قابیل نے ہابیل سے حسد کیا۔ (معاشرتی آداب و اخلاق۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے ستایا، تکلیفیں پہنچائیں، مارا پیٹا، قتل کرنے کی سازش اور کوشش کی، ویران اور تاریک کنوئیں میں پھینک دیا، جہاں سانپ، بچھو، دوسرے زہریلے حشرات الارض کی بہتات تھی، اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بازار میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے، اور پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لختِ جگر کی جدائی اور گم شدگی کے غم میں سالہا سال تک روتے رہے، یہاں تک کہ کثرتِ گریہ کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی، اس تمامتر مصیبت و پریشانی کا اصل سبب بھی یہی تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں نے حسد کیا۔

اسی طرح اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:
{اَلَّذِينَ آتَيۡنَاهُمُ الۡكِتَابَ يَعۡرِفُونَهُ كَمَا يَعۡرِفُونَ أَبۡنَاءَ هُمۡ} ترجمہ: (وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطاء کی ہے وہ انہیں [یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو] پہچانتے ہیں، جیسا کہ وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو یعنی یہ یہود و نصاریٰ جس طرح اپنے بیٹوں کو خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں، یا کوئی بھی انسان جس طرح اپنی اولاد کو بغیر کسی شک و شبہ اور بغیر کسی دقت یا تردد کے خوب اچھی طرح اور یقینی طور پر جانتا اور پہچانتا ہے، بالکل اسی طرح یہ اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپؐ پر نازل شدہ کتاب، نیز آپؐ

کے لائے ہوئے دینِ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو خوب اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اسلام قبول نہیں کرتے، اور نہ صرف یہ کہ خود اسلام قبول نہیں کرتے بلکہ مزید یہ کہ دوسروں کو بھی راہِ حق سے گمراہ و برگشتہ کرنے کے درپے رہتے ہیں، اور مسلمانوں کے بارے میں ہمیشہ سے ان کی یہی خواہش و کوشش رہی ہے کہ کسی طرح انہیں بھی صراطِ مستقیم سے برگشتہ کردیا جائے اور دینِ برحق یعنی اسلام کی نعمت سے انہیں محروم کردیا جائے......، جیسا کہ قرآن کریم میں ان کی اس مذموم خواہش کا تذکرہ ہے:

{وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ}

ترجمہ: (اہلِ کتاب میں سے اکثر وبیشتر لوگ اس بات کی خواہش کرتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹا دیں ۚ حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ہے ۚ بعد اس کے کہ ان پر حق خوب واضح ہو چکا)

نیز قرآن کریم میں ان اہلِ کتاب کے اسی حسد کے بارے میں ارشاد ہے:

{أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ}

ترجمہ: (کیا یہ اہلِ کتاب حسد کرتے ہیں لوگوں [مسلمانوں] سے اس بات پر کہ اللہ نے ان پر اپنا فضل فرمایا)

غرضیکہ یہ یہود ونصاریٰ دینِ اسلام کی حقانیت وصداقت سے بخوبی اور قطعی واقفیت کے باوجود اسے قبول کرنے کی بجائے روزِ اول سے ہی اسلام اور مسلمانوں کو نیست ونابود کردینے پر کمربستہ ہیں، ابتدائے اسلام ہی سے انہوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع کردیا، کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی کوشش کی، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے میں زہر ملایا، اس طرح یہ لوگ ہمیشہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جسمانی

وروحانی نیز ظاہری و باطنی قسم کی اذیتوں اور پریشانیوں کا سبب بنتے رہے۔

اور پھر عہدِ رسالت کے بعد بھی یہ اہلِ کتاب مسلمانوں کے خلاف مسلسل ریشہ دوانیوں میں ہی مصروف رہے، صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، اسپین میں نہایت سفا کی و بیدردی کے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کو تہِ تیغ کیا، اور یہی صورتِ حال آج کے اس مہذب و ترقی یافتہ دور میں بھی دنیا کے مختلف خطوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو یقیناً یہ حقیقت واضح ہوجائیگی کہ اس تمامتر مصیبت و آفت کا اصل اور حقیقی سبب بھی (قرآن کے فیصلے مطابق) یہی ہے کہ یہ اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں۔ (معاشرتی آداب و اخلاق۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

جنت اُدھار ہے، مولیٰ اُدھار نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ لیلیٰ تو نقد نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت تو اُدھار ہے، مولیٰ اُدھار نہیں ہے، تمہارا مولیٰ نقد ہے۔ بس لیلیٰ سے نظر بچالو تو میری لذتِ قرب کو اسی وقت دل میں نقد پالو گے، میری معیّتِ خاصہ کو تم اسی لحہ دل میں محسوس کرو گے۔ **وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ** میں تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں لیکن تم خود غیروں کے عشق میں مبتلا ہو کر مجھ سے دور ہوجاتے ہو۔ لیلاؤں کو دل سے نکالو پھر مجھے نہ پاؤ تو کہنا۔ ارے سارے عالم کی لیلاؤں کو، بادشاہوں کے تخت و تاج کو اور تمام لذات کو بھول جاؤ گے، اپنے قلب میں مولیٰ کو پا جاؤ گے۔ جنت اُدھار ہے، تمہارا مولیٰ اُدھار نہیں ہے، اسی لیے **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ** کی ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کی کہ جو گناہ سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو دو جنتیں ملیں گی: **جَنَّةٌ مُعَجَّلَةٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى** دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حضوری اس کے قلب کو نصیب ہوگی، ہر وقت اپنے مولیٰ کے ساتھ رہے گا، ایک لحہ بھی غافل نہیں ہوگا۔

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے
رُوئے زمیں کو کوچہٗ جاناں کیے ہوئے

سارا عالَم اس کے لیے کوچہٗ محبوب ہوگا۔ یہ ہے مولیٰ کی نقد حضوری۔ (آداب راہ وفا ص/22)

پنڈت دیانند کا سوال: جنت کہاں ہے؟:

پادریوں میں سے کسی نے کسی بات کے بیان میں کہیں جنت کا ذکر کردیا تھا۔ اس پر پنڈت صاحب نے یہ فرمایا تھا: کوئی بتلائے تو جنت کہاں ہے؟

اس پر مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنی جائے پر بیٹھے ہوے یہ فرمایا کہ: پنڈت صاحب! اگر ہم کو وقت تقریر دیا جائے گا، تو ان شاء اللہ! ہم آپ کو بتلا دیں گے؛ مگر اس کے بعد پھر وقت ہی نہ ملا؛ بلکہ پادری نولس صاحب کے خاموش ہونے کے بعد جو مولوی محمد قاسم صاحب کھڑے ہوے، تو پادریوں نے ایسی ہٹ دھرمی کی، جس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ (مباحثہ شاہ جہان پور)

پادری حضرات میدان چھوڑ کر بھاگے:

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہنوز چار بجنے میں کسی قدر دیر تھی اور بایں وجہ کہ شروع جلسہ میں آدھ گھنٹہ اس تکرار میں ضائع ہوگیا تھا کہ اس وقت کون سے سوال پر بحث ہونی چاہیے، یہ ٹھہر گئی تھی کہ آدھ گھنٹہ چار بجے کے بعد بڑھا دیا جائے اور اہل اسلام نے بھی یہ کہہ لیا تھا کہ خیر آج ہم ساڑھے چار بجے ہی نماز پڑھ لیں گے۔ ابھی آدھ گھنٹہ کی اور گنجائش تھی؛ مگر اس پر بھی پادری لوگ کھڑے ہوگئے اور یہ کہا: جلسہ کا وقت ختم ہوگیا۔ مولوی صاحب اور موتی میاں صاحب اور نیز اہل اسلام نے ہرچند اصرار کیا کہ زیادہ نہیں، دو چار منٹ جو چار بجنے میں باقی ہیں، انہیں میں ہم کچھ کہہ لیں گے؛ مگر پادری صاحبوں نے ایک نہ سنی۔

اہل اسلام کا غلبہ یوں تقریراتِ گزشتہ سے ثابت ہی تھا، اس پر یہ انکار و اصرار ان کے غلبہ اور عیسائیوں کی شکست کے لیے ایسا ہوگیا، جیسا غنیم کا میدان سے بھاگ جانا ہوا کرتا ہے۔ پھر

اس پر طرہ یہ کہ اس سراسیمگی اور پریشانی میں جو رنج پنہانی کے باعث پادریوں کو لاحق تھی، پادری لوگ اپنی بعض کتابیں بھی وہیں چھوڑ گئے، ان کے اٹھانے کی بھی ہوش نہ رہی۔

القصہ اس وقت پادریوں کو بجز اس بات کے اور کوئی بات اپنی دامن گزاری کے لیے سمجھ میں نہ آئی اور پادریوں کا یہ کھڑا ہو جانا اس وقت ہندوؤں کے لیے غالباً غنیمت معلوم ہوا، وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ پر یہ بات عام و خاص کی نگاہوں میں اہل اسلام کے غلبہ پر اور بھی دلیل کامل ہوگئی؛ مگر جب مولوی صاحب نے یہ دیکھا کہ حضرات عیسائی کسی راہ نہیں مانتے، تو مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ: اچھا آپ تو سنیے! ہم اپنی طرف سے بیان کیے دیتے ہیں؛ مگر پادری صاحبوں نے بغرض برہمی جلسہ شور کرنا شروع کر دیا۔ ایک طرف تو ایک صاحب انجیل لے کر کھڑے ہو گئے اور ایک طرف کچھ انکار اور اقرار کا شور تھا؛ اس لیے اس وقت تو مولوی صاحب بغرض بایں خیال کہ ناحق نماز عصر میں دیر ہوتی ہے، نماز کے لیے تشریف لے گئے اور پھر نماز سے فارغ ہوتے ہی اسی موقع پر پہونچ کر اس چوکی پر، جس پر گفتگو کرنے والے کھڑا ہوا کرتے تھے، کھڑے ہوے۔ دیکھتے ہی اطراف و جوانب سے لوگ آپہونچے۔

حضرت نانوتویؒ اور وجودِ جنت پر محقق تقریر:

اس وقت مولوی صاحب نے فرمایا: لیجیے اب سن لیجیے! دنیا میں ہم دیکھتے ہیں: لذتیں خالی تکلیف سے نہیں اور تکلیفیں خالی راحتوں سے نہیں، منافع خالی مضرتوں سے نہیں، اور مضرتیں خالی منفعتوں سے نہیں، کھانا پانی ہر چند سامان راحت اور نفع کی چیز ہے؛ مگر اس کے ساتھ پاخانہ پیشاب کی خرابی اور امراض کے نقصان ایسے کچھ ہیں کہ کیا کہیے۔ اور کڑوی دوائیں اور فصد اور قطع و برید جراح اگرچہ سر دست سرمایۂ تکلیف ہے؛ مگر انجام کار کیسی کیسی راحتیں ان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اس بات کے دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بحیثیت آرام و تکلیف، و نفع و ضرر ایسے ہیں، جیسے باعتبار گرمی و سردی، و خشکی و تری مزاج مرکبات

عنصری معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جیسے وہاں اشیائے متضادہ کے اجتماع سے ایک مزاج مرکب حاصل ہوجاتا ہے، ایسے ہی یہاں بھی سمجھیے۔

مرکبات عنصری کی ترکیب میں اگر معلوم ہوتی ہے کہ گرمی سردی، خشکی تری ساری باتیں مرکبات مذکورہ میں معلوم ہوتی ہیں؛ ورنہ ترکیب کرتے ہوئے کس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ جب ہم اپنے بدن میں دیکھتے ہیں کہ قلیل وکثیر یبوست ہے، تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہمارے بدن میں جزو خاکی ہے؛ ورنہ اس یبوست کی اور کیا صورت تھی؛ کیوں کہ یبوست خاصہ خاک ہے، سوا اس کے اور کسی چیز میں یہ بات نہیں، ہو نہ ہو، جزو خاکی کی یہ تاثیر ہے کہ ہمارے بدن میں یبوست پائی جاتی ہے۔

اسی طرح رطوبت بھی کسی قدر نہ کسی قدر اپنے بدن میں موجود ہے اور وہ خاصۂ آب ہے؛ اس لیے یہ بات واجب التسلیم ہے کہ ہمارے بدن میں لاریب جزوے آبی ہوگا۔ علی ہذا القیاس ہوا اور آگ کا سراغ نکل آتا ہے؛ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جیسے یبوست اور رطوبت باہم ضد یک دیگر ہیں، ایسے ہی معدنِ حرارت کچھ اور ہوگا، اور مخزنِ تکلیف کچھ اور ہوگا۔ جیسے مرکبات عنصریہ باعتبار کمی بیشی رطوبت و یبوست، حرارت و برودت مختلف ہیں اور اس کی یہ وجہ ہے کہ کسی میں خاک زیادہ ہے، تو کسی میں پانی زیادہ ہے۔ اسی طرح باعتبار راحت و تکلیف کے مرکبات کو خیال فرمائیے کہ ان کی اصول بھی اسی طرح جدی جدی ہوں گی، انہیں میں سے لے لو، اگر سامان ہائے آرام و تکلیف کو بنایا ہوگا اور ان اصول میں ایک ایک بات کے سوا اسی طرح اور کچھ نہ ہوگا۔ جیسے آب و خاک اصول رطوبت و یبوست میں ایک ایک چیز ہی ہے، دوسری چیز نہیں۔ اس صورت میں ایک ایسا مقام اور طبقہ ماننا پڑے گا کہ جہاں فقط آرام ہو، تکلیف اصلاً نہ ہو، ہم اسی کو "بہشت" کہتے ہیں۔ بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد۔

حوضِ کوثر سے بڑے پیمانے کے ذریعہ جام پینا نصیب ہوگا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ

بَیْتِهٖ وَأَصْهَارِهٖ وَأَنْصَارِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَأُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ترجمہ:اے اللہ ! رحمت نازل فرما دے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پر ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہّرات (پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذُرّیت پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت پر،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرال پر ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدگاروں پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت والوں پر،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والوں پر،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پراوراُن کے ساتھ ساتھ ہم سب پربھی رحمت نازل فرما،اے سب سے بڑھ کررحم کرنے والے۔

فائدہ:حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جوشخص یہ چاہتا ہوکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوضِ کوثر سے بڑے پیمانے کے ذریعہ جام نوش کرے اُسے چاہئے کہ مذکورہ دُرودشریف پڑھا کرے۔حوالہ:(الشفاء للعیاض:2/167)(القول البدیع:55)(ذریعۃ الوصول:116)

حوضِ کوثر کاانکارنہیں کیاجاسکتا

۵-''یکذبون بالحوض''(حوضِ کوثر کاانکارکریں گے)

حوضِ کوثر جنت کاایک حوض ہے،جوہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کواللہ تعالیٰ کی طرف سے عطافرمایا گیا،جس کاذکرایک تفسیر کے مطابق ''اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ''میں ہے اورمتعدداورمستنداحادیث میں بھی اس کاذکراورکیفیت بیان کی گئی ہے،مثلاً فرمایاکہ ''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت تک (پھیلاہوا) ہےاوراس کے کنارے برابرہیں(یعنی وہ چوکور ہے)اس کاپانی دودھ سے زیادہ سفیداوراس کی خوشبومشک سے زیادہ عمدہ ہےاوراس حوض پرکٹورےاس قدرہیں جتنے کہ آسمان کے ستارےاورجوآدمی اس سے پانی پی لے گا،وہ پھر کبھی پیاسانہ ہوگا''۔(البخاری:۶۵۷۹،المسلم:۵۹۷۹،مشکاۃ المصابیح:۴۸۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ (مسلم:۵۹۷۹، مشکاۃ المصابیح:۴۸۷)

اس کا انکار بھی احادیثِ صحیحہ کا انکار ہے، مگر بعض لوگ ان باتوں کو محض ان کی عقلِ نارَسا و فہمِ ناقص میں نہ آنے سے انکار کریں گے، کیوں کہ یہ لوگ فی الواقع عقل کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ محسوسات کے خوگر ہونے کی وجہ سے، جب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ باتیں محسوس نہیں ہیں، تو اس کا انکار کردیتے ہیں، حالاں کہ یہ امور قطعاً عقل کے خلاف نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے منبر سے اپنے حوضِ کوثر کو دیکھنا

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه أن النبی ﷺ خرج یوماً فصلی علی أهل أحد صلاته علی المیت ثم انصرف إلی المنبر فقال: إنی فرط لکم وأنا شهید علیکم وإنی والله لأنظر إلی حوضی الآن وإنی أعطیت مفاتیح خزائن الأرض أو مفاتیح الأرض وإنی والله ما أخاف علیکم أن تشرکوا بعدی ولکن أخاف علیکم أن تنافسوا فیها. (رواہ البخاری رقم (۱۳۴۴)، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشہید)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور اُحد کے شہداء پر اس طرح نماز جنازہ پڑھی جس طرح میت کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ رہونگا اور بخدا میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، مجھے تمہارے بارے میں اپنے بعد شرک میں ابتلاء کا ڈر نہیں لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا داری میں منہمک ہو جاؤ گے، اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرو گے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے اسی معنی کی ایک دوسری روایت بخاری شریف کتاب المغازی میں بھی مروی ہے۔ (دیکھئے بخاری شریف حدیث نمبر ۴۰۴۲، کتاب المغازی باب غزوۂ احد)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: بينما نحن جلوس في المسجد إذ خرج علينا رسول الله ﷺ في المرض الذي توفي فيه عاصباً رأسه بخرقة فخرج يمشي حتى قام على المنبر، فلما استوى عليه قال في حديث أبي ضمرة أنس بن عياض وصفوان: والذي نفسه بيده وفي حديث محمد بن إسماعيل: والذي نفسي بيده إني لقائم على الحوض الساعة! إن رجلاً عرضت عليه الدنيا وزينتها فاختار الآخرة، فلم يعقلها من القوم أحد إلا أبوبكر فبكى ثم قال: أي رسول الله! بأبي أنت وأمي بل نفديك بآبائنا وأبنائنا وأنفسنا وأموالنا! قال: ثم نزل فما قام عليه حتى الساعة (رواه الإمام أحمد (ج٣/ص٩٠)، والنسائي في السنن الكبرى (ج٥/ص٢٤٧)

قوله: ثم نزل أي من المنبر صلوات الله وسلامه وبركاته عليه

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ مسجد نبوی میں موجود تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہ مرض الوفاۃ کی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے ہی سیدھے منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اس وقت حوضِ کوثر کے سامنے کھڑا ہوں، بے شک ایک آدمی کے سامنے دنیا اور اسکی رونق کا سامان پیش کیا گیا لیکن اس نے آخرت کو اختیار کیا، پوری جماعت میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ نہ سمجھ سکا، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، بلکہ ہم سب اپنے آباء اور اولاد اور اپنے مال آپ پر قربان کرتے ہیں، صحابی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف نہیں لائے۔ مسند دارمی میں اسی معنی کی ایک روایت مروی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ہی میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد بھی منقول ہے:**وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ** "جس نے کسی روزہ دار کو (اچھی طرح) اِفطار کرا کر سیر کر دیا اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے ایسا جام پلائیں گے کہ وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنّت میں داخل ہوجائے گا۔ (شعب الایمان:3336)

فائدہ: اِفطاری کرانے کیلئے ضروری نہیں کہ مکمل اِفطاری کا پُرتکلّف انتظام کیا جائے بلکہ حدیث کے مطابق ایک کھجور، ایک پانی یا لسّی یا شربت کا گھونٹ، یا ایک روٹی کا ٹکڑا یا لقمہ کھلانے والے کو بھی افطاری کرانے کے تمام فضائل حاصل ہوں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب کسی روزہ دار کو اِفطار کرانے کے فضائل بیان کیے تو حضرات صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کے پاس اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ کسی روزہ دار کو اِفطار کرادے تو وہ کیسے یہ فضیلت حاصل کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "**يُعْطِي اللهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ** یہ ثواب اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص کو بھی عطاء فرمادیں گے جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ لسّی پلا کر ہی افطار کرادے یا ایک کھجور ہی سے اِفطار کرادے، یا ایک گھونٹ پانی ہی پلادے۔ (شعب الایمان:3336)

ایک اور روایت میں ہے کہ کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر یہ بھی کسی کے پاس نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "**فَلُقْمَةُ خُبْزٍ أَوْ كِسْرَةُ خُبْزٍ**" آپ ﷺ نے فرمایا: روٹی کا ایک لقمہ یا روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کھلادینا کافی ہے۔ (شعب الایمان:3669)

اِفطار کرانے والے کو یوں دعاء دینی چاہیئے:

کسی کے یہاں دعوت کھائیں یا اِفطاری کریں تو اُس کا شکریہ اداء کرنا چاہیئے، "**جَزَاكَ اللهُ خَيْراً**" کہنا چاہیئے اور حدیث کے مطابق مندرجہ ذیل دعاء دینی چاہیئے۔

"أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ" اللہ کرے کہ آپ کے پاس روزہ دار اِفطار کریں، آپ کا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے آپ پر رحمتیں بھیجیں۔ (ابوداؤد: 3854)

حوضِ کوثر کے پانی کی خاصیت

ارشاد: حوضِ کوثر کے پانی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے ایک دفعہ پانی پی لیا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی، عمر بھر کے لیے پیاس کی کلفت دفع ہو جاوے گی اور لطیف اس قدر ہوگا کہ بدون پیاس کے بھی اس کی طرف رغبت ہوگی اور اس کا مزہ حاصل ہوگا۔ (از: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

جنت میں موت کی تمنا نہ ہوگی:

ارشاد: جنت میں جانے کے بعد مرنے کی تمنا قلب میں نہیں آسکتی، کیوں کہ موت کو تو دنیا میں کوئی نہیں چاہتا، طبعاً اس سے کراہت ہے اور اگر کسی کا دل موت کو چاہتا بھی ہے تو اس کی وجہ یا تو شدّتِ کلفت ہے جس سے تنگ آکر انسان موت کی تمنا کرتا ہے اور جنت کلفت سے خالی ہے، یا اشتیاق لقاء اللہ سے اور جنت میں جا کر یہ شوق بھی پورا ہو جائے گا۔ (از: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

بعض لوگوں کو حوضِ کوثر سے ہٹایا جائے گا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو (قیامت کے روز) حوض پر تمہارا میرا سامنا ہوگا جو میرے پاس ہو کر گزرے گا پی لے گا اور جو پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہوگا کہ پینے کے لیے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ قائم کر دی جائے گی، میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں، اس پر کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا نئی

چیزیں نکالی تھیں، یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے بعد ادل بدل کیا۔ (بخاری، باب فی الحوض، حدیث نمبر: ۶۰۹۷)

حوض کوثر پر حضور ﷺ کے یار کون؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

أَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ۔ (سنن ترمذی: کتاب المناقب، ۴۰۳۳)

تم غار میں میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے۔

اہلِ جنت کے سردار:

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ (سنن ترمذی: کتاب المناقب، 4028)

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے بڑی عمر والوں کے سردار ہیں سوائے انبیا و مرسلین کے۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنت میں جو لوگ بڑی عمر کے ہوں گے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے سردار ہوں گے، اس لیے کہ جنت میں کوئی بڑی عمر کا نہ ہوگا، سب نوجوان ہوں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی گئی اس وقت جو مستحقین جنت بڑی عمر کے تھے ان کے سردار ہوں گے۔ ایسا ہی مطلب اس حدیث کا بھی ہے جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہ جوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔

جنت میں نبی کے رفیق:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ'' (سنن ترمذی: کتاب المناقب، ۴۰۶۳)

ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

خلفاء ثلاثہ کے لئے جنت کی شہادت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا، مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے اجازت چاہی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" کہ ان کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری سنا دو میں نے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ ابوبکر تھے، میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنا دی، انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر ایک شخص اور آیا اور اس نے اجازت چاہی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو، اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دو چنانچہ میں نے دروازہ کھولدیا اور دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میں نے ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنادی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر اور ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُه" ان کو اجازت دے دو، اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنادو ایک مصیبت پر جوان کو پہنچے گی، وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میں نے ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری سنادی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر کہا کہ اللہ میری مدد کرے۔ (صحیح بخاری: فضائل الصحابۃ: 3674)

گھر کو جنت کا نمونہ بنانا ہے تو نیک سیرت بہولائیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے

کہ کسی عورت سے شادی چار چیزوں کی بناء پر کی جاتی ہے (۱) مال و دولت (۲) خاندانی شرافت و بڑائی (۳) حسن و جمال (۴) دینداری، لہٰذا تم دیندار عورت کو ترجیح دے کر کامیابی اپنالو ورنہ خسارہ اٹھاؤ گے۔ (خطبات حبان جلد اول)

ادھورا بچہ ماں باپ کو جنت میں لے جانے کے لیے جھگڑا کرے گا:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ ادھورا گرا ہوا بچہ (بھی) اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب اس کے والدین دوزخ میں داخل کر دیئے ہوں گے، اس بچہ سے کہا جائے گا کہ اے ادھورے بچے! جو اپنے رب سے جھگڑ رہا ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے، لہٰذا وہ اپنے ناف کے ذریعہ کھینچتا ہوا ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

اپنے کسی عزیز کی موت پر صبر کر لینا اور اللہ سے ثواب کی امید کر لینا تو بڑے مرتبہ والا کام ہے، لیکن کسی مصیبت زدہ کو تسلی دینا بھی بڑے مرتبہ کی بات ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ۔ یعنی جس نے کسی ایسی عورت کو تسلی دی جس کا بچہ گم ہو گیا ہو یا مر گیا ہو تو اس کو جنت میں چادریں پہنائی جائیں گی۔ یعنی جنت میں داخل ہو کر یہ شخص وہاں کے لباس سے متمتع ہوگا۔ **جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ**

فائدہ: یہاں تک جو متعدد احادیث کا ترجمہ لکھا گیا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے دنیاوی تکالیف اور مصائب اور امراض و آلام سب نعمت ہیں، ان کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہوں کا کفارہ ہو جانے کی وجہ سے برزخ اور روز قیامت کے عذاب سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ مومن بندوں پر لازم ہے کہ صبر و شکر کے ساتھ ہر حال کو برداشت کرتے چلیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی بہت زیادہ پختہ امید رکھیں اور یقین جانیں کہ

ہمارے لیے صحت و عافیت بھی خیر ہے اور دکھ تکلیف بھی بہتر ہے، اصل تکلیف تو کافر کو پہنچتی ہے۔ تکلیف بھی پہنچی اور ثواب بھی نہ ملا۔ مومن کی تکلیف، تکلیف نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مصیبت و تکلیف اور مرض کی دعا کریں، یا شفا کی دعا نہ مانگیں، کیوں کہ جس طرح صبر میں ثواب ہے، شکر میں بھی ثواب ہے۔ سوال تو عافیت ہی کا کریں اور کرتے رہیں اور تکلیف پہنچ جائے تو صبر کریں۔

بہت سے لوگ جو آرام و راحت اور دکھ تکلیف کی حکمت اور اس کے بارے میں قانون الٰہی کو نہیں جانتے، بے تکی باتیں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جہاں کی ساری مصیبتیں مسلمان قوم ہی پر آپڑتی ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ کافروں کو محلات و قصور اور مسلمان کو صرف وعدہ حور، کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیروں کو خوب نوازا ہے اور اپنے کو فقر و فاقہ اور دوسری مصیبتوں میں رکھا ہے۔ حالاں کہ اپنا ہونے ہی کی وجہ سے مسلمانوں کو تکالیف میں مبتلا فرمایا جاتا ہے، تاکہ ان کے گناہ معاف ہوں۔ درجات بلند ہوں اور آخرت میں گناہوں پر سزا نہ ہو، درحقیقت یہ بہت بڑی مہربانی ہے کہ دنیا کی تھوڑی بہت تکلیف میں مبتلا کر کے آخرت کے عذاب شدید سے بچا دیا جائے اور کافروں کو چونکہ آخرت میں کوئی نعمت نہیں ملیگی، کوئی آرام نصیب نہیں ہوگا بلکہ ان کے لیے صرف عذاب ہی عذاب ہے اس لیے ان کو دنیا زیادہ دے دی جاتی ہے اور ان پر مصیبتیں کم آتی ہیں، اگر کسی کافر نے خدمت خلق وغیرہ کا کوئی کام کیا ہے تو اس کا عوض اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے تاکہ آخرت میں اسے ذرا سی خیر اور معمولی سا آرام بھی نہ ملے اور ابدالاباد ہمیشہ دوزخ میں رہے۔ (از: مفتی عاشق الٰہی صاحبؒ)

بچہ کی موت پر رنج ہونا اور آنسو آجانا خلاف صبر نہیں ہے

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اِنَّ ابْنًا لِّی قُبِضَ فَأْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِءُ السَّلَامَ

وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذَا فَقَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءُ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کی خدمت میں خبر بھیجی کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے، آپ تشریف لائیے۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور یہ پیغام بھجوایا کہ بے شک اللہ جو کچھ لے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے، اور ہر چیز کے لیے اس کے یہاں وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرنا چاہیے اور ثواب پختہ کی امید رکھیں۔ آپ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دے کر پیغام بھیجا کہ ضرور ہی تشریف لائیں۔ آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر چند حضرات تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو بچہ آپ کے ہاتھوں میں دے دیا گیا، جو جان کنی کے عالم میں تھا۔ بچہ کی حالت خود دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا بات ہے؟ (آپ رو رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا، یہ رونا اس صفت رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔'' (مشکوٰۃ ص ۱۵۰، از بخاری ومسلم)

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو اپنی صاحبزادی کو پیغام بھیجا کہ بچہ کی وفات پر صبر کریں اور اللہ پاک کی طرف سے ملنے والے اجر وثواب کا پختہ یقین رکھیں، اور ساتھ ہی

ساتھ صبر دلانے والا مضمون بھی بتایا کہ بندہ کا کوئی چارہ نہیں، نہ کوئی دم مارنے کی مجال ہے، اللہ نے جو کچھ دیا وہ اسی کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس نے واپس لیا وہ بھی اسی کا ہے۔ اگر دینے والا اپنی ہی چیز واپس لے لے اس میں کسی کو اعتراض کا کیا موقع ہے۔

خصوصاً جب کہ لینے والا اپنی چیز لے رہا ہے اور لینے کے ساتھ بہت بڑے اجر وثواب کا وعدہ بھی فرما رہا ہے۔ خواہ مخواہ بے صبری کر کے اپنا ثواب کھونا اور خدائے پاک کو ناراض کرنا بہت بڑی نادانی اور کم عقلی ہے، جب آپ کی صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی تو آپ تشریف لے گئے، بچہ کو اٹھایا تو مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہؓ کو تعجب ہوا اور بے ساختہ بول پڑے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رو رہے ہیں؟ حالاں کہ آپ تو صبر کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ رونا آ جانا غیر اختیاری امر ہے جو رحم دل ہونے کی دلیل ہے، اس پر نہ مواخذہ ہے نہ یہ خلاف صبر ہے۔ (از: مفتی عاشق الٰہی صاحبؒ)

والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو سے محروم رہتا ہے

والدین ماں اور باپ کو کہتے ہیں جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہم پر فرض ہے اور ان کی خدمت کرنا لازم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا: ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوچھو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

اور اگر وہ تمہاری موجودگی میں دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان پر نہ بھڑکو اور ان سے ادب سے پیش آنا تو والدین کا مرتبہ اتنا بلند وبالا ہے کہ اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازم ہے جس کے متعلق احادیث میں بہت بڑی فضیلت

آئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی شریف، جلد دوم)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ یعنی ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اللہ نے ہم کو والدین کے ساتھ احسان مندر رہنے کا اس لئے حکم دیا کہ والدین ہماری ہر طرح کی پرورش کرتے ہیں جب بچہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے تو وہ ماں حمل کے وقت سے ولادت کے زمانہ تک ہر طرح کی تکلیف اٹھاتی اور برداشت کرتی ہے پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو دودھ پلاتی ہے اور اس کو ہر طرح سے پاک وصاف رکھتی ہے اور اپنی اولاد پر جان و مال راحت وآرام سب کچھ قربان کر دیتی ہے اور اب اس کے لئے ہر چیز کو مہیا کرتا ہے اور ان کا سارا بوجھ اپنے سر لیتا ہے لیکن اپنی اولاد کو کوئی تکلیف ہونے نہیں دیتا اسی لئے والدین کا بہت بڑا مرتبہ ہے اللہ کی عبادت کے بعد والدین کی فرمانبرداری کرنا اولین فریضہ ہے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا، نفل نماز، صدقہ، روزہ، حج اور جہاد سے بھی افضل ہے۔ (بیہقی) جو شخص ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے ان کی نہ کوئی عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ صدقہ خیرات قبول ہوتا ہے ان کی نافرمانی کرنے سے دنیا وآخرت دونوں میں ذلت ہوتی ہے اور نہ اسی شخص کے زبان پر مرتے دم تک کلمہ جاری ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا اگر ایک نظر بھی محبت سے دیکھے تو اس کو ایک حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کیا اگر کوئی دن میں سو مرتبہ دیکھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب بھی ہم والدین کی کتنی بھی خدمت کریں ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا میں نے اپنے والدہ کو اپنے کاندھے پر بیٹھا کر طواف کرایا کیا میں نے ان کے حق کو ادا کیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تیری ولادت کے لمحہ کے وقت کی تکلیف کے حق کو بھی ادا نہیں کیا۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہم کو والدین کی کتنی خدمت کرنا چاہئے ۔ والدین میں بھی ماں باپ سے تین گناہ زیادہ ثواب کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ وہ تین ایسے چیزیں انجام دیتی ہے کہ باپ تصور بھی نہیں کرسکتا یعنی حمل کے وقت اپنے بچہ کو اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے اور ولادت کی تکلیف کو سہتی ہے، تیسرا یہ کہ وہ رضاعت کرتی ہے لیکن پرورش میں دونوں برابر ہیں۔ اسی لئے دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے وہ شخص جو اپنے ماں باپ کو ستائے۔ (بیہقی) افسوس صد افسوس کہ آج کے اس معاشرے میں کئی لوگ ایسے ہیں جو اپنے والدین کو دکھ درد اور تکالیف پہونچاتے ہیں ان کو گالی گلوچ کرتے ہیں اور ان کو طعنہ زنی کرتے ہیں ایسے بد بخت انسانوں کی قیامت میں ضرور پوچھ ہوگی اور ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔

نزہتہ المجالس میں مکتوب ہے کہ ایک تابعی کا گذر ایک قبرستان سے ہوا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر شق ہوئی اور اس قبر سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور جسم انسان کا تھا اور وہ قبر سے نکل کر تین مرتبہ گدھے کی آواز نکالا اور پھر قبر میں چلا گیا۔ آپ نے اس آدمی کا حال اس کی بیوی سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرا شوہر ہے جو روزانہ شراب پیا کرتا تھا جب اس کی ماں اس کو نصیحت کرتی کہ بیٹا تم شراب کب تک پیو گے مت پیو وہ کہتا تھا تم کیا گدھے کی طرح چلاتی ہو اسکے بعد اس شخص کا انتقال عصر کے وقت ہوا تب سے اس قبر سے روزانہ عصر کے وقت گدھے کی آواز آتی ہے۔ اس لئے والدین کی نافرمانی سے بچنا چاہئے کیونکہ جنت کی خوشبو ہزار برس تک آتی ہے جو شخص اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے وہ اس جنت کی خوشبو سے محروم رہتا ہے۔

ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں تو اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا! اپنی ماں کے ساتھ پھر وہ شخص نے کہا کس کے ساتھ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کے ساتھ پھر وہ شخص نے کہا کس کے ساتھ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاں ماں کیساتھ اسکے بعد چوتھی مرتبہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ کے ساتھ، ماں اور باپ دونوں میں سے اگر کوئی پانی مانگے تو پہلے ماں کو دے، پھر باپ کو اسی لئے ہم پر والدین کی فرمانبرداری کرنا لازم وفرض ہے۔

والدین کی رضا میں ہی اللہ کی رضا ہے اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہے جس شخص سے والدین ناراض رہتے ہیں اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے ناراض ہوتا ہے اللہ اوراسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی وجہ سے ہمیں ہر طرح کی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اطاعت وفرمابرداری والدین میں رضائے خداوندی اور رضائے مصطفوی حاصل ہوتی ہے اور گھروں میں برکت وراحت حاصل ہوتی ہے اور عامۃ المسلمین کو چاہئے کہ دائمی طور پر اپنے والدین کو خوش رکھیں ان سے حسن سلوک سے پیش آنا اوران کی خدمت کرنا اولاد کا اولین طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کواس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! (حکیم ادریس حبان رحیمی)

والدین جنت کے دروازے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ أَصْبَحَ مُطِيْعاً لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ وَاحِداً فَوَاحِداً وَمَنْ أَصْبَحَ عَاصِياً لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ إِنْ كَانَ وَاحِداً فَوَاحِداً قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ۔ (مشکوۃ ص ۴۲۱ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا

ہے (یعنی ماں باپ کے حقوق ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی ہے) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو کہ جس کی اس نے اطاعت و فرمانبرداری کی ہے تو اس کے لئے جنت میں دو دروازے کھولے جاتے ہیں اور جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے یعنی اس نے ماں باپ کے حقوق میں کوتاہی و تقصیر کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو کہ جس کی اس نے نافرمانی کی ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے یہ ارشاد سنکر ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر چہ وہ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔

تشریح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور ان کی نافرمانی کرنے سے اجتناب کرنا چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسلئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری یا ان کی نافرمانی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری یا اسکی نافرمانی کرنا ہے اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جملہ کو تین بار فرمانا ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی اہمیت کو ظاہر کرنے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی تاکید کو زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ بیان کرنے کی بناء پر تھا۔

تاہم واضح رہے کہ ''ظلم'' سے مراد وہ ظلم ہے جس کا تعلق دنیوی معاملات سے ہو نہ کہ دینی امور سے کیونکہ ماں باپ کی ایسی اطاعت و فرمانبرداری جائز نہیں ہے جس سے دین کی مخالفت اور شرعی احکام و مسائل کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

لہٰذا اگر ماں باپ کفر، شرک، بدعت اور حرام کاموں کا حکم کریں تو ان کی اطاعت حرام ہے، مسلمان ماں باپ تو ایسے کاموں کا حکم ہرگز ہرگز نہ کریں گے بلکہ اچھے کاموں کے لئے ہی کہیں گے جن کے کرنے سے دارین کی صلاح وفلاح حاصل ہو ان کاموں کو کرنا تو اس کیلئے عقلاً و شرعاً بھی ضروری ہوگا، والدین کے حقوق کی تفاصیل اللہ پاک نے ان آیات میں بیان فرمائی ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلاَّ تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْراً ۔

ترجمہ:

اور حکم کر چکا آپ کا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہونچ جائے تیرے سامنے ایک ان میں سے بڑھاپے کو یا دونوں تو نہ کہہ انکو اُف (ہوں) اور نہ جھڑک انکو اور کہہ ان سے بات ادب کی۔

اور جھکا دے انکے آگے کندھے عاجزی کے ساتھ، نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا کہ پالا انھوں نے مجھکو چھوٹا سا۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهُ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۔

ترجمہ: اور ہم نے تاکید کردی انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے، پیٹ میں رکھا اسکی ماں نے تھک تھک کر، اور دودھ چھڑانا ہے اسکا دو برس میں، کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

والدین کی اطاعت کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلاَ تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

ترجمہ: اور ہم نے تاکید کردی انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو انکا کہنا مت مان مجھی تک آنا ہے تمکو سو میں بتلادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَاناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَوَضَعَتْهُ كُرْهاً وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلاَثُونَ شَهْراً. حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ: اور ہم نے حکم کردیا انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنیکا، پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف کے ساتھ اور جنا اسکو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اسکا اور دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے یہاں تک کہ جب پہونچا اپنی قوت کو اور پہونچ گیا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھکو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار۔ (تحفۂ مومن)

دنیا ہی میں جنت کا مزہ

بعض وقت ایسا لگتا ہے جیسے میں اس دنیا میں نہیں ہوں، ایسا لگتا ہے کہ میں جنت میں ہوں فَادْخُلِي فِي عِبَادِي جنت میں اللہ کے بہت سے عاشق بیٹھے ہیں اور مزے ہورہے ہیں، دیکھو وہاں نہ لیٹرین ہے نہ استنجاء لگے گا، نیند بھی نہیں ہے کہ سارا دن سو رہا ہو کیوں کہ سویا

اور مرا ہوا برابر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ** نیند موت کا بھائی ہے، تو جب اللہ وہاں موت کو ختم کردے گا تو موت کے بھائیوں کو بھی نہیں آنے دے گا، وہاں نیند بھی نہیں آئے گی، اور نیند آتی ہے تھکاوٹ سے، وہاں تھکاوٹ ہوگی ہی نہیں۔ تو یہ مجمع جو ہے اگر یہ چوبیس گھنٹہ ایسے ہی رہے سونے کی ضرورت ہی نہ پڑے، تو کتنا مزہ آئے گا اس کا اندازہ کرو۔ سبحان اللہ!

جنت میں سارے احباب سے ملاقات ہوا کرے گی

جنت میں ہر وقت احباب سے ملاقات رہے گی، بعض احباب دور ہوں گے تو اللہ ان کو ایک سواری دے گا اس کا نام ہے رَف رَف، میرے شیخ فرماتے تھے کہ رَف رَف کو الٹ دو تو فرفر بنے گا، تو وہ سواری فرفر اڑے گی اور سیکنڈوں میں دوستوں تک پہنچا دے گی۔ مثلاً میرا دل چاہے کہ مولانا رومی سے مل لوں کیوں کہ مجھے بچپن ہی سے ان سے محبت ہے تو فوراً وہاں پہنچ جاؤں گا۔ یہ ایک مثال دی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اوروں کی محبت مجھے نہیں ہے، آپ بتاؤ ایک ہزار دادا بیٹھے ہوں تو باپ سے جو محبت ہوگی اتنی داداؤں سے ہوگی؟ (آفتاب نسبت)

اللہ تعالیٰ کی محبت میں جنت کا مزہ ملتا ہے

لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت میں تڑپنے سے یہ مت سمجھیے گا جیسے ہارٹ اٹیک والے تڑپتے ہیں، اس میں تو تکلیف ہوتی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں اللہ کی محبت کے درد کی عجیب شرح فرمائی ہے؎

شُکر ہے دردِ دل مستقل ہوگیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہوگیا

اور فرماتے ہیں؎

لُطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

قیس بیچارا رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ اُن کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

یعنی اللہ والوں کو اللہ کی محبت کے درد میں جنت کا مزہ آتا ہے۔ (اصلی پیر کی پہچان)

ذکر اللہ کا مزہ جنت سے بھی زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ کے نام کے برابر جنت بھی نہیں ہوسکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ** میرا کوئی مثل نہیں۔ جب ان کی ذات کا کوئی مثل نہیں ہوسکتا تو ان کے نام کی لذت کا بھی کوئی مثل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی۔

ذکر اللہ کے دو حق

نمبر ۱) یہ کہ کسی شیخ کامل سے مشورہ کر کے ذکر کیجیے۔ جیسے کوئی طاقت کی دوا یا کوئی خمیرہ آپ کسی طبیب سے پوچھ کر استعمال کرتے ہیں۔ ایک کشمیر کے باشندے نے طاقت کے لیے ڈیڑھ پاؤ بادام کھالیا۔ پھر ساری رات کرتا بنیان اُتار کر لنگی پہن کر پاگل کی طرح پھرتا رہا۔ صبح صبح میرے پاس آیا۔ میں نے کہا کہ اطباء نے لکھا ہے سات عدد یا نو عدد اور زیادہ سے زیادہ گیارہ بادام کھاسکتا ہے اور تم نے ڈیڑھ پاؤ کھالیا، اس کا یہ اثر ہوا۔ اب آج کھانا مت کھاؤ، صرف دہی کی لسّی پیو اسپغول کا چھلکا ڈال کر، دن بھر میں کم از کم چالیس پچاس گلاس پی جاؤ۔ عشاء تک وہ لسّی پیتا رہا۔ عشاء کے بعد آیا کہ اب جا کر دماغ صحیح ہوا ہے ورنہ پاگل ہوجاتا۔ بس اسی طرح شیخ سے مشورہ کی ضرورت ہے کہ کتنا ذکر کریں۔ مجھ کو مولانا شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خانقاہ تھانہ بھون حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے نے بتایا کہ حضرت نے ایک شخص کو دو ہزار مرتبہ اللہ اللہ بتایا۔ اس نے پچیس تیس ہزار مرتبہ

پڑھ لیا۔ گرم ہوکر خانقاہ تھانہ بھون کے کنویں میں کود گیا۔ جب کودا تو ہم لوگ دوڑے، بڑی مشکل سے اس کو نکالا۔ پھر حضرت نے پانی دَم کر کے پلایا۔ جب اس کو ہوش آیا تو حضرت نے اس کو سخت تنبیہ فرمائی اور خوب ڈانٹ لگائی کہ ظالم! میری بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ کیوں ذکر کیا۔ جتنا شیخ بتائے اتنا ہی ذکر کرو۔ (تزکیۂ نفس)

ذکر کے لیے مشورۂ شیخ کی اہمیت

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پوچھا کہ حضرت! ذکر کے لیے شیخ کے مشورہ کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ کا نام تو بہت بڑا نام ہے، ان کا نام لے کر کیا ہم اللہ والے نہیں بن سکتے؟ کیا ذکر ہم کو خدا تک نہیں پہنچا سکتا؟ اس میں شیخ کا مشورہ کیوں ضروری ہے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! اللہ تک تو آپ پہنچیں گے ذکر ہی سے لیکن ایک بات سن لیجیے کہ کاٹتی تو تلوار ہی ہے لیکن کب کاٹتی ہے؟ جب سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا مثال دی۔ **اُولٰٓئِكَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ** ۔فرمایا کہ اسی طرح خدا تک تو ذکر ہی سے پہنچیں گے لیکن کسی اللہ والے کے مشورہ سے، اس کی دعائیں اور توجہ بھی شامل حال ہوگی، پھر وہ آپ کی دماغی صلاحیت کو بھی دیکھتا ہے کہ یہ کتنا ذکر کر سکتا ہے۔ کتنے لوگ جن کا سچا اور کامل پیر اور مرشد نہیں ہوتا زیادہ ذکر کر کے پاگل ہو رہے ہیں۔ لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالاں کہ وہ مجذوب نہیں ہیں مجنون ہیں۔ ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آرہی ہے۔ حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ فوراً ذکر ملتوی کریں اور بادام اور دودھ پئیں اور سر میں تیل کی مالش کریں اور صبح ننگے پاؤں سبزہ پر چلیں اور اپنے دوستوں سے کچھ خوش طبعی کریں۔ مخلوق سے دور تنہائی میں رہتے رہتے اور زیادہ ذکر و فکر کی وجہ سے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے۔ اس خشکی کی وجہ سے یہ روشنی نظر آرہی ہے۔ یہ ہے شیخ محقق۔ اگر کوئی جاہل پیر ہوتا تو کہتا کہ جب جلوہ نظر آ گیا تو اب کھاؤ حلوہ اور لو یہ خلافت لے

جاؤ۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو خلافت ہی کا اُمیدوار ہو گا لیکن میرے جواب کو دیکھ کر کیا کہے گا! معلوم ہوا کہ شیخ کا مشورہ کتنا ضروری ہے۔

دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر پیر نہ بنایئے تو مشیر بنانے میں کیا حرج ہے۔ یہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کسی کو اپنا دینی مشیر بنا لیجیے، مشورہ لے لیجیے۔ بیعت ہونا تو سنت ہے، مگر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی مصلح کامل سے تعلق میرے نزدیک فرض ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ اصلاح بغیر اس کے نہیں ہوتی۔ (تزکیۂ نفس: از: حکیم اختر صاحبؒ)

جنت کے درخت کا دراز سایہ

عباس بن محمد دوری، عبید اللہ بن موسیٰ، شیبان، فراس، عطیہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے درخت ہیں کہ کوئی سوار اگر اس کے سایہ میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو گا (**الظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ**) پھیلے ہوئے سائے سے یہی مراد ہے۔ (جو قرآن پاک میں مذکور ہے) (جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 423 حدیث مرفوع مکررات 47 متفق علیہ 15

جنت کی تعریف کیا ہے؟

صراح میں لکھا ہے کہ "جنت" کے معنی ہیں باغ بہشت "جنت" اصل میں "ڈھانپنے" کے معنی میں آتا ہے۔ اس مناسبت سے پہلے اس لفظ کا اطلاق "سایہ دار درختوں" پر ہوتا تھا جو اپنے نیچے کی چیز کو گویا اپنے سائے میں چھپائے اور ڈھانپتے رہتے ہیں، پھر اس لفظ کو "باغ" کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا جو سایہ دار درختوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور پھر آخر میں یہ لفظ "ثواب و انعام ملنے کی جگہ یعنی بہشت" کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا، چنانچہ بہشت کو "جنت" اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہاں گھنے درخت اور باغات ہیں جو ہر چیز کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔ (مشکوۃ شریف: جلد پنجم: حدیث نمبر 178 مکررات 0 متفق علیہ 0)

مرد کو حوریں ملیں گی اور عورتوں کا کیا ملے گا؟

جنت میں مردوں کو تو حوریں ملیں گی مگر عورتوں کو کیا؟ اسکا جواب اس قدر مکمل اور خوبصورت ہے کہ پھر کسی سوال کی ضرورت نہ رہے گی مردوں کو جہاں حوریں ملیں گی وہیں عورتوں کے لیے بھی انعامات کا ذکر ہے

جنت میں داخل ہونے والی خواتین کو اللہ تعالی نئے سرے سے پیدا فرمائیں گے اور وہ کنواری حالت میں جنت میں داخل ہوں گی، جنتی خواتین اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی، جنتی خواتین اپنے شوہروں سے ٹوٹ کر پیار کرنے والی ہوں گی۔

قرآن مجید میں ان تمام باتوں کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اہل جنت کی بیویوں کو ہم نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنا دیں گے اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں یہ سب کچھ داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہوگا (سورہ واقعہ)

اہل ایمان میں مردوں کے ساتھ کوئی خاص معاملہ نہ ہوگا بلکہ ہر نفس کو اسکے اعمال کے بدولت نعمتیں عطا کی جائیں گی اور ان میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہ ہوگی جنت کی خوشیوں کی تکمیل خواتین کی رفاقت میں ہوگی۔قرآن مجید میں اس کے متعلق فرمان الہی ہے۔

داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہیں خوش کر دیا جائے گا (سورہ زخرف)

جنت میں داخل ہونے والی خواتین اپنی مرضی اور پسند کے مطابق اپنے دنیاوی شوہروں کی بیویاں بنیں گی (بشرطیکہ وہ شوہر بھی جنتی ہوں) ورنہ اللہ تعالی انہیں کسی دوسرے جنتی سے بیاہ دیں گے جن خواتین کے دنیا میں (فوت ہونے کی صورت میں) دو یا تین یا اس سے زائد شوہر رہے ہوں ان خواتین کو اپنی مرضی اور پسند کے مطابق کسی ایک کے ساتھ بیوی بن کر رہنے کا اختیار دیا جائے گا جسے وہ خود پسند کرے گی اس کے ساتھ رہے گی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم ہم

میں سے بعض عورتیں (دنیا میں) دو، تین یا چار شوہروں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرتی ہے اور مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جاتی ہے وہ سارے مرد بھی جنت میں چلے جاتے ہیں تو ان میں سے کون اسکا شوہر ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے ام سلمہ! وہ عورت ان مردوں میں کسی ایک کا انتخاب کرے گی اور وہ اچھے اخلاق والے مرد کو پسند کرے گی اللہ تعالی سے گزارش کرے گی" اے میرے رب! یہ مرد دنیا میں میرے ساتھ سب سے زیادہ اخلاق سے پیش آیا لہذا اسے میرے ساتھ بیاہ دیں" (طبرانی النھایہ لابن کثیر فی الفتن والملاحم الجزالثانی رقم الصفحہ 387)

جنتی کو مدت، نیند، حسد، نجاست، بڑھاپا، اور ڈاڑھی نہیں ہوگی

جنت مین سب کچھ ہوگا مگر چھ چیزیں نہ ہوں گی۔ موت نہ ہوگی، نیند نہ ہوگی، حسد نہ ہوگا، نجاست نہ ہوگی، بڑھاپا نہ ہوگا، داڑھی نہ ہوگی بلکہ بغیر داڑھی کے جوان ہوں گے۔

پہلی چیز: جنت میں موت نہ ہوگی۔ چنانچہ یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جنت میں موت نہیں ہوگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (النومُ أخو الموتِ، ولا يموتُ أهلُ الجنَّةِ (صحیح الجامع:6808)

ترجمہ: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت کو موت نہیں آئے گی۔

یہ بات صحیحین کی روایت سے بھی ثابت ہے، بخاری شریف کی حدیث دیکھیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ (صحیح البخاري:6548)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں

گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کردیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی۔ اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہوجائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہوجائیں گے۔

دوسری چیز: جنت میں نیند نہ ہوگی۔ یہ بات بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے، الجامع کی مذکورہ روایت بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ نیند کو موت کا بھائی کہا ہے تو دونوں کا یکساں حکم ہوگا۔ دوسری احادیث میں واضح الفاظ بھی آئے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلا يَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ (المعجم الأوسط للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے۔

اس حدیث کو شیخ البانی نے مجموعی طرق کے اعتبار سے صحیح کہا ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ:1087)

مشکوۃ میں بھی یہ روایت آئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے:

سأل رجلٌ رسولَ اللهِ - صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ - : أينامُ أهلُ الجنةَ ؟ ! قال: النومُ أخو الموتِ، ولا يموتُ أهلُ الجنةِ .(مشکوۃ)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جنت والے سوئیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: نیند موت کا بھائی ہے اور اہل جنت نہیں سوئیں گے۔

اس حدیث کی سند کو شیخ البانی نے ضعیف کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس کے متعدد طرق ہیں بعض طریق صحیح ہے۔ (تخریج مشکاۃ المصابیح:5579)

تیسری چیز: جنت میں حسد نہ ہوگا۔ یہ بات بھی قرآن وحدیث کے نصوص سے ثابت ہے کہ

اہل جنت کے دلوں میں دنیاوی بغض وحسد نہ ہوگا اللہ تعالی اسے ان کے سینوں سے نکال پھینکے گا۔ اللہ کا فرمان ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (الحجر:47)

ترجمہ: ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش وکینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

چوتھی چیز: جنت میں نجاست نہیں ہوگی۔ یہ بات بھی بالکل صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے اندر ایک باب باندھا ہے "بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ: جنت کا بیان اور یہ بیان کہ جنت پیدا ہوچکی ہے (اس باب کے تحت یہ حدیث درج کرتے ہیں جو جنت میں پیشاب وپاخانہ اور کسی قسم کی نجاست نہ ہونے کی دلیل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الحُسْنِ، لاَ اخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ، يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا (صحیح البخاري:3245)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودہویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ پیشاب، پائخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ کنگھے سونے

چاندی کے ہوں گے۔ انگیٹھیوں کا ایندھن عود کا ہوگا۔ پسینہ مشک جیسا خوشبودار ہوگا اور ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی۔ جن کا حسن ایسا ہوگا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائے دے گی ۔نہ جنتیوں میں آپس میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض وعناد، ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح وشام اللہ پاک کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہا کریں گے۔

پانچویں چیز: جنت میں بڑھاپا نہیں ہوگا کیونکہ سبھی کوتیس یا تینتیس سال کا کڑیل جوان کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **يدخلُ أهْلُ الجنَّةِ الجنَّةَ جُردًا مُردًا مُكَحَّلينَ أبناءَ ثلاثينَ، أو ثَلاثٍ وثلاثينَ سنةً** (صحیح الترمذي:2545)

ترجمہ: جنتی جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم پر بال نہیں ہوں گے، وہ امرد ہوں گے، سرمگیں آنکھوں والے ہوں گے اور تیس یا تینتیس سال کے ہوں گے۔

اسی طرح یہ روایت بھی دیکھیں:

أن امرأة عجوزا جاءته تقول له: يا رسول الله ادع الله لي أن يدخلني الجنة فقال لها: يا أم فلان إن الجنة لا يدخلها عجوز وانزعجت المرأة وبكت ظنا منها أنها لن تدخل الجنة فلما رأى ذلك منها بين لها غرضه أن العجوز لن تدخل الجنة عجوزا بل ينشئها الله خلقا آخر فتدخلها شابة بكرا وتلا عليها قول الله تعالى: {إن أنشأناهن إنشاء فجعلناهن أبكارا عربا أترابا (السلسلة الصحيحة:2987)

ترجمہ:: ایک بڑھیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالی سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں کی ماں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی (راوی) بیان کرتے ہیں کہ (یہ جواب سن کر بڑھیا) مونہہ پھیر کر جاتے ہوئے رونے لگی یہ گمان کر کے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتی۔ جب آنے

انہیں دیکھا تو بیان کرنے کا مقصد واضح کیا کہ کوئی عورت بڑھیا ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ اسے دوسری تخلیق کریں گے اور پھر جوان و کنواری ہو کر اس میں داخل ہوگی۔ اور آپ نے اللہ کے اس قول کی تلاوت کی: " إن أنشأناهن إنشاء فجعلناهن أبكارا عربا أترابا ہم نے ان کی (بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والیاں اور ہم عمر ہیں۔

چھٹی چیز: جنت میں داڑھی نہیں ہوگی یہ بات بھی صحیح ہے تاکہ جنتی کے حسن و جمال میں مزید خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اس کا حکم وجوب کا ہے جو دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس واجبی حکم پر عمل کرے گا اور صحیح ایمان والا ہوگا تو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا اور وہاں اسے جوان بنا دیا جائے گا اس طرح کہ جسم اور چہرے سے بال ہٹا دیا جائے گا۔ اس کی دلیل بڑھاپا کے تحت گزری ترمذی کی روایت ہے جس میں خاص لفظ مراد آیا ہے جو بلا ریش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

سب سے پہلے جنت کا دروازہ کون کھٹکھٹائے گا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم : أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ حِبَّانَ).أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب في قول النبي صلى الله عليه واله وسلم : أنا أوّل النّاس يشفع في الجنّة، 188/1، الرقم: (331) 196، وابن أبي شيبة في المصنف، 325/6، الرقم: 31781، وأيضًا، 257/7، الرقم: 35848، وابن حبان في الصحيح، 401/14، الرقم: 6481، وأبو يعلى في المسند، 49/7، الرقم: 3964، وابن منده في الإيمان، 856/2، الرقم: 888، وابن أبي عاصم في الأوائل، 61/1، الرقم: 6.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔'' اِسے امام مسلم، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

سب سے پہلے قبر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه واله وسلم يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وأُعْطى لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ.

وَإِنِّي أَتِي بَابَ الْجَنَّةِ، فَأخُذُ بِحَلْقَتِهَا، فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ: أَنَا مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُوْنَ لِي، فَأَدْخُلُ، فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَه، فَيَقُوْلُ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْكَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْكَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، يَا رَبِّ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبْ إِلٰى أُمَّتِكَ فَمَنْ وَجَدْتَ فِي قَلْبِه مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. فَأُقْبِلُ، فَمَنْ وَجَدْتُ فِي قَلْبِه ذَالِكَ، فَأُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ.

فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَه، فَيَقُوْلُ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْكَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْكَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، أَى رَبِّ، فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلٰى أُمَّتِكَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِي قَلْبِه نِصْفَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ. فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِي قَلْبِه مِثْقَالَ ذَالِكَ أُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَه، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ، وَتَكَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْكَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْكَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ:

أُمَّتِي، أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَى أُمَّتِكَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِي قَلْبِه مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَالِكَ أَدْخَلْتُهُمُ الْجَنَّةَ......

(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَنْدَه. وَقَالَ ابْنُ مَنْدَه: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ مَشْهُوْرٌ. وَقَالَ الْمَقْدِسِيُّ: إِسْنَادُه صَحِيْحٌ.) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 3/ 144، الرقم: 12491، والدارمي في السنن، 1/ 41، الرقم: 52، وابن منده في الإيمان، 2/ 846، الرقم: 877، ذا احديث صحيح، والمقدسي في الأحاديث المختارة، 6/ 323، الرقم: 2345، والمروزي في تعظيم قدر الصلاة، 1/ 276، الرقم: 268)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن جملہ مخلوقات میں سب سے پہلے مجھ سے ہی زمین شق ہوگی اور میں یہ بات بطور فخر نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا مجھے تھمایا جائے گا اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا، میں ہی قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور میں یہ بات بطور فخر نہیں کہتا۔

”میں جنت کے دروازے کے پاس آکر اُس کی کنڈی پکڑ لوں گا تو فرشتے پوچھیں گے: یہ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد ہوں۔ وہ میرے لیے دروازہ کھولیں گے تو میں اندر داخل ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہوگا تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اُٹھائیں اور کلام کریں آپ کو سنا جائے گا، اور کہیں آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اُٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے ربّ! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیں اور جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان پائیں اُسے جنت میں داخل کر دیں۔ میں آگے بڑھوں گا اور جس کے دل میں اتنا ایمان پاؤں گا اُسے جنت میں داخل کر دوں گا۔

’’پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہے تو میں (پھر) اس کی بارگاہِ اقدس میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اُٹھائیں اور کلام کریں آپ سے سنا جائے گا، اور کہیں آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اُٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے ربّ! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیں اور جس کے دل میں آدھے جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان پائیں اُسے جنت میں داخل کر دیں۔ پس میں جاؤں گا اور جس کے دل میں اتنی مقدار میں ایمان پاؤں گا اُنہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔

’’پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہے تو میں (پھر) اس کی بارگاہ اقدس میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اُٹھائیں اور کلام کریں آپ سے سنا جائے گا، اور کہیں آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اُٹھا کر عرض کروں گا: میری اُمت، میری اُمت۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیں اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان پائیں تو اُسے جنت میں داخل کر دیں، پس میں جاؤں گا اور جن کے دل میں ایمان کی اتنی مقدار پاؤں گا اُنہیں بھی جنت میں داخل کر دوں گا الحدیث۔‘‘

اِسے امام احمد، دارمی اور ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ امام ابن مندہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے۔ امام مقدسی نے بھی فرمایا: اِس کی سند صحیح ہے۔

جنتی کی جنتیوں اور دوزخیوں سے ملاقاتیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ٥ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ٥ يَقُولُ أَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ٥ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا

أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتَ لَتُرْدِينِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ۔ (الصافات:۵۰ تا ۶۱)

ترجمہ: پھر (جب سب لوگ ایک جلسہ میں جمع ہوں گے تو) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات چیت کریں گے (اس بات چیت کے دوران میں) ان (اہلِ جنت) میں سے ایک کہنے والا (اہلِ مجلس سے) کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا وہ مجھ سے بطورِ تعجب کہا کرتا تھا کہ کیا تو (مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے) ماننے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم (دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور زندہ کرکے) جزاء وسزا دیئے جائیں گے؟ (یعنی وہ آخرت کا منکر تھا، اس لیے ضرور وہ دوزخ میں گیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کا) ارشاد ہوگا کہ (اے اہلِ جنت!) کیا تم جھانک کر (اس کو) دیکھنا چاہتے ہو؟ (اگر چاہو تو تم کو اجازت ہے) سو وہ شخص (جس نے قصہ بیان کیا تھا) جھانکے گا اس کو جہنم کے درمیان میں (پڑا ہوا) دیکھے گا (اس کو وہاں دیکھ کر اس سے) کہے گا کہ خدا کی قسم تو، تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا (یعنی مجھ کو بھی منکر آخرت بنانے کی کوشش کیا کرتا تھا) اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا (کہ مجھ کو اس نے صحیح عقیدے پر قائم رکھا) تو میں بھی (تیری طرح) عذاب میں گرفتار لوگوں میں ہوتا (اور اس کے بعد جنتی اہلِ مجلس سے کہے گا کہ) کیا ہم بجز پہلی بار مرچکنے کے (کہ دنیا میں مرچکے ہیں) اب نہیں مریں گے اور نہ ہم کو عذاب ہوگا (یہ ساری باتیں اس جوش مسرت میں کہی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے سب آفات اور کلفتوں سے بچالیا اور ہمیشہ کے لیے بے فکر کردیا، آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنت کی جنتی جسمانی اور روحانی نعمتیں اوپر کی آیات میں

بیان کی گئی ہیں) یہ بے شک بڑی کامیابی ہے، ایسی ہی کامیابی (حاصل کرنے) کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے (یعنی ایمان لانا اور اطاعت کرنی چاہیے)۔

اہل جنت جنت میں آپس میں اپنے گذشتہ احوال دنیا کا بھی تذکرہ کریں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ○ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ۔ (الطور: ۲۵ تا ۲۸)

ترجمہ: وہ (جنتی) ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات کریں گے (اور اثنائے گفتگو میں) یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا میں انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے، سو! خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جائے؛ سو! اللہ نے دعا قبول کر لی) وہ واقعی بڑا محسن مہربان ہے۔

علمی محافل بھی قائم ہوں گی:

علامہ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب اہلِ جنت آپس کی آپ بیتیاں ایک دوسرے کو سنائیں گے تو ان میں علم کے مسائل، فہم قرآن وسنت اور صحت احادیث پر گفتگو زیادہ قرینِ قیاس ہے؛ کیونکہ دنیا میں اس کا مذاکرہ کھانے پینے اور جماع سے زیادہ لذیذ ہے تو اس کا مذاکرہ جنت میں بھی بہت ہی لذیذ ہوگا اور یہ لذت صرف اہلِ علم کے ساتھ خاص ہوں گی جو لوگ اہلِ علم میں سے نہ ہوں گے وہ ان محافل کے شرکاء بھی نہ ہوں گے، واللہ اعلم۔ (حادی الارواح: ۴۸۹)

جنت میں ملاقات کا انداز و گفتگو:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا: إِذَادَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ اشْتَاقُوا إِلَى الإِخْوَانِ، فَيَجِئُ سَرِيرُ هَذَا حَتَّى يُحَاذِيَ سَرِيرِ هَذَا، فَيُحَدِّثَانِ فَيَتكئُ إِذَاوَيَتَّكِئُ هَذَا وَيَتَحَدَّثَانِ مَاكَانَ فِي الدُّنيَا فَيَقُولَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: يَافُلَانِ تَدْرِي يَوْمَ غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا يَوْمَ كَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا فَدَعَوْنَا اللّٰهَ تَعَالَى فَغَفَرَ لَنَا۔ (البدور السافرہ:۲۱۹۷۔ صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا:۲۳۹۔ مجمع الزوائد:۱۰/۴۲۱)

ترجمہ: جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو وہ اپنے بھائیوں (اور مؤمنوں اور دوستوں) کی ملاقات کا شوق کریں گے تو ایک جنتی کے پلنگ کولا کر کے دوسرے جنتی کے پلنگ کے برابر رکھ دیا جائے گا؛ چنانچہ وہ دونوں آپس میں باتیں کرتے رہیں گے اس نے بھی تکیہ لگایا ہوگا اور اس نے بھی تکیہ لگایا ہوگا، یہ دونوں حضرات دنیا میں جو کچھ ہوا اس کے متعلق باتیں کرتے رہیں گے، ان میں ایک اپنے دوست سے کہے گا اے فلاں! آپ کو معلوم ہے کہ فلاں دن فلاں اور فلاں جگہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بخشش فرمائی، جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی تو اس نے ہمیں معاف کر دیا تھا۔

زیارت وملاقات کے لئے عمدہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری:

حدیث: حضرت شفی من ماتع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ مِنْ نَعِيمِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَّهُمْ يَتَزَاوَرُونَ عَلَى الْمَطَايَا وَالنُّجُبِ, وَأَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِخَيْلٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ, لا تَرُوثُ وَلا تَبُولُ, فَيَرْكَبُونَهَا حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ, فَتَأْتِيهِمْ مثل السَّحَابَةِ, فِيهَا مَا لا عَيْنٌ رَأَتْ, وَلا أُذُنٌ سَمِعَتْ, فَيَقُولُونَ: أَمْطِرِي عَلَيْنَا, فَمَا يَزَالُ الْمَطَرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَنْتَهِيَ ذَلِكَ فَوْقَ أَمَانِيِّهِمْ, ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رِيحًا غَيْرَ

مُؤْذِيَةٍ , فَتَنْسِفُ كُثْبَانًا مِنَ مِسْكٍ عَنْ أَيْمَانِهِمْ , وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ , فَيَأْخُذُ ذَلِكَ الْمِسْكُ فِي نَوَاصِي خُيُولِهِمْ , وَفِي مَعَارِفِهَا , وَفِي رُءُوسِهِمْ , وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ جُمَّةٌ عَلَى مَا اشْتَهَتْ نَفْسُهُ , فَيَتَعَلَّقُ ذَلِكَ الْمِسْكُ فِي تِلْكَ الْجِمَامِ ، وَفِي الْخَيْلِ ، وَفِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الثِّيَابِ , ثُمَّ يُقْبِلُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ , فَإِذَا الْمَرْأَةُ تُنَادِي بَعْضَ أُولَئِكَ : يَا عَبْدَ اللَّهِ , أَمَا لَكَ فِينَا حَاجَةٌ ؟ فَيَقُولُ : مَا أَنْتِ , وَمَنْ أَنْتِ ؟ فَتَقُولُ : أَنَا زَوْجَتُكَ وَحِبُّكَ ، قَالَ : فَيَقُولُ : مَا كُنْتُ عَلِمْتُ مَكَانَكِ ، فَتَقُولُ الْمَرْأَةُ : أَوَمَا تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ سورة السجدة آية 17 , فَيَقُولُ : بَلَى وَرَبِّي , فَلَعَلَّهُ يَشْتَغِلُ عَنْهَا بَعْدَ ذَلِكَ الْمَوْقِفِ مِقْدَارَ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا , لا يَلْتَفِتُ وَلا يَعُودُ , مَا يَشْغَلُهُ عَنْهَا إِلا مَا هُوَ فِيهِ مِنَ النَّعِيمِ وَالْكَرَامَةِ

(البدور السافرہ:۲۲۰۱۔حادی الارواح:۳۳۵۔ ترغیب وترہیب:۴/ ۵۴۳،الزہد لنعیم بن حماد:242)

ترجمہ: جنت کی نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جنتی حضرات ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کے لیے اونٹ اور خوبصورت سواریاں استعمال کریں گے اور یہ جمعہ کے دن زین اور لگام والے گھوڑے پر سوار ہو کر آئیں گے جو نہ تولید کرتا ہوگا نہ پیشاب کرتا ہوگا، جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے، یہ اس پر سوار ہوگا، بادل کی طرح کی کوئی چیز ان کے پاس آئے گی جس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے، یہ جنتی کہیں گے تم ہم پر برسو تو وہ ان پر برستی رہے گی؛ حتی کہ بالکل ان کی خواہشات کے تکمیل پر جا کر کے تھمے گی؛ پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائیں گے جو مشک کے ٹیلے اکھیڑ کر جنتیوں کے دائیں بائیں رکھ دے گی؛ پھر مشک (کستوری) اڑ کر جنتیوں کے گھوڑوں کی پیشانیوں، چہروں اور ان کے سروں میں سجے گی، ہر ایک جنتی کے لیے جو کچھ اس کا جی چاہے گا بہت کچھ ملے گا اور یہ مشک، ان تمام چیزوں میں شامل ہو جائے گی حتی کہ گھوڑے میں بھی اس

کے علاوہ کپڑوں میں بھی؛ پھر یہ جنتی واپس مڑیں گے حتی کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا ان نعمتوں کی انتہاء کو پہنچیں گے کہ اچانک ایک عورت ان حضرات میں سے کسی ایک کو پکارے گی کہ اے بندۂ خدا! کیا تمھیں ہماری ضرورت نہیں؟ تو وہ پوچھے گا تو کون سی نعمت ہے تو کون ہے؟ تو وہ کہے گی میں تیری دلہن ہوں اور تیری محبت ہوں وہ کہے گا مجھے معلوم نہیں ہوا تو کہاں تھی؟ تو وہ کہے گی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: {فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} (ترجمہ:) سو! کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب (جنت) میں موجود ہے، یہ ان کو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے، تو وہ کہے گا کیوں نہیں مجھے میرے رب کی قسم! پس! شاید کہ وہ جنتی اس مجمع کے بعد چالیس سال تک ادھر اُدھر متوجہ نہ ہوگا اور نہ اس کو ایسی کوئی چیز اس سے ہٹا سکے گی اس حالت میں وہ نعمت اور شان وشوکت میں رہے گا۔

شہدا کی سواریاں:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ (الزمر:٦٨)

(ترجمہ:) اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے۔

یہ کون لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ جن کے ہوش قائم رکھنا چاہیں گے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اس حالت میں اٹھائے گا کہ انہوں نے اپنی تلواریں عرشِ خداوندی کے اردگرد لٹکائی ہوں گی فرشتے ان سے میدان محشر میں جب ملیں گے تو یہ

یاقوت کی عمدہ سواریوں پر سوار ہوں گے، ان کی باگیں سفید موتی کی ہوں گی، کجاوے سونے کے ہوں گے، لگاموں کی رسیاں باریک اور موٹے ریشم کی ہوں گی اور لگامیں ریشم سے زیادہ ملائم ہوں گی، ان کے قدم مردوں کی تاحد نظر پر پڑیں گے، یہ اپنے گھوڑوں پر جنت کی سیر کرتے ہوں گے، جب سیر و تفریح لمبی ہو جائے گی تو کہیں گے چلو ہمارے ساتھ پروردگار کی طرف ہم اس کو دیکھیں کہ وہ اپنی مخلوق کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ (ان کو دیکھ کر) ان کو (خوش کرنے) کے لیے ہنس پڑیں گے اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ کی طرف کسی موقع پر دیکھ کر ہنس پڑیں تو اس سے (قیامت کے دن اعمال کا) حساب و کتاب نہیں ہوگا۔ (حادی الارواح: ۳۳۰۔ درمنثور: ۵/۳۳۶)

جنتی گھوڑا اڑے گا

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَخْرُجُ مِنْ أَعْلَاهَا حُلَلٌ، وَمِنْ أَسْفَلِهَا خَيْلٌ مِنْ ذَهَبٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ مِنْ يَاقُوتٍ وَدُرٍّ، لَا تَرُوثُ وَلَا تَبُولُ، لَهَا أَجْنِحَةٌ خَطْوُهَا مَدُّ بَصَرِهَا فَيَرْكَبُهَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فَتَطِيرُ بِهِمْ حَيْثُ شَاءُوا، فَيَقُولُ الَّذِي أَسْفَلُ مِنْهُمْ دَرَجَةً: يَارَبِّ مَابَلَّغَ عِبَادَكَ هَذِهِ الْكَرَامَةَ؟ فَيُقَالُ لَهُمْ: إِنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ اللَّيْلَ وَأَنْتُمْ تَنَامُونَ، وَكَانُوا يَصُومُونَ وَكُنْتُمْ تَأْكُلُونَ، وَكَانُوا يُنْفِقُونَ وَكُنْتُمْ تَبْخَلُونَ، وَكَانُوا يُقَاتِلُونَ وَكُنْتُمْ تَجْبُنُونَ۔ (صفۃ الجنۃ، ابن ابی الدنیا: ۲۴۲۔ حادی الارواح: ۳۳۰۔ درمنثور: ۵/۳۳۶)

ترجمہ: جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر کے حصہ سے پوشاکیں نکلیں گی اور نچلے سے یاقوت اور جوہر کی زین اور لگام سمیت سونے کا گھوڑا نکلے گا، یہ نہ تولید کریگا اور نہ پیشاب،

اس کے کئی پر ہوں گے، اس کا قدم تا حد نگاہ پر پڑے گا، جنتی اس پر سوار ہوں گے اور جہاں چاہیں گے یہ ان کو لیکر اڑے گا، وہ جنتی جو ان سے نچلے درجہ میں ہوگا وہ کہے گا: اے رب! کس عمل نے تیرے ان بندوں کو اس شان و شوکت تک پہنچایا ہے؟ تو ان سے کہا جائے گا: (۱) یہ لوگ رات کو نماز پڑھتے تھے جب تم سو رہے ہوتے تھے (۲) یہ لوگ روزہ میں ہوتے تھے جب کہ تم کھا رہے ہوتے تھے (۳) یہ لوگ صدقہ خیرات کرتے تھے جب کہ تم بخل کرتے تھے (۴) یہ لوگ جہاد کرتے تھے جب کہ تم بزدلی دکھاتے تھے۔

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جَاءَتْهُمْ خُيُولٌ مِنْ يَاقُوتٍ أَحْمَرَ لَهَا أَجْنِحَةٌ لا تَبُولُ، وَلا تَرُوثُ، فَقَعَدُوا عَلَيْهَا، ثُمَّ طَارَتْ بِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَيَتَجَلَّى لَهُمُ الْجَبَّارُ فَإِذَا رَأَوْهُ خَرُّوا سُجَّدًا، فَيَقُولُ لَهُمُ الْجَبَّارُ تَعَالَى: ارْفَعُوا رُءُوسَكُمْ، فَإِنَّ هَذَا لَيْسَ يَوْمَ عَمَلٍ إِنَّمَا هُوَ يَوْمُ نَعِيمٍ وَ كَرَامَةٍ، قَالَ: فَيَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ، فَيُمْطِرُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طِيبًا فَيَمُرُّونَ بِكُثْبَانِ الْمِسْكِ فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَى تِلْكَ الْكُثْبَانِ رِيحًا فَيَهِيجُهَا عَلَيْهِمْ حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَإِنَّهُمْ لَشُعْثٌ غُبْرٌ. (صفۃ الجنۃ ابو نعیم: ۴۲۹، 457 نہایہ ابن کثیر: ۲ / ۵۱۵، کتاب العظمۃ ابو الشیخ ۔ حادی الارواح: ۱: ۳۳۱ ۔ کتاب الشریعۃ آجری: ۲۶۷) (الزهد والرقائق لابن المبارك «بَابُ: فَضْلِ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔۔۔ رقم الحدیث: 1499)

ترجمہ: جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے تو ان کے پاس یاقوت احمر کے گھوڑے پیش ہوں گے جن کے پر بھی ہوں گے جو نہ تولید کریں گے نہ پیشاب، یہ حضرات ان پر سوار ہوں گے اور یہ گھوڑے ان کو اٹھا کر اڑیں گے، اللہ تعالیٰ جبار ان کے سامنے تجلی

فرمائیں گے تو یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: اپنے سر اٹھالو! کیونکہ یہ عمل کرنے دن کا نہیں ہے یہ نعمتوں اور عزت ومرتبہ پانے کا دن ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جنتی اپنے سر اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر خوشبو پاشی کریں گے؛ پھر یہ مشک کے ٹیلوں کے پاس سے گذریں گے تو اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ایسی ہوا چلائیں گے کہ وہ ان جنتی حضرات کو معطر کردے گی؛ حتیٰ کہ جب یہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹیں گے تو بال کھلے ہوئے مشک آلود ہوں گے۔

جنتی حضرات علماء کرام کے جنت میں محتاج ہوں گے:

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَحْتَاجُونَ إِلَى الْعُلَمَاءِ فِي الْجَنَّةِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ يَزُورُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، فَيَقُولُ لَهُمْ: تَمَنَّوْا عَلَيَّ مَا شِئْتُمْ، فَيَلْتَفِتُونَ إِلَى الْعُلَمَاءِ فَيَقُولُونَ: مَاذَا نَتَمَنَّى؟ فَيَقُولُونَ: تَمَنَّوْا عَلَيْهِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَهُمْ يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِمْ فِي الْجَنَّةِ، كَمَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِمْ فِي الدُّنْيَا

.(مسند الفردوس دیلمی: ۸۸۰۔ لسان المیزان: ۵/ ۵۵۔ میزان الاعتدال: ۲۰۶۶)

ترجمہ: جنت والے جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے اور وہ اس طرح سے کہ جنتی ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے تمہاری جو تمنا ہو اس کی آرزو کر چنانچہ یہ جنتی حضرات علماء کرام سے سوال کریں گے کہ ہم اللہ سے کیا مانگیں تو علماء کرام کہیں گے اللہ سے یہ بھی مانگو یہ بھی مانگو چنانچہ یہ حضرات جنت میں علماء کرام کے اسی طرح سے محتاج ہوں گے جس طرح سے یہ ان کے دنیا میں محتاج ہیں۔

حضرت سلیمان بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جنت والے لوگ جنت میں علماء کرام کے محتاج ہوں گے جس طرح سے وہ دنیا میں علماء کے محتاج ہوتے ہیں (وہ اس طرح سے

کہ) ان کے پاس ان کے رب تعالیٰ کی طرف سے ایلچی حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ آپ حضرات اپنے رب تعالیٰ سے (نعمتیں) مانگو تو وہ کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا مانگیں پھر ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا: چلو ان علماء کی طرف جب ہمیں دنیا میں کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تھا تب بھی تو ہم ان کے پاس جایا کرتے تھے؛ پھر وہ (ان علماء کے پاس جا کر) کہیں گے کہ ہمارے پاس ہمارے رب تعالیٰ کی طرف سے ایلچی تشریف لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ مانگنے کا حکم فرماتے ہیں جب کہ ہمیں علم نہیں کہ ہم کیا مانگیں؟ تو اللہ تعالیٰ علماء کے سامنے (ان نعمتوں کا) اظہار کر دیں گے تو علماء ان عوام اہلِ جنت کو بتائیں گے کہ تم ایسا ایسا سوال کرو؛ چنانچہ (ویسے ہی) سوال کریں گے اور ان کو وہ چیزیں عطاء کی جائیں گی۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق ابن عساکر۔ البدور السافرہ:۲۱۹۱)

جنتیوں کا قد، عمر، زبان اور حسن وغیرہ

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يدخل أهلُ الجنةِ الجنةَ على طول آدم ستين ذراعًا بذراع الملك! على حُسْنِ يوسف، وعلى ميلاد عيسى ثلاث وثلاثين سنة، وعلى لسان محمد، جُرْدٌ مُرْدٌ مُكَحَّلُون۔ (احمد:۵/ ۲۴۳۔ ترمذی:۲۵۴۵۔ حادی الارواح:۲۷۶)

ترجمہ: جنتی حضرات جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے طویل قد کے برابر اللہ جل شانہ کے ہاتھ کے حساب سے ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے، حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن پر ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کی ۳۳/ سال کی عمر میں ہوں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان (عربی) پر ہوں گے نہ تو جسم پر بال ہوں گے نہ داڑھی ہوگی آنکھوں میں سرمہ لگائے گئے ہوں گے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کی شان کے اعتبار سے ہے اس کو کسی محسوس ہاتھ سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی اگر ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت مراد لی جائے تو کچھ بعید نہیں جیسا کہ ابن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے ید سے قدرت کا معنی مراد لیا ہے۔ (مشکل الحدیث ابن فورکؒ)

(پھر معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جتنا ان کا قد مناسب سمجھیں گے ان کو عطاء فرمائیں گے) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ جنت کی زبان عربی ہوگی۔ (صفۃ الجنۃ ابن ابی الدنیا: ۲۱۴، ۲۱۶۔ زوائد ابن المبارک: ۲۴۵)

اولاد مؤمنین اپنے والدین کے ساتھ ہوگی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمان آدمی کی اولاد کا درجہ بلند کر (کے ان کو اعلیٰ درجہ کے جنتی آدمی کے درجہ تک) پہنچا دیں گے اگر چہ وہ عمل میں اس جنتی سے کم ہوں گے؛ تا کہ اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیں پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** ۚ (الطور: ۲۱) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا (ان آباء مؤمنین کے اکرام اور ان کو خوش کرنے کے لیے) ہم ان کی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور (اس شامل کرنے کے لیے) ہم ان (اہل جنت متبوعین) کے عمل میں کوئی چیز کم نہیں کریں گے۔ (البدور السافرہ: ۱۷۱۴، بحوالہ ہناد فی الزہد)

یعنی یہ نہ کریں گے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لے کر ان ذریت کو دے کر دونوں کو برابر کر دیں، جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہوں اور ایک کے پاس چار سو اور دونوں کو برابر کرنا مقصود ہو تو اس کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چھ سو روپے والے سے ایک سو لیکر اس چار سو والے کو دیدیئے جائیں کہ دونوں کے پانچ پانچ سو ہو جائیں اور دوسری صورت جو کریموں کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ نہ لیا جائے بلکہ اس چار سو والے کو دو سو روپے اپنے پاس سے

دیدیں اور دونوں کو برابر کر دیں ؛ پس مطلب یہ ہے کہ وہاں پہلی صورت واقع نہیں ہوگی۔

مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم بنیں گے

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی (نابالغ) اولاد کے متعلق سوال کیا، ان کے گناہ تو نہیں ہوں گے (کیونکہ وہ نابالغ ہونے کی وجہ سے شریعت کے مکلف نہیں ہوئے تھے) اس لیے ان کو سزا نہیں دی جائے گی کہ ان کو دوزخ میں داخل کیا جائے اور ان کی نیکیاں بھی نہیں ہوگی کہ ان کو جنت کا مالک بنایا جائے (لہٰذا وہ کہاں جائیں گے؟) تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اہلِ جنت کے خادم ہوں گے۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۵۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے اولاد مشرکین کو طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مجھے اہلِ جنت کے خدمتگار بنا کر عطاء فرمایا: کیونکہ وہ شرک تک نہیں پہنچے تھے جس طرح سے ان کے والدین پہنچے ہیں بلکہ یہ میثاق اور (وعدہ الست) سے وابستہ ہیں۔ (کنز العمال: ۳۹۳۰۶، بحوالہ نوادر الاصول)

مؤمنین کے بچوں کی کفالت جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِينَ يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيمُ فِي الْجَنَّةِ۔ (ابنِ حبان، باب وصف الجنة وأهلها، ذكر الإخبار عن وصف من يكفل ذراري المؤمنين في الجنة، حدیث نمبر: ۷۴۴۶، شاملہ، الناشر: مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: مؤمنین کی اولاد کی جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کفالت (اور پرورش) کررہے ہیں۔

فائدہ: حضرت مکحول مرسلا روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے بچے جنت کے درخت پر سبز چڑیوں کی شکل میں ہیں اور ان کے ابا حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی کفالت کرتے ہیں۔ (معجم صغیر طبرانی، کنز العمال: ۳۹۳۰۸)

عَنْ مَكْحُولٍ , قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : ... وأَنَّ ذَرَارِيَّ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَجَرَةٍ مِنْ عُصَادِ الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ أَبُوهُمْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ".

جنت کی کھیتی اور کاشتکاری:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ۔ (الزخرف: ۷۱)

ترجمہ: اور وہاں (جنت میں) وہ چیزیں ملیں گی جن کو دل چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی (لہٰذا اگر کوئی جنت میں کاشتکاری کی خواہش کریگا تو وہ بھی اس آیت کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے)۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کچھ بیان فرما رہے تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی شخص بھی بیٹھا تھا (آپ نے فرمایا) جنتیوں میں ایک شخص اپنے پروردگار جل شانہ سے کھیتی کرنے کے لیے درخواست کریگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے جو چاہا ہے وہ تمھیں نہیں ملا؟ وہ عرض کریگا کیوں نہیں؟ لیکن میں پسند کرتا ہوں کہ کاشتکاری کروں تو وہ کاشتکاری کریگا اور بیج بوئے گا تو وہ فوراً ہی اُگ جائے گا اور برابر (کھڑا) ہوجائے گا اور کاٹ لیا جائے گا اور اس کا ذخیرہ پہاڑوں کی طرح ڈھیر کی شکل میں نظر آئیگا، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے انسان! یہ لے تجھے تو کوئی چیز سیر نہیں کرسکتی تو (یہ سن کر) دیہاتی نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ (یعنی جنت میں کھیتی کی طلب کرنے والا) کوئی قریشی یا انصاری ہی ہوگا؛

کیونکہ یہی حضرات کاشتکاری کرتے ہیں ہم لوگ تو کھیتوں والے ہیں ہی نہیں، تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (یہ سن کر) مسکرا دیئے۔ (بخاری: ۷۵۱۹)

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَبِّ ائذن لِيْ فِي الزَّرْعِ. فَأَذن لَه فِيْهِ فيبذر فِيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُ حَتّٰى يَكُوْنُ سُنبله اثْنَتَىْ عشرة ذراعًا ثُمَّ لَايَبْرَحُ مَكَانَه حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُ رُكَامٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ۔ (البدور السافرہ: ۲۱۴۱)

ترجمہ: جنت والے جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک شخص کھڑے ہو کر عرض کریگا یا رب! آپ مجھے کاشتکاری کی اجازت دیدیں تو اس کو جنت میں کاشت کی اجازت دی جائے گی تو وہ اس میں بیج بوئے گا، وہ مڑا نہیں ہوگا کہ اس کی بالیں بارہ ہاتھ کی ہو چکی ہوں گی، ابھی وہ وہیں پر ہوگا کہ (کٹ کر) پہاڑوں کی طرح اس کے ڈھیر لگ جائیں گے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک شخص اپنے تکیہ کی ٹیک لگائے لیٹا ہوا ہوگا اور اپنے لب ہلائے بغیر اپنے دل میں کہے گا: کاش کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اجازت عنایت فرماتے تو میں کاشتکاری کرتا، تو اس کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ جنت کے دروازوں کو تھامے ہوئے بہت سے فرشتے (آ) موجود ہوں گے اور عرض کریں گے سلام علیکم، تو وہ سیدھا بیٹھ جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے: آپ کا رب فرماتے ہے کہ آپ نے اپنے دل میں ایک شئے کی تمنا کی ہے جس کا اس کو علم ہے اس نے یہ بیج روانہ کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ ان کو بودیں تو وہ (ان کو) اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ڈالدے گا تو وہ پہاڑوں کی طرح پھوٹ پڑیں گے اس کی تمنا کے مطابق جیسے وہ چاہتا ہوگا؛ پھر عرش کے اوپر سے اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے اے آدم زاد! خوب کھالے تو سیر ہونے کا نہیں۔ (بحوالہ حلیہ ابونعیم۔ حادی الارواح: ۲۳۵)

جنت میں ذرہ برابر تکلیف نہ ہوگی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ۔ (الحجر: ۴۵ تا ۴۸)

ترجمہ: بیشک خدا سے ڈرنے والے (اہلِ ایمان) باغوں اور چشموں میں (بستے) ہوں گے تم ان (باغات اور چشموں) میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ (یعنی اس وقت بھی ہر مکروہ سے سلامتی ہے اور آئندہ بھی کسی شر کا اندیشہ نہیں) اور (دنیا میں طبعی تقاضا سے) ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب (ان کے دلوں سے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہی) دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ (تفسیر بیان القرآن، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

دلوں سے کینے نکال دیئے جائیں گے:

حضرت عبدالکریم بن رشید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنتی جنت کے دروازہ تک پہنچیں گے تو وہ (آپ کے مخالفوں اور دشمنوں کو) ایسے دیکھیں گے جیسے آگ آگ کو دیکھتی ہے لیکن جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں موجود کینوں کو ختم کر دیں گے اور وہ آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے۔ (زوائد زہد عبداللہ بن احمد، البدور السافرہ: ۲۱۱۵)

آپس کی مخالفت کی صفائی کس جگہ ہوگی؟

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا أُذِنَ لَهُمْ

بِدُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا۔ (بخاری، كِتَاب الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَاب قِصَاصِ الْمَظَالِمِ، حدیث نمبر: ۲۲۶۰، شاملہ موقع الإسلام)

ترجمہ: جب مؤمن حضرات دوزخ سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے تو ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان روک دیا جائے گا؛ چنانچہ وہ لوگ ایک دوسرے سے اپنا اپنا بدلہ لیں گے جو ان کے درمیان دنیا میں رنج اور دُکھ پہنچا تھا، حتی کہ جب وہ پاک صاف ہوجائیں گے تب ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ان میں سے ہرایک جنت میں اپنے اپنے ٹھکانے اور محل سے زیادہ واقف ہے دنیا کے اپنے مکان کے اعتبار سے۔

جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان موت کو ذبح کردیا جائے گا

حدیث: حضرت ابوسعید حدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے کے بعد) موت کو اس شکل میں لایا جائے گا گویا وہ نیلے رنگ کا دنبہ ہے اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کردیا جائے گا؛ پھر پکارا جائے گا، اے جنت والو! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ گردن لمبی کرکے دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے؛ پھر دوزخیوں کو پکارا جائے گا، اے دوزخ والو! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ بھی گردن لمبی کرکے دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے، اس کے لیے حکم ہوگا تو اس کو ذبح کردیا جائے گا پھر اعلان کیا جائے گا، اے جنت والو! اب تم کو ہمیشہ رہنا ہے تم پر کبھی موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تم کو بھی ہمیشہ رہنا ہے تم پر بھی موت نہیں آئے گی اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (مریم:۳۹)

ترجمہ: اور ان انسانوں کو اس حسرت کے دن سے ڈرایئے جب (ہمیشہ کے لیے جنت یا دوزخ میں رہنے کا) فیصلہ کردیا جائیگا؛ حالانکہ یہ لوگ غفلت میں ہیں ایمان نہیں لاتے۔ (بخاری:۴۷۳۰۔ مسلم:۲۸۴۹۔ صفۃ الجنۃ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد: ۲۴/ ۲۰۴، بلفظہ)

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب جنت والوں اور دوزخ والوں کے سامنے موت کو ذبح کردیا جائے گا تو جنت والوں کی خوشی میں (انتہائی) اضافہ ہوجائے گا اور دوزخ والوں کا غم بھی بہت ہوجائے گا۔ (بخاری:۶۵۴۸۔ مسلم:۴۳)

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جنت والے موت سے محفوظ ہوجائیں گے ان کا عیش خوب پاکیزہ اور مزے دار ہوجائے گا، یہ بیماریوں سے محفوظ ہوجائیں گے، ہم ان کو اللہ تعالیٰ کے قرب و جواب میں طویل قیام کی مبارکباد دیتے ہیں؛ پھر آپ رونے لگے حتی کہ آپ کے آنسو ان کی داڑھی پر بہنے لگ گئے۔ (ابن المبارک، کتاب الزہد، حادی الارواح:۴۸۷)

جنت چھوڑنے کو دل ہی نہ چاہے گا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا۔ (الکہف:۱۰۷،۱۰۸)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لیے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا) اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا پسند کریں گے۔

صرف شہید ہی دنیا میں واپسی کی تمنا کرے گا:

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَحَدٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ

عَشَرَةُ أَمْثَالِهَا إِلَّا الشَّهِيدَ فَإِنَّهُ يَوَدُّ أَنَّهُ يَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا فَاسْتُشْهِدَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا رَأَى مِنَ الْفَضْلِ۔ (مسند احمد بن حنبل، بَاقِي مُسْنَدِ الْمُكْثِرِينَ، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حدیث نمبر: ۱۴۱۱۵، شاملہ، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: کوئی جنتی ایسا نہیں جس کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ دنیا میں لوٹ جائے اور اس کو دس گنا دنیا کا مالک بنا دیا جائے گا؛ مگر شہید کیونکہ یہ اس کی خواہش کرے گا کہ یہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے اس وجہ سے کہ جو اس نے (شہادت کے ثواب میں) فضل ومرتبہ پایا ہوگا۔

جنت کے مختلف دروازے

باب ریان:

حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إن في الجنة بابا يقال له الريان يدخل منه الصائمون فيدخلون منه فإذا دخل آخرهم أغلق فلم يدخل منه أحد۔ (تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۵۸۔ مسند احمد: ۵/ ۳۳۳)

ترجمہ: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے جب ان میں کا آخری شخص داخل ہوچکے گا تو اس کو بند کردیا جائے گا؛ پھر اس سے کوئی داخل نہ ہوسکے گا۔

فائدہ: روزے تو نماز پڑھنے والے حضرات بھی رکھتے ہیں شاید کہ اس دروازے سے روزہ داروں کے گذرنے کی تخصیص ان روزہ داروں کے لیے ہوگی جو ہمیشہ روزہ رکھنے والے ہوں گے یا خوب آداب وتقاضی کے مطابق فرض روزے رکھتے ہوں گے۔

مختلف اعمال کے دروازوں کے نام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا:مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ مِنْ أَيِّهَا دُعِيَ فَهَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ۔(مسند احمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله عنه،حديث نمبر:۷۶۲۱،شاملہ،الناشر:مؤسسة قرطبة،القاهرة)

ترجمہ:جس آدمی نے اپنے مال میں سے اللہ کے راستہ میں دو چیزیں ملاکر صدقہ کیں اس کو جنت کے سب دروازوں سے داخلہ کے لیے پکارا جائیگا، جب کہ جنت کے کئی دروازے ہیں، جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا، جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائیگا، جو مجاہدین میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان میں سے لازماً کسی نہ کسی کو کسی دروازہ سے بلایا جائے گا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان میں سے ہیں۔

نوٹ: دو چیزیں ملاکر صدقہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ جو چیز صدقہ میں دیں اس کو جوڑا کر کے دیں اگر دو مختلف چیزیں بھی ملاکر صدقہ میں دیں گے تو یہ بھی اس حدیث کا مصداق ہوگا۔

باب الفرح بچوں کو خوش رکھنے والے کا دروازہ:

حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:للجنة باب يقال له الفرح لايدخل فيه إلامن فرح الصبيان۔(مسند الفردوس دیلمی:۴۹۸۵۔لآلی مصنوعہ:۲/ ۴۴۔البدور السافرہ:۱۷۳۵)

ترجمہ: جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الفرح ہے اس سے وہی داخل ہوگا جو بچوں کو خوش رکھے گا۔

باب الضحیٰ چاشت کی نماز پڑھنے والوں کا دروازہ:

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان فی الجنة بابا یقال له باب الضحی فاذا کان یوم القیامة نادی مناد این الذین کانوا یدیمون علی صلوٰة الضحیٰ؟ هذا بابکم فادخلوه ارحمه الله تعالیٰ۔ (البدور السافرہ: ۱۷۳۴۔ اتحاد السادۃ: ۱۴/ ۵۷۰۔ دیلمی مسند الفردو: ۷۸۸۔ تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۵۶)

ترجمہ: جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الضحیٰ ہے، جب قیامت کا دن ہوگا ایک منادی ندا کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمیشہ صلوۃ الضحیٰ (چاشت) پڑھنے کی پابندی کرتے تھے؟ یہ آپ حضرات کا دروازہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اس سے داخل ہو جاؤ۔

ہر عمل کا ایک دروازہ:

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِكُلِّ أَهْلِ عَمَلٍ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُدْعَوْنَ بِذَلِكَ الْعَمَلِ۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، حديث نمبر: ..., شامله، الناشر: مؤسسة قرطبة، القاهرة)

ترجمہ: ہر طرح کے عمل کرنے والے کے لیے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی عمل کی وجہ سے ان کو اس سے بلایا جائے گا۔

اکثر عمل والے دروازہ سے جنتی کو پکارا جائے گا:

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا كان يومُ القيامةِ دعى الإنسانُ بأكثر عملِهِ فإن كانت الصلاةُ أفضل دعى بها، وَإن كان صيامه أفضل دعى به، وَإن كان الجهاد أفضل

دعی به ثم یأتی بابا من أبواب الجنة یقال له الریان یدعی منه الصائمون قال أبوبکر الصدیق: یارسول الله أثم أحد یدعی بعملین؟ قال: نعم أنت۔ (مسند بزار: حدیث نمبر ۸۵۳۱، صفحہ نمبر: ۲/ ۴۴۲، شاملہ۔ البدور السافرہ: ۱۷۳۱۔ درمنثور: ۵/ ۳۴۳)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو انسان کو اس کے اکثر عمل کے لحاظ سے پکارا جائے گا اگر اسکی نماز اچھی تھی تو اس سے پکارا جائے گا؛ اگر اس کا روزہ اچھا تھا تو اس سے پکارا جائے گا؛ اگر اس کا جہاد اچھا تھا تو اس سے پکارا جائے گا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہاں کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جس کو دو عملوں کے ساتھ پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! آپ ہوں گے۔

جنت کے دروازوں کی کل تعداد:

اہلِ علم کی ایک جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں

(۱) باب الصلوٰۃ

(۲) باب الجہاد

(۳) باب الصدقہ

(۴) باب الریان

(۵) باب التوبہ اس کا نام باب محمد اور باب الرحمت بھی ہے

(۶) باب الکاظمین الغیظ

(۷) باب الراضین

(۸) باب الایمن الذی یدخل منہ من لاحساب علیہ

(حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر الاصول میں ان ابواب کا اضافہ کیا ہے)

(۱) باب الحج

(۲) باب الصلہ

(۳) باب العمرۃ، یہ کل گیارہ دروازے ہو گئے۔

ایک دروازہ باب الضحیٰ ہے، ایک باب امت محمد ہے یہ کل تیرہ ہو گئے۔

ایک دروازہ باب الفرح ہے اسی طرح علامہ قرطبیؒ نے اٹھارہ دروازے گنائے ہیں۔

(مستفاد من تذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۵۷۔۴۵۹)

آپ نے مذکورہ احادیث میں ایک حدیث یہ بھی پڑھی ہے کہ ہر طرح کے نیک عمل کرنے والے کے لیے جنت کا ایک مخصوص دروازہ ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چند بڑے اعمالِ صالحہ کے لیے ان کی عظمت شان کی وجہ سے کچھ دروازے ایسے بھی ہیں جن کی وضاحت تفصیل کے ساتھ احادیث مبارکہ میں بیان نہیں کی گئی، یا یہ کہ جو دروازے احادیث میں مذکور ہیں دروازے تو اتنے ہی ہوں مگر دیگر اعمال صالحہ میں سبقت کرنے والوں کو بھی ضمناً انہیں دروازوں سے گذارا جائے اور عظمت شان کے لیے ان ہی اعمال کے ساتھ ان دروازوں کے بھی نام رکھ دیئے جائیں، واللہ اعلم۔

دروازوں کا حسن و جمال:

ارشادِ خداوندی ہے مُفَتَّحَةً لَهُمُ الْأَبْوَابُ (ص: ۵۰)

ترجمہ: کھلے ہوئے ہوں گے جنتیوں کے لیے (جنت کے دروازے)۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ان کا ظاہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آتا ہوگا، جب ان کو کہا جائے گا کہ کھل جاؤ، بند ہو جاؤ کچھ بولو تو وہ ان باتوں کو سمجھتے ہوں گے اور جنتیوں سے گفتگو کرتے ہوں گے۔ (تفسیر حسن بصری: ۴/ ۳۹۰۔ درمنثور: ۵/ ۳۱۸)

فائدہ: ابن جریر طبریؒ (ابن جریر طبری، تفسیر: ۲۳/ ۱۱۲) اور حضرت قتادہؒ نے بھی ایسی ہی تفسیر فرمائی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا کنڈا کھٹکھٹائیں گے:

حدیث: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ جناب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا - (ترمذی، كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، حدیث نمبر:...، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: جنت کے دروازے کا کنڈا سب سے پہلے میں ہلاؤں گا اور اس میں کوئی فخر اور تکبر کی بات نہیں۔

فائدہ: شفاعت کی طویل حدیث میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا میں جنت کے دروازہ کا کنڈا پکڑونگا اور اس کو کھٹکھٹاؤں گا، یہ حدیث اس بات میں بالکل واضح ہے کہ جنت کے دروازے کے کنڈے کا جسم ہے جس کو کھٹکھٹایا جائے گا اور اس میں حرکت پیدا ہوگی۔ (حادی الارواح: ۹۲)

جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا وظیفہ:

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ روزانہ سو مرتبہ پڑھا وہ محتاجی سے محفوظ رہے گا، قبر کی وحشت سے محفوظ رہے گا، غنا حاصل ہوگا اور اسی کے ساتھ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیگا۔

جنت میں داخلہ کے وقت باب امت پر رش:

حدیث: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بَابُ أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّهُمْ لَيُضْغَطُونَ عَلَيْهِ حَتَّى تَكَادُ مَنَاكِبُهُمْ تَزُولُ - (ترمذی، كِتَاب صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، حدیث نمبر: ۲۴۷۱، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: میری امت کا وہ دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے اس کی چوڑائی تیز ترین سوار کے تین رات دن کے مسلسل سفر کے برابر ہے؛ پھر ان لوگوں کی اس دروازہ پر (رش کی وجہ سے) ایسا ہجوم ہوگا قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اتر جائیں۔

فائدہ: باب امت کا ایک نام باب الرحمت بھی ہے اور اس امت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ امت ہے جنھوں نے آپ کو تسلیم کی اور آپ کی اتباع کی۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۳/ ۱۹۲)

ایک حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي- (ابوداؤد، كِتَابُ السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ، حدیث نمبر: ۴۰۳۳، شاملہ، موقع الإسلام)

ترجمہ: میرے پاس حضرت جبرئیل تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔

نیک عورتوں کو جنت میں حوروں کے بدلے کیا ملے گا؟

نیک عورت اگر شادی شدہ ہے تو جنت میں اپنے جنتی شوہر کے ساتھ رہے گی اور شوہر کو ملنے والی حوروں کی سردار ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو ان سب سے حسین وجمیل بنائیں گے اور وہ میاں بیوی آپس میں ٹوٹ کر محبت کرنے والے ہوں گے۔

اور اگر دنیا میں عورت کے متعدد شوہر ہوں یعنی عورت نے اپنے شوہر کے انتقال یا اس کے طلاق دینے کے بعد دوسری شادی کرلی ہو یعنی اس عورت نے دو یا اس سے زیادہ شادیاں کی ہوں تو وہ جنت میں اپنے کس شوہر کے ساتھ رہے گی؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(1) اس عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ جس کے ساتھ اس کی زیادہ موافقت ہو اس کو اختیار کر لے۔

(2) وہ عورت آخری شوہر کے ساتھ رہے گی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عورت کو اس کا آخری شوہر ملے گا۔

(3) عورت اس شوہر کے ساتھ رہے گی جس نے دنیا میں اس کے ساتھ اچھے اخلاق کا برتاؤ کیا ہو اور وہ شوہر جس نے عورت پر ظلم کیا ہوگا، اس کو تنگ کیا ہوگا وہ اس عورت سے محروم رہے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ کسی کے دو شوہر ہوں تو وہ جنت میں کس کے ساتھ رہے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اسے اختیار دیا جائے گا، پس وہ اس شوہر کو اختیار کرے گی جس نے دنیا میں اس کے ساتھ اچھے اخلاق کا برتاؤ کیا ہو، اور وہی اس کا جنت میں شوہر ہوگا، اے ام سلمہ! اچھے اخلاق والے دنیا اور آخرت کی بھلائی لے گئے۔

(4) بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے کہ اگر سب شوہر حسن خلق میں برابر ہوں تو آخری شوہر کو ملے گی ورنہ اسے اختیار دیا جائے گا۔

اور اگر عورت کنواری ہو یعنی اس کا شادی سے پہلے ہی انتقال ہو گیا ہو، یا شادی شدہ تو ہو لیکن اس کا شوہر جنتی نہ ہو تو جنت میں جس مرد کو بھی وہ پسند کرے گی، اس کے ساتھ اس کا نکاح ہو جائے گا، اور اگر موجودہ لوگوں میں کسی کو بھی پسند نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک مرد جنت میں پیدا فرمائیں گے جو اس کے ساتھ نکاح کرے گا۔ (فتاویٰ عبدالحی)

باقی یہ خواہش کہ ایک عورت بیک وقت کئی مردوں کی بیوی ہو خلافِ فطرت بھی ہی اور جنت میں یہ خواہش پیدا بھی نہیں ہوگی۔

شہید کیلئے جنت الفردوس مقرر کی گئی ہے:

حضرت ام الربیع بنت براء جو حارثہ بن سراقہ کی والدہ تھیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ (جو کہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے) انہیں

نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا) کے بارے میں آپ مجھے کچھ بتائیں کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرلوں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے رووں دھووں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ، وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ، اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ، قَالَ: »يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى«۔ (بخاری:2809)

نویں فضیلت: شہید کو ستر افراد کی شفاعت کا حق دیا جائے گا:

حضرت نمران بن عتبہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت امّ درداء کے پاس گئے، ہم یتیم تھے، حضرت امّ درداء نے (ہمیں دیکھ کر) فرمایا: خوش ہوجاؤ، میں نے حضرت ابودرداء سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے: شہید کی شفاعت اس کے اہلِ خانہ کے ستر آدمیوں کے حق میں قبول کی جائے گی۔ يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ۔ (ابوداؤد:2522)

شہید کی قبر پر مسلسل نور برستا رہتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب (شاہِ حبشہ) نجاشی کا انتقال ہوگیا تو ہم لوگ آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ نور برستا رہتا ہے۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: »لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ«۔ (ابوداؤد:2523)

اِمام ابوداوٗد نے اِس حدیث پر "بَابٌ فِي النُّورِ يُرَى عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ" کا عنوان قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی جس کی نبی کریم ﷺ نے غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی تھی، اُس کا انتقال شہادت کی وجوہات اور اسباب میں سے کسی ذریعہ ہوا تھا۔ (عون المعبود: 7/142)

جنت الفردوس کی دُعاء:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم جنت کی دعاء مانگو تو فردوس کی دُعاء مانگو۔ (طبرانی ص ۲۳۲ ج ۳)

فائدہ: جب اللہ پاک سے مانگے خوب اچھی چیز اچھی طرح مانگے، اس لیے کہ اُسے دینے میں کوئی نقصان نہیں، نہ وہ بخیل ہے تو خوب مانگے اور بہتر سے بہتر مانگے، فردوس جنت کا سب سے عمدہ اور اونچا طبقہ ہے۔

دُعاء کرنے والے پر جنت کے دروازے کھل گئے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول پاک نے فرمایا: جس کے لیے دُعاء کے دروازے کھل گئے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھل گئے۔ (حاکم ص ۴۹۸ ج ۱) (جاری ہے)

روزہ داروں کیلئے جنت کا ایک دروازہ مخصوص کیا گیا ہے:

حضرت سہل بن سعد نبی کریم ﷺ کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ، لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ"

جنت میں آٹھ دروازے ہیں جس میں سے ایک دروازہ "رَیّان" ہے اُس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (بخاری: 3257)

مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بیشک جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو "ریّان" کہا جاتا ہے اُس میں سے قیامت کے دن صرف روزہ دار داخل ہوں گے، اُن کے ساتھ اُن کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا، چنانچہ (قیامت کے دن) آواز لگائی جائے گی کہ روزہ دار کہاں

ہیں؟ پس روزہ دار اُس دروازے میں سے داخل ہوں گے، جب سب داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اُس دروازے سے کوئی داخل نہ ہوگا۔(مسلم:1152)

ترمذی شریف کی روایت میں اُس "رَیّان" دروازے سے جنّت میں داخل ہونے کی فضیلت یہ ذکر کی گئی ہے:"وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا"

یعنی جو اُس "ریّان" دروازے سے داخل ہو گیا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔(ترمذی:765)

اللہ تعالیٰ نے توبہ و رحمت کا دروازہ کھول رکھا ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مَروی ہے کہ ایک دفعہ قُریش نے نبی کریم ﷺ سے فرمائش کی "اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يَجْعَلْ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا فَإِنْ أَصْبَحَ لَنَا ذَهَبًا اِتَّبَعْنَاكَ" اپنے پروردگار سے دعاء کیجئے کہ وہ ہمارے لئے صفا کی پہاڑی کو سونا بنا دے اگر یہ ہمارے لئے سونا بن جائے تو ہم آپ کی اِتباع کرلیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی، حضرت جبریل تشریف لائے اور فرمایا:

"إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا، فَمَنْ كَفَرَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَمْ أُعَذِّبْهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ، وَإِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ" بیشک آپ کے پروردگار نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہلوایا ہے: اگر آپ چاہیں تو یہ صفا کی پہاڑی سونا بن جائے، لیکن پھر ان میں سے کسی نے کفر اختیار کیا تو میں ان پر ایسا عذاب بھیجوں گا کہ میں نے جہاں بھر میں ایسا عذاب کسی پر نہ بھیجا ہوگا، اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کیلئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دوں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

"بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ" نہیں! بلکہ (میں تو یہی چاہتا ہوں کہ) توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیجئے۔(طبرانی کبیر:12736)

حضرت عبداللہ بن مسعود نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، سَبْعَةٌ مُغْلَقَةٌ، وَبَابٌ مَفْتُوحٌ لِلتَّوْبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ"

جنّت کے آٹھ دروازے ہیں، سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کیلئے کھلا ہوا ہے۔ (طبرانی کبیر:4740)

اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ کا اِنتظار کرتے ہیں:

حضرت ابوموسیٰ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا"

بیشک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے، (اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طُلوع ہوجائے۔ (مسلم:2759)

توبہ کرنے والے کے گناہ پر کوئی گواہ باقی نہیں رہتا:

حضرت انس نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

"إِذَا تَابَ الْعَبْدُ مِنْ ذُنُوبِهِ أَنْسَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَفَظَتَهُ ذُنُوبَهُ وَ أَنْسَى ذَالِكَ جَوَارِحَهُ وَمَعَالِمَهُ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى يَلْقَى اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِّنَ اللهِ بِذَنْبٍ" جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کو اُس کے (ساتھ رہنے والے) محافظ فرشتوں سے، اُس کے اَعضاء و جَوارِح اور زمین کے اُن حصوں سے (جہاں اُس نے گناہ کیے ہیں) بھلا دیتے ہیں، یہاں تک وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اِس حال میں ملاقات کرے گا کہ اُس کے گناہ پر کوئی گواہ باقی نہ رہے گا۔ (الترغیب والترہیب:4756)

جنت کے پہاڑ

جبل احد، کوہ طور، کوہ لبنان اور جبل جودی:

حدیث: حضرت عمر بن عوف فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: (دنیاکے) چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں اور (دنیا کی) چار نہریں جنت کی نہروں میں سے ہیں اور (دنیا کی) چار جنگیں جنت کی جنگوں میں سے ہیں؛ عرض کیا گیا کون سے پہاڑ (جنت میں سے) ہیں؟ ارشادفرمایا: (۱) احد پہاڑ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں (۲) کوہِ طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے (۳) کوہِ لبنان جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے (۴) جبل جودی جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے اور (جنت کی) نہریں: دریائے نیل، دریائے فرات، دریائے سیحون اور دریائے جیحون ہیں اور جنگوں میں سے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق اور جنگ خیبر ہیں۔ (التذکرۃ القرطبی: ۲/ ۴۴۶)

جنتیوں کے جنت میں داخلے کا منظر (سُبحان اللہ)

کچھ احادیث مبارکہ کے مطابق جنت میں داخل کیے جانے سے پہلے ہی اہل جنت کو ابدی حسن، صحت و جوانی عطا کی جائے گی، گناہوں سے پاک کر دیا جائے گا، ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دیا جائے گا، کسی کے دل میں جو بھی نفرت و کدورت ہوگی اسے مٹا دیا جائے گا اور تھوک، بلغم، پیشاب وغیرہ کی گندگیوں کو دور کر دیا جائے گا اور یوں جنتی سلامتی کے اس گھر میں اس طرح داخل ہوں گے کہ حسین و جوان صحت مند ہوں گے، قد کاٹھ آدم علیہ السلام کا یعنی ساٹھ ہاتھ ہوگا، گندگیوں، گناہوں، برائیوں، نفرتوں، کدورتوں سے پاک ہوں گے، پسینہ مشک جیسا خوشبودار ہوگا اور ان کے دل آلائشوں سے ایسے صاف ہوں گے کہ نرمی میں پرندوں کے دلوں کے مانند ہوں گے۔

غور فرمایئے کیا اللہ کے لیے یہ ناممکن ہے؟ کیا وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا؟ آج اگر اللہ ہی کے حکم سے ہماری جوانی دس یا بیس برس کی ہے تو کیا خدا اس مدت کو بڑھا کر ابدی و سرمدی نہیں کر سکتا؟ آج اگر ہماری جسمانی نظام ٹھیک کام کر رہے ہیں تو اس میں ہمارا کیا کمال ہے یا ہمارا کتنا عمل دخل ہے؟ ہم نے تو اپنے ہی پہلو میں وہ دل بھی نہیں دیکھا جو ہمارے بہت ہی قریب ہے، کبھی آرام نہیں کرتا، سوتا نہیں، ہم سوتے جاگتے ہیں اور وہ اللہ کے حکم سے کتنے ہی برس تک مسلسل اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔ کیا اللہ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسے چند برس کے بجائے لامحدود مدت تک کام کرنے کا اہل بنا دیے؟ کیا خدا کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ہمارے جسمانی نظاموں میں کچھ تبدیلی فرما سکے؟ اگر اللہ پھول کو خوشبو دیتا ہے تو کیا پسینے کو نہیں دے سکتا؟ (کیوں نہیں) اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور بے شک ایسا ہی ہونے والا ہے جیسا رب نے ہمیں بتا دیا ہے۔

اب اس موقع پر قرآن حکیم ہمارے سامنے جنتیوں کے جنت میں داخلے کا منظر پیش کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے، تحیات اور سلام پیش کریں گے اور اس کامیابی پر مبارکباد دیں گے۔ جنت کے دروازے ان کے لیے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے اور جنتیوں سے کہا جائے گا کہ بلا خوف و خطر سلامتی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور یہ نعمت پانے پر جنتی لوگ اللہ کا شکر ادا کریں گے۔

اللھم انا نسالك الجنة ونعوذبك من عذاب النار

(اے اللہ ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور آگ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں) سورۃ الزمر (39) وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاؤُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ {73} وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ {74}

اور جولوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے، اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے، تو اُس کے منتظمین اُن سے کہیں گے کہ "سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے، داخل ہو جاؤ اِس میں ہمیشہ کے لیے۔" اور وہ کہیں گے "شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔" پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔ سورۃ الرعد(13)

وَالمَلاَئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ {23} سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ {24}

ملائکہ ہر طرف سے اُن کے استقبال کے لیے آئیں گے اور اُن سے کہیں گے "تم پر سلامتی ہے، تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اُس کی بدولت آج تم اِس کے مستحق ہوئے ہو" پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر! (سورۃ إبراهيم (14)

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلاَمٌ {23}

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں وہ اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کی مبارکباد سے ہوگا۔ سورۃ الفرقان(25)

وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (75) خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا {76} آداب و تسلیمات سے اُن کا استقبال ہوگا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ کیا ہی اچھا ہے وہ مستقر اور وہ مقام۔

اس استقبال اور مبارکباد کے ساتھ کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر جنت میں داخل ہو جاؤ: سورۃ الحجر(15)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ {45} ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ {46}

یقیناً متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر۔ سورۃ الزخرف (43)

يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ {68} الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ {69} ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ {70}

اُس روز اُن لوگوں سے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے اور مطیعِ فرمان بن کر رہے تھے کہا جائے گا کہ "اے میرے بندو، آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں، تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔"

فطرت انسانی نے ہمیشہ باغات، ہریالی، سبزے، درختوں، پھولوں اور بہتے پانی کو پسند کیا ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جس انسان کو اس کی طاقت، وسائل اور دولت ملی تو اس نے یہ نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش کی۔ بڑے بڑے بادشاہوں نے دریاؤں کے کنارے شہر آباد کیے اور اپنے محلوں کے گرد و پیش کو باغات، پھولوں اور بہتے پانی سے سجانے کی کوشش کی۔ یہ حقیقتاً انسانی فطرت کی وہ مانگ ہے جو اللہ نے جنت کی صورت میں پوری کی ہے اور دنیوی زندگی کو آزمائش قرار دے کر جنت کو پانے کا معیار اور طریقہ کار بتلا دیا ہے لیکن انسان اسے دنیا میں ہی پانے کی خواہش کرتا ہے اور جب بھی اسے موقع ملتا ہے تو اپنے لیے یہی آسائشیں تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں اول تو وہ نعمت اس درجے میں مل ہی نہیں سکتی اور کچھ تھوڑا بہت مل بھی جائے تو کیا، اگر کوئی اور زوال نہ بھی آئے تو بالآخر موت آ کر ان ساری نعمتوں کو مٹا دیتی ہے۔ خوش نصیب تو درحقیقت وہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت سے جنت کے مستحق ہو جائیں۔

جنت کے لفظی معنی ہی "باغ" کے ہیں اور پوری کی پوری جنت باغات کا مجموعہ گویا ایک وسیع و عریض باغ ہی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ آیئے جنت کے باغات کی کیفیت، اس کے درختوں کی

چھاؤں، جنت کے گھروں، اس کے چشموں اور اس کی نہروں کے بارے میں جانتے ہیں۔

جنت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کے اچھے اچھے اعمال کا اپنے فضل و کرم سے بدلہ اور انعام دینے کے لئے آخرت میں جو شاندار مقام تیار کر رکھا ہے اُس کا نام جنت ہے اور اُسی کو بہشت بھی کہتے ہیں۔

جنت میں ہر قسم کی راحت و شادمانی و فرحت کا سامان موجود ہے۔ سونے چاندی اور موتی و جواہرات کے لمبے چوڑے اور اُونچے اُونچے محل بنے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ ریشمی کپڑوں کے خوبصورت و نفیس خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ہر طرف طرح طرح کے لذیذ اور دل پسند میوؤں کے گھنے، شاداب اور سایہ دار درختوں کے باغات ہیں۔ اور ان باغوں میں شیریں پانی، نفیس دودھ، عمدہ شہد اور شرابِ طہور کی نہریں جاری ہیں۔

قسم قسم کے بہترین کھانے اور طرح طرح کے پھل فروٹ صاف ستھرے اور چمکدار برتنوں میں تیار رکھے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے ریشمی لباس اور ستاروں سے بڑھ کر چمکتے اور جگمگاتے ہوئے سونے چاندی اور موتی و جواہرات کے زیورات، اونچے اونچے جڑاؤ تخت، اُن پر غالیچے اور چاندنیاں بچھی ہوئی اور مسندیں لگی ہوئی ہیں۔ عیش و نشاط کے لئے دنیا کی عورتیں اور جنت کی حوریں ہیں جو بے انتہا حسین و خوبصورت ہیں۔ خدمت کے لئے خوبصورت لڑکے چاروں طرف دست بستہ ہر وقت حاضر ہیں الغرض جنت میں ہر قسم کی بے شمار راحتیں اور نعمتیں تیار ہیں۔ اور جنت کی ہر نعمت اتنی بے نظیر اور اس قدر بے مثال ہے کہ نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ جنّتی لوگ بِلا روک ٹوک اُن تمام نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر جنت میں سب سے بڑی یہ نعمت ملے گی کہ جنت میں جنتیوں کو خداوند قدوس عزوجل

کا دیدار نصیب ہوگا۔ جنت میں نہ نیند آئے گی نہ کوئی مرض ہوگا نہ بڑھاپا آئے گا نہ موت ہوگی۔ جنتی ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ہمیشہ تندرست اور جوان ہی رہیں گے۔

اہلِ جنت خوب کھائیں پئیں گے مگر نہ ان کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوگی نہ وہ تھوکیں گے نہ ان کی ناک بہے گی۔ بس ایک ڈکار آئے گی اور مُشک سے زیادہ خوشبودار پسینہ بہے گا اور کھانا پینا ہضم ہو جائے گا۔ جنتی ہر قسم کی فکروں سے آزاد اور رنج و غم کی زحمتوں سے محفوظ رہیں گے۔ ہمیشہ ہر دم اور ہر قدم پر شادمانی اور مسرت کی فضاؤں میں شاد و آباد رہیں گے اور قسم قسم کی نعمتوں اور طرح طرح کی لذتوں سے لطف اندوز و محظوظ ہوتے رہیں گے۔ (خلاصہ قرآن وحدیث)

جنت کہاں ہے؟

زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ

عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى ﴿۱۵﴾ (پ ۲۷، النجم: ۱۴، ۱۵)

یعنی سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔

اور ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ جنت کی چھت عرش ہے۔ شرح المقاصد، المبحث الخامس، الجنۃ والنار... الخ، ج ۳، ص ۳۶۱ (حاشیہ شرح عقائد نسفیہ، ص ۸۰)

جنتیں کتنی ہیں؟

جنتوں کی تعداد آٹھ ہے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) دار الجلال۔
(۲) دار القرار۔
(۳) دار السلام۔
(۴) جنت عدن۔
(۵) جنت الماویٰ
(۶) جنت الخلد۔
(۷) جنت الفردوس
(۸) جنت النعیم۔ تفسیر روح البیان، ج ۱، ص ۸۲)

جنت کی منزلیں

حدیث شریف میں ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک سو برس کی راہ ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۹۷)

اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنتی لوگ جنت کے بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ زمین سے مشرق یا مغرب میں چمکنے والے تاروں کو دیکھا کرتے ہو۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۹۶)

جنت کے پھاٹک

حدیث شریف میں ہے کہ جنت کے پھاٹک اتنے بڑے بڑے ہیں کہ اس کے دونوں بازوؤں کے درمیان چالیس برس کا راستہ ہے مگر جب جنتی جنت میں داخل ہونے لگیں گے تو ان پھاٹکوں پر ہجوم کی کثرت سے تنگی محسوس ہونے لگے گی۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۹۷)

جنت کے باغات

جنت کے باغوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مؤمن جب جنت میں داخل ہوگا تو وہ ستر ہزار ایسے باغات دیکھے گا کہ ہر باغ میں ستر ہزار درخت ہوں گے اور ہر درخت پر ستر ہزار پتے ہوں گے اور ہر پتے پر یہ لکھا ہوگا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْر "اور ہر پتے کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک کے برابر ہوگی۔ (روح البیان، ج ۱، ص ۸۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے تمام درختوں کے تنے سونے کے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۹۷)

جنت کی عمارتیں

جنت کی عمارتوں میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کا گارا نہایت ہی خوشبودار مشک ہے اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی دھول زعفران ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۴۹۷)

اور یہ بھی مروی ہے کہ بعض عمارتیں نُور کی اور بعض یاقوت سُرخ کی اور بعض زمرد کی ہیں۔

(روح البیان، ج۱ص ۸۲)

جنت کے چشمے

اِن چاروں نہروں کے علاوہ جنت میں دوسرے چشمے بھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) کافور۔

(۲) زنجبیل۔

(۳) سلسبیل۔

(۴) رحیق۔

(۵) تسنیم۔ (روح البیان، ج۱ص ۸۳)

اہلِ جنت کی عمریں

ہر جنتی خواہ بچپن میں مرا ہو یا بوڑھا ہو کر وفات پائی ہو، ہمیشہ جنت میں اُس کی عمر تیس ہی برس کی رہے گی اس سے زیادہ کبھی اس کی عمر نہیں بڑھے گی۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی طرح جوان رہتے ہوئے آرام وراحت کی زندگی بسر کرتا رہے گا۔ (ترمذی، ج ۲،ص ۸۰)

جنتیوں کی بیویاں اور خُدّام

ادنیٰ درجے کے جنتی کو اسّی ۸۰ ہزار خادم اور بہتّر ۷۲ بیویاں ملیں گی اور اس کے لئے موتی اور زبرجد و یاقوت کا اِتنا لمبا چوڑا خیمہ گاڑا جائے گا جتنا کہ جابیہ اور صنعاء کے دوشہروں کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ترمذی، ج ۲،ص ۸۰)

حوروں کا جلسہ اور گانا

جنت میں حوروں کا جلسہ ہوگا جس میں حوریں اس مضمون کا گانا سنائیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں تو ہم کبھی فنا نہ ہوں گی۔ ہم چین میں رہنے والیاں ہیں تو ہم کبھی غمگین نہیں ہوں

گی۔ ہم خوش ہونے والیاں ہیں تو ہم کبھی ناراض نہ ہوا کریں گی۔ مبارک باد ہے ان کے لئے جو ہمارے لئے ہوں اور ہم اُن کے لئے ہوں۔'' (ترمذی، ج ۲،ص ۸۰)

جنت کے بازار

ہر جمعہ کے دن جنت میں ایک بازار لگے گا کہ اُس میں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں پر لگے گی تو اُن کے حسن و جمال میں نکھار پیدا ہو کر وہ بہت زیادہ خوبصورت ہو جائیں گے اور جب وہ بازار سے پلٹ کر اپنے گھر جائیں گے تو اُن کے گھر والے کہیں گے کہ تم تو خدا کی قسم! حسن و جمال میں بہت بڑھ گئے ہو۔ تو یہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے پیچھے تم لوگوں کا حسن و جمال بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲،ص ۴۹۶)

جنت میں خداعزوجل کا دیدار

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو خداعزوجل کا ایک منادی یہ اعلان کریگا کہ اے اہلِ جنت! ابھی تمہارے لئے اللہ عزوجل کا ایک اور وعدہ بھی ہے۔ تو اہلِ جنت کہیں گے کہ اللہ عزوجل نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا ہے! کیا اللہ عزوجل نے ہم کو جہنم سے نجات دے کر جنت میں نہیں داخل کر دیا ہے؟ تو منادی جواب دے گا کہ کیوں نہیں! پھر ایک

دم خداوند قدوس عزوجل اپنے حجاب اقدس کو دور فرما دے گا (اور جنتی لوگ خداعزوجل کا دیدار کرلیں گے) تو جنتیوں کو اس سے زیادہ جنت کی کوئی نعمت پیاری نہ ہوگی۔ (ترمذی، ج ۲،ص ۷۸)

اسی طرح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب (قیامت کے دن) اپنے رب عزوجل کو دیکھو گے جس طرح تم

لوگ چاند کو دیکھ رہے ہو۔ (یعنی جس طرح چاند کو دیکھنے میں کوئی کسی کے لئے حجاب اورآڑ نہیں بنتا اِسی طرح تم لوگ اپنے رب عزوجل کو دیکھو گے) تو اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو نماز فجر و نماز عصر کبھی نہ چھوڑو۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۵۰۰)

قرآن میں جنت اہل جنت اور نعمائے جنت کا تعارف

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1۔ابدی جنتوں میں جنتی لوگ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے آباؤاجداد، ان کی بیویوں اور اولادوں میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے، جنت کے ہر دروازے سے فرشتے اہل جنت کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو تم پر یہ جنت تمھارے صبر کا نتیجہ ہے آخرت کا گھر تمھیں مبارک ہو۔ (سورۂ الرعد:13: آیت نمبر:24،23)

2۔ اہل جنت کو، جنت میں کسی قسم کی تھکان نہ ہوگی، نہ ہی وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ (سورۂ الحجر:15: آیت نمبر:48)

3۔ جنت کی چوڑائی زمین وآسمان کی وسعت کے برابر ہے۔ (سورۂ آل عمران:3: آیت نمبر:133)

4۔ جنت کے پھل اور بہاریں دائمی ہوں گی۔ (سورۂ الرعد:13: آیت نمبر:35)

5۔ جنت میں بھوک اور پیاس نہیں ہوگی۔ (سورۂ طٰہٰ:20: آیت نمبر:118)

6۔ اہل جنت سونے کے کنگن اور سبز ریشم کے لباس پہن کر تکیہ دار مسندوں پر مزے کریں گے۔ (سورۂ الکھف:15: آیت نمبر:31)

7۔ اہل جنت پر اثر انداز نہ ہونے والی سفید رنگ کی لذیذ شراب پیئیں گے۔ (سورۂ الصافات: 37: آیت نمبر:47،46)

8۔ اہل جنت کے لیے ہیروں اور موتیوں جیسی شرمیلی نگاہوں والی خوبصورت بیویاں ہوں گی جنھیں اس سے پہلے کسی جن یا انسان نے چھوا تک نہیں ہوگا۔ (سورۂ الرحمٰن:55: آیت نمبر:57،56)

9۔ اہل جنت کے پاس حیادار، خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی نرم و نازک جیسے انڈے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی ہو۔ (سورۃ الصافات:37: آیت نمبر:49)

10۔ متقی لوگ یقینا امن کی جگہ (جنت) میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں (مزے کریں گے) باریک ریشم اور موٹا ریشم پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یہ ہوگی ان کی شان اور ہم گوری گوری خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں سے ان کا نکاح کر دیں گے۔ جنتی لوگ ہر طرح کی لذیذ چیزیں پورے اطمینان اور بے فکری سے طلب کریں گے۔ (سورۃ الدخان:44: آیت نمبر:57،51)

11۔ ہم انہیں ہر طرح کے لذیذ پھل اور من پسند گوشت دیتے چلے جائیں گے وہ ایک دوسرے سے جام شراب کی چھینا چھپٹی کریں گے، ایسی شراب جس کے پینے سے نہ تو بیہودہ گوئی ہوگی نہ کوئی گناہ سرزد ہوگا، محفوظ کئے ہوئے موتیوں کی طرح خوبصورت لڑکے ان کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہیں گے۔ (سورۃ طور:52: آیت نمبر:24،22)

12۔ (اہل جنت کے لیے جنت میں) باغ اور انگور ہوں گے نوجوان کنواری اپنے شوہروں کی ہم عمر عورتیں ہوں گی، چھلکتے جام ہوں گے، ہر قسم کی لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک ماحول ہوگا۔ (سورۃ النباء:28: آیت نمبر:35،32)

13۔ اہل جنت کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے جو مخفی نعمتیں تیار کی گئی ہیں ان کا علم کسی نفس کو نہیں۔ (سورۃ السجدہ:23: آیت نمبر:18)

14۔ اور داہنے ہاتھ والے (یعنی جنتی لوگ) داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا، بے کانٹے کی بیریوں میں ہوں گے، کے لیے تہ بہ تہ، لمبے سائے، بہتا ہوا پانی اور بکثرت پھل (ان کے لیے تیار کیے گئے ہیں)۔ (سورۃ واقعہ:51: آیت نمبر:32،27)

15۔ اہل جنت کے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جا رہے

ہوں گے شیشے بھی چاندی کی طرح (چمکدار) ہوں گے ان پیالوں کو (خدام) ٹھیک اندازے کے مطابق بھریں گے۔ اہل جنت کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی یہ (شراب جنت کے) ایک چشمہ سے (برآمد) ہو گی جس کا نام "سلسبیل" ہے۔ (سورۂ الدھر:76: آیت نمبر:15،18)

16۔ اور جنتیوں کے لیے جنت میں صبح و شام رزق تیار ہو گا۔ (سورۂ مریم:19: آیت نمبر:72)

17۔ جنت میں بلند و بالا تخت ہوں گے (جہاں پینے کے لیے) ساغر رکھے ہوں گے۔ (سورۂ الغاشیۃ:88: آیت نمبر:13،16)

18۔ آج جنتی لوگ مزے کرنے میں مشغول ہیں وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھے ہیں۔ (سورۂ یٰسین:36: آیت نمبر:55،56)

19۔ اہل جنت کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکپن کی عمر میں ہی رہیں گے تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیئے گئے ہیں۔ (سورۂ الدھر:76: آیت نمبر:19)

حدیث میں جنت اہل جنت اور نعمائے جنت کا تعارف

1۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں باب الصلاۃ، بال الجہاد، باب الصدقہ اور باب الریان وغیرہ۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان:1798)

2۔ جنت کے ہر دروازے کی چوڑائی بارہ سو کلو میٹر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان:194)

3۔ جنت میں چھڑی کے برابر جگہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق:3250)

4۔ قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے جنت کے دروازے پر آئیں گے اور جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان:196)

5۔ جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا فرق ہے۔ (ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ:2054)

6۔ جنت کے محلات میں تمام برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے، جنتیوں کے محلات میں ہر وقت عود (لکڑی) جلتی رہے گی جس کی خوشبو سے ان کے محلات معطر رہیں گے۔ جنتیوں کے پسینہ سے مشک کی خوشبو آئے گی، جنت میں تھوک، ناک اور رفع حاجت وغیرہ نہیں ہوں گے تمام جنتی باہم شیر و شکر ہوں گے کسی کے دل میں دوسرے کے خلاف کوئی حسد یا بغض نہیں ہوگا۔ اہل جنت ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کریں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق)

7۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنت کس چیز سے بنی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے ایک سونے کی، اس کا سیمنٹ تیز خوشبو والا مسک ہے اس کے سنگریزے موتی اور یاقوت کے ہیں اس کی مٹی زعفران ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ عیش کرے گا کبھی تکلیف نہیں دیکھے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا، جنتیوں کے کپڑے کبھی پرانے نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی کبھی فنا نہیں ہوگی۔ (ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، 2050)

8۔ جنت میں موتی کا ایک خولدار خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس خیمہ کے ہر کونے میں (مومن کی) بیویاں ہوگی جنھیں دوسرے (محل کے) لوگ (دوری اور وسعت کی وجہ سے) نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن آدمی ان (بیویوں) کے درمیان چکر لگاتا رہے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا: 2838)

9۔ جنت کی کھجور کا تنا زمرد کا ہوگا اس کی ٹہنی کی جڑ سرخ سونے کی ہوگی اور اس کی شاخ سے اہل جنت کی پوشاک تیار کی جائے گی ان کے لباس اور جبے (قمیض) بھی اسی سے بنائے جائیں گے کھجور کا پھل مٹکے یا ڈول کے برابر ہوگا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا مکھن سے زیادہ نرم ہوگا اس میں سختی بالکل نہیں ہوگی۔ (شرح السنۃ، الفتن، باب صفۃ الجنۃ واہلہا حدیث صحیح)

10۔ جب کوئی آدمی جنت سے پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا۔ (مجمع الزوائد، 41410)

11۔ کوثر جنت میں ایک نہر ہے (یہ حوض کوثر کے علاوہ ہے) جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں جس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ (ترمذی، ابواب التفسیر سورۃ الکوثر، 2050)

12۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے میں یہودیوں کے علما میں سے ایک عالم آیا اور پوچھنے لگا: جس روز زمین و آسمان ادل بدل کیے جائیں گے اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”پل صراط کے قریب اندھیرے میں۔“ پھر یہودی عالم نے دریافت کیا۔ پل صراط کو سب سے پہلے کون لوگ عبور کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تنگدست مہاجرین“۔ یہودی عالم نے دریافت کیا: جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے ان کی خدمت میں کون سا تحفہ پیش کیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مچھلی کے جگر کا گوشت۔“ یہودی نے پھر پوچھا: اس کے بعد ان کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کے لیے جنت میں چرنے والا بیل ذبح کیا جائے گا (جس کا گوشت انھیں کھلایا جائے گا)۔“ یہودی نے پوچھا: کھانے کے بعد پینے کے لیے جنتیوں کو کیا دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلسبیل چشمہ کا پانی۔“ یہودی عالم نے کہا: آپ نے سچ فرمایا پھر یہ آدمی چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ساری باتیں اللہ نے مجھے بتائیں ہیں۔“ (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، 315)

13۔ اگر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت دنیا میں (لمحہ بھر کے لیے) جھانک لے تو مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دے اور فضا کو خوشبو سے بھر دے جنتی عورت کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، 2796)

14۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا، وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے گا کبھی رنجیدہ نہیں ہوگا اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور نہ ہی جوانی فنا ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، 2836)

15۔ نیند موت کی بہن ہے لہٰذا جنتیوں کو نیند نہیں آئے گی۔ (السلسۃ الصحیحۃ: 1087)

16۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا: جنت میں ہم اپنی عورتوں کے پاس جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مرد ایک دن میں سو سو کنواری عورتوں کے پاس جائے گا۔ (السلسۃ الصحیحۃ: 368)

17۔ بلاشبہ جنت عیش و عشرت، راحت و سکون، دل کش اور دلفریب جگہ کا نام ہے لیکن اس کا ملنا صالح اعمال اور رضائے الٰہی کے بغیر ناممکن ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ البقرہ: 2: آیت نمبر: 82)

محض ارادہ اور تمنا کر لینے سے جنت نہیں مل سکتی بلکہ اس کے لیے نیک اعمال کا ہونا بہت ضروری ہے، اور نیک اعمال کے لئے مجاہدہ شرط ہے۔

جنت میں جانے کا واحد راستہ:

قیامت تک کے لیے جنت میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے، اور وہ کون سا ہے؟ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر چلنا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

حضرت حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نقشِ قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

سبحان اللہ! کتنا پیارا شعر ہے۔ اگر ہم سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات قیامت کے دن اس حال میں ہوگی کہ اللہ ہم سے راضی ہوں گے۔ اگر ہم چاہیں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے تو ایک ہی طریقہ ہے کہ سنتوں کے اوپر اپنی زندگی کو لے

آئیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے پتہ چل سکے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا نہیں۔ اگر سنتوں پر عمل ہے تو یہ اللہ کے راضی ہونے کی نشانی ہے نہیں ہے تو ناراض ہونے کی نشانی ہے۔ (گلدستۂ نبوت جلد دوم)

آخری منزل جنت، آں حضرت ﷺ کی پیروی سے نصیب ہوگی:

حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی زندگی ایسی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جب ہم دنیا سے رخصت ہو رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں، یہ ہے اصل مقصود۔ اور پورے دین کا خلاصہ صرف ایک حرف ہے کہ اللہ کی رضا والی زندگی گزارو اور رضائے الٰہی کی تصویر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، رضائے الٰہی کا نمونہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی ہے۔ اس لیے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو مجسم کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں ہمارے پاس بھیج دیا کہ تم ان کے پیچھے چلو، ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوگی اور جس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا نصیب ہوجائے ان شاء اللہ ان کے ساتھ اکرام ہی کا معاملہ ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: ''جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، یعنی جو عہد وفا باندھا تھا اللہ تعالیٰ سے، اس کو نباہ کے دکھایا تو ان پر فرشتے نازل ہوں گے، یہ پیغام لے کر کہ خوف نہ کرو، کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو اور غم نہ کرو، اور تم کو خوش خبری ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

ایک ایک قدم پر تمہیں ساتھ لے کر چلیں گے، پروا نہ کرو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ کے فرشتے قدم قدم پر ان کی رہنمائی کے لیے موجود ہوں گے اور جس طرح کہ بڑے معزز

مہمان کو اکرام کے ساتھ بٹھایا جاتا ہے ان کو بھی بٹھایا جائے گا اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے نیچے جگہ عطا فرمائی جائے گی۔ اللہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

یا اللہ! ہم سب کو ان تمام مراحل زندگی میں کامیابی عطا فرما۔ یا اللہ ہر ہر موقع پر اپنے لطف و کرم سے ہماری دست گیری فرما۔ یا اللہ! ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! دنیا و آخرت میں ہماری تمام مہمات کی کفایت فرما۔ یا اللہ! ہمارے ضعف اور کمزوریوں پر رحم فرما کر ہر جگہ ہماری مدد فرما۔ یا اللہ! اپنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح تعلق اور سچی محبت ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! دنیا و آخرت میں اپنے محبوب و مقبول بندوں کی معیت ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! ہماری تمام غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنی پاک بارگاہ میں حاضری کے لیے پاک فرما دے۔

جنت میں دخول محض رحمت سے ہوگا:

جنت میں جو مومن کو اتنی بڑی سلطنت ملے گی جس کی شان یہ ہوگی: {إِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا} [الإنسان:٢٠]

اور جس کی حالت یہ ہے: ”أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر“ اس سلطنت کے حصول کے لیے یہ عمل کیا چیز ہے جو ہم کر رہے ہیں، اتنی بڑی جزا یہ محض عنایت ہے، لیکن یہ عنایت ہوگی اسی عمل کی بدولت گو وہ ناچیز قلیل ناقص حقیر ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے: {إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ} (الأعراف:٥٦)

خواب میں حضرت بختیار کاکیؒ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ”سلام“

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ہر رات سونے سے قبل تین ہزار بار درود شریف

پڑھتے تھے، جب اوش میں آپ کی شادی ہوئی تو تین رات کیلئے آپ سے درود قضا ہوگئی۔ آپ کے ایک مرید احمد رئیس نامی نے خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ بختیار کاکیؒ کو میرا اسلام کہنا اور ان سے یہ کہنا کہ ہر رات جو تحفہ تم بھیجتے تھے مجھے مل جاتا تھا لیکن تین رات سے نہیں ملا۔ نیند سے بیدار ہو کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت خواجہ کو پہونچایا۔ آپ نے اپنی بیوی کو بلا کر حق مہر ادا کیا اور اسے چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے۔ (تذکرۂ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صفحہ ۴۰ مولف: کپتان واحد بخش سیال)

خواب میں ابراہیم بن ادہمؒ کو رضوانِ جنت نے حلوہ کھلایا

حضرت سفیان بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہمؒ کو بمقام مکہ معظّمہ میں نے دیکھا کہ سوق اللیل میں جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہے رو رہے ہیں تنگیٔ راہ سے وہ مجھے دیکھ کر ایک طرف دب گئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور اس متبرک مقام میں درود پڑھا میں نے ان سے کہا اے ابواسحق اس مقام پر رونا کیسا ہے؟ کہا اچھا ہے میں دوبار بلکہ تین بار پھر کر وہاں آیا اور ان کو اسی حال میں روتے ہوئے پایا اور ہر بار سوال کیا۔ بالآخر جواب دیا اے ابوسفیان میں تم کو ایسے امر کی خبر دوں جو تم اس کو ظاہر کر دو یا پھر مجھ پر پوشیدہ رکھو میں نے کہا جو چاہو کہو۔ کہا میرا دل تیس برس سے ہریسہ کو چاہتا تھا میں بزور اس کو روکتا تھا۔ گزشتہ شب کو نیند نے مجھ پر غلبہ کیا میں نے خواب دیکھا کہ ایک خوبرو جوان اس کے ہاتھ میں سبز پیالہ ہے اور بھاپ اس سے اٹھ رہی ہے اور ہریسہ کی خوشبو آرہی ہے میں نے اپنے دل کو سنبھالا وہ میرے پاس آیا اور کہا اے ابراہیم لے یہ کھا، میں نے کہا جو چیز خدا کے واسطے چھوڑ دی اسے نہیں کھاتا۔ کہا اگر خدا کھلاوے پھر بھی نہ کھاوے گا۔ کہا خدا کی قسم مجھ سے کچھ جواب نہ آیا بجز رونے کے۔ پھر کہا کھاؤ خدا تم پر رحم کرے، میں نے اس شخص سے کہا ہم کو حکم ہے کہ کوئی چیز بھی اپنے توشہ دان میں نہ رکھیں۔ پھر اس نے کہا کھاؤ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر فرمائے، مجھ کو یہ رضوان داروغہ جنت

نے بحکمِ خدادی ہے اور کہا کہ اے خضر یہ کھانا لیجا کر ابراہیم کو کھلا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جان پر رحم فرمایا ہے۔ انہوں نے بڑا صبر کیا ہے اور اپنی جان کو ممنوع خواہشات سے روکا ہے۔

پھر کہا خدائے بزرگ کھلاتا ہے اور تم اسے روکتے ہو۔ اے ابراہیم میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہتے تھے جس شخص کو بلا طلب دیا جائے اور لینے سے انکار کرے اس کا انجام یہ ہے کہ طلب کرے گا اور نہ پاوے گا میں نے کہا اگر ایسا ہے تو میں تمہارے سامنے موجود ہوں خدا کا عہد اب تک نہیں توڑا۔ اتنے میں دوسرا جوان آیا اور اس نے حضرت خضر کو دیکھ کر کہا یہ ابراہیم کے منہ میں لقمہ بنا کر دیدو۔ حضرت خضر مجھ کو کھلاتے رہے، یہاں تک کہ میں سوکر اٹھا اور کھانے کا مزہ منہ میں اور زعفران کا رنگ میرے لبوں پر تھا۔ میں چاہ زمزم پر گیا منہ دھویا کلی کی، نہ منہ کا مزہ گیا اور نہ زعفرانی رنگ۔ سفیانؒ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا مجھ کو دکھلاؤ اس نے دکھلایا اس وقت تک اثر باقی تھا۔ پھر میں نے کہا اے خدائے بزرگ جو خواہش نفسانی روکنے والوں کو جب کہ انکا عمل مقبول ہوجائے کھلاتا ہے۔ اے وہ ذات کریم جو اپنے دوستوں کے دلوں کو شراب محبت پلاتا ہے کیا سفیان کے واسطے بھی تیرے پاس یہ ہے؟ کہتے ہیں پھر میں نے کہا حضرتؒ ابراہیم کا ہاتھ پکڑلیا اور اس کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعاء مانگی، خداوند: تیرے یہ جود وسخا اور اس کی قدر وعزت اور حرمت کے صدقے، خداوندا اپنے بندے پر سخاوت کر جو کہ تیرے فضل واحسان کا محتاج ہے۔ اے ارحم الراحمین اگر چہ وہ تیرے فضل وکرم کا مستحق نہیں اے رب العالمین۔ (نزہۃ السباتین قصص الاولیا صفحہ ۱۹۷ر مولف: امام جلیل جزنبیل ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی یافعیؒ)

شہادت سے پہلے خواب میں اپنی حور کو دیکھا

شیخ عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے جہاد کی تیاری کی میں نے اپنے ساتھ والے رفیقوں سے کہا کہ جہاد کے فضائل میں ہر شخص دودو آیتیں پڑھنے کے لئے

تیار ہو جائے۔ پس ہر شخص نے ہم میں سے یہ آیتیں پڑھی: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے خریدی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ یہ آیت سن کر ایک لڑکا جو چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھا اور اس کا باپ بہت سارا مال چھوڑ کر مر گیا تھا کھڑا ہوا اور کہا عبدالواحد! کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال جنت کے بدلے خرید لی؟ شیخ نے فرمایا، ہاں بیشک اس نے خرید لی ہے۔ اس نے کہا تو میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا مال اور جان جنت کے بدلے میں بیچ دی۔ میں نے کہا دیکھ خوب سوچ سمجھ لے؟ تلوار کی دھار تیز ہوتی ہے۔ اور تو بچہ ہے مجھے یہ خوف ہے کہ شاید تجھ سے صبر نہ ہو سکے اور عاجز ہو جائے۔ اس نے جواب میں کہا کہ یا شیخ میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ کروں اور پھر عاجز ہو جاؤں اس کے کیا معنی؟ میں خدائے تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال اور اپنی جان فروخت کر دی۔ شیخ نے فرمایا میں اتنی بات کہہ کر نادم بھی ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ دیکھو اس بچے کی کیسی عقل ہے اور ہم کو باوجود بڑے ہونے کے عقل نہیں ہے۔

القصہ اس لڑکے نے اپنے گھوڑے اور ہتھیار اور کچھ ضروری اخراجات کے سوا کل مال صدقہ کر دیا، جب نکلنے کا دن ہوا تو سب سے پہلے ہمارے پاس آیا اور کہا یا شیخ! السلام علیکم، شیخ کہتے ہیں کہ میں نے سلام کا جواب دیکر کہا خوش ہو تمہاری بیع نفع مند ہوئی، پھر ہم جہاد کیلئے چلے اور اس لڑکے کی یہ حالت تھی کہ رستہ میں دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا اور ہماری اور ہمارے جانوروں کی خدمت کرتا اور جب ہم سوتے تو ہمارے جانوروں کی حفاظت کرتا اور جب ہم روم کے ایک شہر کے قریب پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ جوان چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ اے عیناء مرضیہ تو کہاں ہے؟ میرے رفیقوں نے کہا کہ شاید یہ مجنوں ہو گیا ہے میں نے اسے بلا کر پوچھا کہ بھائی کسے پکار رہے ہو اور عیناء مرضیہ کون ہے تو اس نے ساری کیفیت بیان کر دی

کہ میں کچھ غنودگی کی سی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا عیناء مرضیہ کے پاس چلو میں اس کے ساتھ ساتھ ہولیا وہ مجھے ایک باغ میں لے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ نہر جاری ہے پانی نہایت صاف وشفاف ہے۔ نہر کے کنارے نہایت حسین حسین لڑکیا ہیں کہ زیور ولباس گراں بہا سے آراستہ وپیراستہ ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے، میں نے سلام کر کے پوچھا تم میں سے عیناء مرضیہ کونسی ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم تو اسکی لونڈیاں باندیاں ہیں وہ تو آگے ہے۔ میں آگے گیا تو ایک نہایت عمدہ باغ میں لذیذ وذائقہ دار دودھ کی نہر بہتی دیکھی اور اس کے کنارے بھی پہلی عورتوں سے بھی زیادہ حسین دیکھیں انہیں دیکھ کر تو میں مفتون ہو گیا وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا وہ تو آگے ہے۔ ہم تو اس کی خدمت کرنیوالی ہیں تم گھر جاؤ میں آگے گیا تو کیا دیکھا ایک نہر خالص مزیدار شراب کی جاری ہے اور اس کے کنارے ایسی حسین وجمیل عورتیں بیٹھی ہیں کہ انہوں نے پہلی سب عورتوں کو بھی بھلا دیا۔ میں نے ان سے سلام کر کے پوچھا عیناء مرضیہ کیا تم میں ہے؟ انہوں نے کہا ہم میں تو نہیں ہم سب تو اس کی کنیزیں ہیں وہ آگے ہے تم آگے جاؤ۔ میں آگے گیا تو ایک تیسری نہر خالص شہد کی بہتی دیکھی اور اس کے کنارے عورتوں نے پچھلی سب عورتوں کو بھلا دیا میں نے ان سے بھی سلام کر کے پوچھا عیناء مرضیہ کیا تم میں ہے؟ انہوں نے کہا اے ولی اللہ ہم تو اس کی لونڈیاں ہیں باندیاں ہیں تم آگے جاؤ۔ میں آگے چلا تو دیکھتا ہوں کہ ایک سپید موتی کا خیمہ ہے اور اس کے دروازے پر ایک حسین لڑکی کھڑی ہے اور وہ ایسے عمدہ عمدہ زیور ولباس سے آراستہ ہے کہ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئی اور خیمہ میں پکار کر کہا اے عیناء مرضیہ تمہارا

خاوند آ گیا۔ میں خیمے کے اندر گیا ایک جڑاؤ سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اس پر عیناء مرضیہ جلوہ افروز ہے۔ میں اسے دیکھتے ہی مفتون ہو گیا اس نے دیکھتے ہی کہا مرحبا اے ولی اللہ اب تمہارے یہاں آنے کا وقت قریب آ گیا میں دوڑا اور چاہا کہ گلے سے لگا لوں اس نے کہا ٹھہرو ابھی وقت نہیں آیا اور ابھی تمہاری روح میں حیات دنیوی باقی ہے آج رات اِنْشَاءَ اللّٰہُ تم یہیں روزہ افطار کرو گے، میں یہ خواب دیکھ کر جاگ اٹھا اور اب میری یہ حالت ہے صبر نہیں۔

شیخ عبدالواحدؒ فرماتے ہیں کہ ابھی ہماری باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ دشمن کا ایک گروہ آیا اور اس لڑکے نے سبقت کر کے ان پر حملہ کیا اور نو کافروں کو مار کر شہید ہو گیا۔ جب وہ شہید ہوا تو میں اس کے پاس آیا دیکھا تو خون میں لت پت ہے اور قہقہہ مار کر خوب ہنس رہا ہے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (نزہۃ البساتین ،قصص الاولیاء جلد اول صفحہ ۸۲ / ۸۳ / امام جلیل جرنبیل ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی یافعیؒ)

اُمّت محمدیہ ﷺ کے بعض افراد کو دنیا میں جنت کی خوشخبری مل گئی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر جنت میں ہوں گے اور عمر جنت میں ہوں گے اور عثمان جنت میں ہوں گے اور علی جنت میں ہوں گے اور طلحہ جنت میں ہوں گے اور زبیر جنت میں ہوں گے اور عبدالرحمٰن جنت میں ہوں گے اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہوں گے اور سعید بن زید جنت میں ہوں گے اور ابوعبیدہ بن الجراح جنت میں ہوں گے (ترمذی)

چونکہ ان حضرات کے بارے میں ایک ہی مجلس میں اور ایک ہی ارشاد میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوش خبری دی تھی اس لئے ان کو عشرہ مبشرہ (یعنی دس جنتی) کہا جاتا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی صحابیؓ کو جنتی ہونے کی خوش خبری نہیں دی گئی کیونکہ ان کے علاوہ اور بہت سے حضرات کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی

فرمایا۔ مثلاً حضرت عکاشہ بن محصن کو اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو اور حضرت ابو طلحہ کی بیوی کو اور حضرت عبد اللہ بن سلام کو اور حضرت ثابت بن قیس وغیرہ ہم کو رضی اللہ عنہم اجمعین وجعلنا من رفقائہم (فضائل امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ملائکہ کی طرف سے اہلِ ایمان کیلئے بوقتِ انتقال جنت کی خوشخبری:

اہلِ ایمان کو اس دنیائے فانی سے رخصتی کے وقت (تسلی کی غرض سے) ملائکہ جنت کی خوشخبری سناتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: {اَلَّذِینَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْلَمُونَ} (۱)

ترجمہ: (وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے)

نیز ارشاد ہے: {إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ}

ترجمہ: (جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو، (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے مددگار تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے، جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے [جنت میں] موجود ہے، غفور و رحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے)

ملائکہ کا جنت میں اہلِ ایمان کے ساتھ تعلق:

ملائکہ کا انسان کے ساتھ تعلق اس دنیاوی زندگی تک محدود نہیں بلکہ یہ تعلق آخرت میں بھی برقرار رہیگا، چنانچہ ملائکہ جنت میں اہلِ ایمان سے ملاقات کیلئے ان کے گھروں میں آیا کریں گے اوران کے ساتھ میل جول اوردعاءوسلام کا سلسلہ بھی ہوگا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشادہے:{وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ}

ترجمہ:(اوروہ اپنے رب کی رضامندی کیلئے صبرکرتے ہیں،اورنمازوں کوبرابرقائم رکھتے ہیں،اورجوکچھ ہم نے انہیں دے رکھاہے اسے چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں،اور برائی کوبھی بھلائی سے ٹالتے ہیں،ان ہی کیلئے عاقبت کاگھرہے،ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خودجائیں گےاوران کے باپ دادوں اور بیویوں اوراولادمیں سے بھی جونیکوکارہوں گے،ان کے پاس فرشتے ہرہردروازے سے آئیں گے،کہیں گے کہ تم پرسلامتی ہوصبرکے بدلے،کیاہی اچھا(بدلہ)ہےاس دارِآخرت کا)

ملائکہ کے چنداوصاف وخصوصیات:

ملائکہ کے چنداوصاف اورخصوصیات ہیں جن کی بناء پروہ انسانوں اورجنوں سے مختلف وممتازہیں،اس بارے میں تفصیل درجِ ذیل ہے:

ملائکہ نورانی مخلوق ہیں،یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں نورسے پیدافرمایاہے،جیساکہ حدیث میں ارشادہے:(وَخُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ)

یعنی ملائکہ نورسے پیداکئے گئے ہیں۔(جبکہ انسان کومٹی سے اورجنوں کوآگ سے پیداکیاگیاہے)

ملائکہ کا حقیقی مسکن آسمانوں میں ہے، زمین پر وہ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مختلف احکام کی تعمیل اور تکوینی امور سے متعلق اپنے فرائض کی انجام دہی کیلئے آتے ہیں۔

ملائکہ تمام مادی ضروریات سے بالاتر ہیں، لہٰذا وہ نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں' نہ سوتے ہیں' نہ وہ شادی کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔

ملائکہ تمام حیوانی ضروریات وشہوات سے پاک وصاف ہیں

ملائکہ تذکیر وتانیث (یعنی جنس کی تحدید) سے بالاتر ہیں۔ کفارِ مکہ ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان کے اس لغو وباطل عقیدہ کی تردید ومخالفت کی گئی ہے۔

ملائکہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حسبِ خواہش وضرورت مختلف قسم کی شکلیں اپنانے کی قدرت عطاء کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملائکہ انسانی شکل میں معزز مہمانوں کے روپ میں آئے (۱) حضرت مریم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے (۲) حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ملائکہ خوش شکل نوجوانوں کے روپ میں میں آئے (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام اکثر حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے تھے (۴) ''حدیثِ جبریل'' کے نام سے مشہور ومعروف حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں یہ تذکرہ ہے کہ وہ ایسے انسان کی شکل میں وارد ہوئے جس کا لباس انتہائی سفید اور صاف ستھرا تھا، بال خوب سیاہ تھے۔

☆...... ملائکہ ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اور احکامِ الٰہی کی تعمیل میں مشغول رہتے ہیں اور کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: {لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ}

ترجمہ:(انہیں جوحکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے ، بلکہ جوحکم دیا جائے بجالاتے ہیں)

ملائکہ کسی تھکاوٹ یا سستی وغفلت کے بغیر مسلسل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور تسبیح میں مشغول رہتے ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:{وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ}

ترجمہ:(اور جو (فرشتے) اس (اللہ) کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا بھی سستی نہیں کرتے)

نیز ارشاد ہے:{إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ}

ترجمہ:(یقینا جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں)

اسی طرح ارشاد ہے:{فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ}

ترجمہ:(پھر بھی اگر یہ کبر وغرور کریں تو (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں اکتاتے)

نیز ارشاد ہے:{وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ} (۱) ترجمہ:(اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وتسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا)

ملائکہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انتہائی طاقتور مخلوق بنایا ہے

جیسا کہ ارشاد ہے:{عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى} (۲) ترجمہ:(اسے پوری طاقت والے (فرشتے (نے سکھایا ہے)

نیز ارشاد ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ}

ترجمہ: (اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں

ملائکہ انتہائی حیادار مخلوق ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے جس میں آپ ؐ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ: (أَلَا أَسْتَحِي مَنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَة)

ترجمہ: (میں اس شخص سے کیوں نہ شرماؤں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں)

ملائکہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انتہائی حسین وجمیل مخلوق بنایا ہے، جیسا کہ سورۃ یوسف میں مذکور اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جس میں حضرت یوسف علیہ السلام پر نظر پڑتے ہی عورتوں کا انتہائی بدحواسی و بے خودی کے عالم میں اپنے ہاتھ کاٹ لینے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کسی فرشتے سے تشبیہ دینے کا تذکرہ ہے (۱) اور پھر قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس بات کی تردید کی بجائے اسے بطور ''تثبیت وتقریر'' بیان کیا گیا ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے متأثر ومبہوت ہو کر عورتوں کا انہیں فرشتے سے تشبیہ دینا گویا بالکل درست تھا، اور اس سلسلہ میں وہ مکمل حق بجانب تھیں (یعنی فرشتے واقعی انتہائی حسین وجمیل ہی ہوا کرتے ہیں)۔

ملائکہ پر ایمان کے فوائد وثمرات:

ملائکہ پر یقین وایمان درحقیقت نبوت ورسالت کی ''سند'' کی مضبوطی واستحکام پر یقین وایمان میں اضافہ وتقویت کا باعث ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے حضرات

انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی طرف تبلیغِ وحی کا فریضہ یہ ملائکہ ہی انجام دیتے ہیں، جبکہ یہ ملائکہ انتہائی امانت و دیانت سے متصف اور ہر قسم کی خیانت، ملاوٹ، یا کمی بیشی کے ارتکاب سے مکمل پاک وصاف اور مبرا و منزہ ہیں، بلکہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ''امین'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے ملائکہ جیسی عظیم الشان مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر انہیں مختلف قسم کی ذمہ داریاں سونپ دیں، اس بارے میں غور و فکر، یا بالفاظِ دیگر ''ملائکہ پر یقین و ایمان'' درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت، قدرت، اور حکمت پر یقین و ایمان میں اضافہ و تقویت کا باعث ہے۔

ملائکہ پر یقین و ایمان کی وجہ سے اہلِ ایمان کو سکون و اطمینان اور تسلی کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مختلف قسم کی آفات و شرور سے اہلِ ایمان کی حفاظت کیلئے مختلف فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس لطف و احسان کی وجہ سے اہلِ ایمان کے دل اپنے خالق و مالک کیلئے جذبۂ تشکر و امتنان سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

ملائکہ پر یقین و ایمان کی وجہ سے اہلِ ایمان کے ذہنوں میں ہمیشہ یہ احساس جاگزیں رہتا ہے کہ ان کے اقوال و افعال کو محفوظ کرنے کی غرض سے ان کے ساتھ ہمیشہ ملائکہ موجود ہیں، لہٰذا کسی برائی کا ارتکاب کرتے ہوئے انہیں شرم محسوس ہوتی ہے۔ نیز ملائکہ کے قرب کے احساس کی وجہ سے انہیں اس بات کی فکر رہتی ہے کہ وہ اس انتہائی مکرم و محترم اور معزز ترین مخلوق کے ساتھ ادب و احترام کا رویہ اپنائیں، اور ہر ایسی بات یا ایسے عمل سے اجتناب کریں جو ان فرشتوں کیلئے ایذاء و تکلیف کا باعث ہو۔

ملائکہ پر یقین و ایمان نیز ان کی طرف سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہمیشہ عبادت و اطاعت اور تسبیح و تحمید کی وجہ سے اہلِ ایمان کے دلوں میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت و اطاعت کا اہتمام نیز معصیت سے بچنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

ملائکہ چونکہ اہلِ ایمان کیلئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء واستغفار میں مشغول رہتے ہیں اس لئے اہلِ ایمان کی ہمیشہ یہ خواہش وکوشش رہتی ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ اور صفاتِ حمیدہ کو اپنائیں، نیز معاصی ومنکرات سے مکمل اجتناب اور کنارہ کشی اختیار کریں تاکہ اس طرح وہ خود کو اس قابل بناسکیں کہ ان کے حق میں ملائکہ کی دعاء قبول ہوسکے اور انہیں دونوں جہانوں میں اس کے ثمرات وبرکات نصیب ہوسکیں۔

مساجد نیز علمی حلقات ومجالسِ ذکر میں ملائکہ کی حاضری وموجودگی کے بارے میں یقین وایمان کی وجہ سے اہلِ ایمان مساجد نیز علمی حلقات اور مجالسِ ذکر میں حاضری کی خوب پابندی اور اہتمام کرتے ہیں، تاکہ اس طرح انہیں ملائکہ جیسی مقرب ومعزز ترین مخلوق کی صحبت وہمنشینی کا شرف حاصل ہوسکے۔ (اسلامی عقائد)

ادھورا بچہ ماں باپ کو جنت میں لے جانے کے لیے جھگڑا کرے گا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ ادھورا گرا ہوا بچہ (بھی) اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب اس کے والدین دوزخ میں داخل کردیئے ہوں گے، اس بچہ سے کہا جائے گا کہ اے ادھورے بچے! جو اپنے رب سے جھگڑ رہا ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کردے، لہٰذا وہ اپنے ناف کے ذریعہ کھینچتا ہوا ان کو جنت میں داخل کردے گا۔ (ابن ماجہ)

اپنے کسی عزیز کی موت پر صبر کرلینا اور اللہ سے ثواب کی امید کرلینا تو بڑے مرتبہ والا کام ہے، لیکن کسی مصیبت زدہ کو تسلی دینا بھی بڑے مرتبہ کی بات ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ۔

یعنی جس نے کسی ایسی عورت کو تسلی دی جس کا بچہ گم ہوگیا ہو یا مرگیا ہو تو اس کو جنت میں چادریں پہنائی جائیں گی۔ یعنی جنت میں داخل ہو کر یہ شخص وہاں کے لباس سے متمتع ہوگا۔

جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ۔

فائدہ: یہاں تک جو متعدد احادیث کا ترجمہ لکھا گیا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے دنیاوی تکالیف اور مصائب اور امراض و آلام سب نعمت ہیں، ان کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ درجات بلند ہوتے ہیں اور گناہوں کا کفارہ ہوجانے کی وجہ سے برزخ اور روز قیامت کے عذاب سے حفاظت ہوجاتی ہے۔ مومن بندوں پر لازم ہے کہ صبر و شکر کے ساتھ ہر حال کو برداشت کرتے چلیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی بہت زیادہ پختہ امید رکھیں اور یقین جانیں کہ ہمارے لیے صحت و عافیت بھی خیر ہے اور دکھ تکلیف بھی بہتر ہے، اصل تکلیف تو کافر کو پہنچتی ہے۔ تکلیف بھی پہنچی اور ثواب بھی نہ ملا۔ مومن کی تکلیف، تکلیف نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مصیبت و تکلیف اور مرض کی دعا کریں، یا شفا کی دعا نہ مانگیں، کیوں کہ جس طرح صبر میں ثواب ہے، شکر میں بھی ثواب ہے۔ سوال تو عافیت ہی کا کریں اور کرتے رہیں اور تکلیف پہنچ جائے تو صبر کریں۔

بہت سے لوگ جو آرام و راحت اور دکھ تکلیف کی حکمت اور اس کے بارے میں قانون الٰہی کو نہیں جانتے، بے تکی باتیں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جہاں کی ساری مصیبتیں مسلمان قوم ہی پر آپڑتی ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ کافروں کو محلات و قصور اور مسلمان کو صرف وعدہ حور، کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیروں کو خوب نوازا ہے اور اپنے کو فقر و فاقہ اور دوسری مصیبتوں میں رکھا ہے۔ حالاں کہ اپنا ہونے ہی کی وجہ سے مسلمانوں کو تکالیف میں مبتلا فرمایا جاتا ہے، تاکہ ان کے گناہ معاف ہوں۔ درجات بلند ہوں اور آخرت میں گناہوں پر سزا نہ ہو، درحقیقت یہ بہت بڑی مہربانی ہے کہ دنیا کی تھوڑی بہت تکلیف میں مبتلا کر کے آخرت کے عذاب شدید سے بچا دیا

جائے اور کافروں کو چونکہ آخرت میں کوئی نعمت نہیں ملنی، کوئی آرام نصیب نہیں ہونا بلکہ ان کے لیے صرف عذاب ہی عذاب ہے اس لیے ان کو دنیا زیادہ دے دی جاتی ہے اور ان پر مصیبتیں کم آتی ہیں، اگر کسی کافر نے خدمت خلق وغیرہ کا کوئی کام کیا ہے تو اس کا عوض اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے تاکہ آخرت میں اسے ذراسی خیر اور معمولی سا آرام بھی نہ ملے اور ابدالاباد ہمیشہ دوزخ میں رہے۔

اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم فی الحيوٰة الدنيا. وفی روايه اما ترضی ان تكون لهم الدنيا ولنا الاخرة قاله النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم لعمر بن الخطاب كما عند البخاری ومسلم۔

اس کے یہاں وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرنا چاہیے اور ثواب پختہ کی امید رکھیں۔ آپ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دے کر پیغام بھیجا کہ ضرور ہی تشریف لائیں۔ آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ ؓ، معاذ بن جبل ؓ، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زید بن ثابت ؓ اور دیگر چند حضرات تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو بچہ آپ کے ہاتھوں میں دے دیا گیا، جو جان کنی کے عالم میں تھا۔ بچہ کی حالت خود دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے عرض۔ کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا بات ہے؟ (آپ رو رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا، یہ رونا اس صفت رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔'' (مشکوٰۃ ص ۱۵۰، از بخاری و مسلم)

تشریح: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو اپنی صاحبزادی کو پیغام بھیجا کہ بچہ کی وفات پر صبر کریں اور اللہ پاک کی طرف سے ملنے والے اجر و ثواب کا پختہ یقین رکھیں، اور ساتھ ہی ساتھ صبر دلانے والا مضمون بھی بتایا کہ بندہ کا کوئی چارہ نہیں، نہ کوئی دم مارنے کی

مجال ہے، اللہ نے جو کچھ دیا وہ اسی کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس نے واپس لیا وہ بھی اسی کا ہے۔ اگر دینے والا اپنی ہی چیز واپس لے لے اس میں کسی کو اعتراض کا کیا موقع ہے۔

خصوصاً جب کہ لینے والا اپنی چیز لے رہا ہے اور لینے کے ساتھ بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ بھی فرما رہا ہے۔ خواہ مخواہ بے صبری کر کے اپنا ثواب کھونا اور خدائے پاک کو ناراض کرنا بہت بڑی نادانی اور کم عقلی ہے، جب آپ کی صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی تو آپ تشریف لے گئے، بچہ کو اٹھایا تو مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہ ؓ کو تعجب ہوا اور بے ساختہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رو رہے ہیں؟ حالاں کہ آپ تو صبر کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ رونا آجانا غیر اختیاری امر ہے جو رحم دل ہونے کی دلیل ہے، اس پر نہ مواخذہ ہے نہ یہ خلاف صبر ہے۔ (تحفہ خواتین - یونیکوڈ - غیر موافق للمطبوع - مؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب)

جنت کی ہوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش عظیم کے نیچے سے سفیرہ نامی ہوا چلتی ہے تو جنت کے درختوں کے پتوں کو ہلا دیتی ہے۔ اس ہوا کے چلنے سے ایسی دلکش آواز ہوتی ہے کہ اس سے بہتر آواز کسی نے نہ سنی ہوگی۔ حوریں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں یا اللہ! ایسے بندوں میں سے ہمارے شوہر مقرر فرما، پس رمضان المبارک کے روزہ داروں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس کو ان حوروں میں سے حور نہ ملے۔ ان کے واسطے سرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت ہے، ہر تخت پر ستر فرش اور ہر تخت کے خوان مختلف قسم کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ سب نعمتیں روزہ داروں کے لئے ہوں گی اور یہ ان نیکیوں کے علاوہ ہوں گی جو روزہ دار نے رمضان شریف میں کیں۔ (خطبات رمضان جلد اول مؤلف حکیم ادریس حبان رحیمی)

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں

رمضان کیا آتا ہے رحمت و جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کو تالے پڑ جاتے ہیں۔ نیز شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بہت ہی بابرکت مہینہ ہے، اللہ عزوجل نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور اس میں ایک رات ہے جس کو شب قدر کہا جاتا ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (خطبات رمضان جلد اول مؤلف حکیم ادریس حبان رحیمی)

جنت کی وسعت و تنعم

ارشاد: جنت میں اتنی وسعت ہے کہ سب سے ادنیٰ مسلمان کو بھی دنیا سے دس گناہ رقبہ جنت ملے گا، نیز وہاں خدام اور اسبابِ تنعم بھی اس کثرت سے ملیں گے کہ تمام مکان پُر ہوگا، جن سے جی بالکل گھبرائے گا نہیں بلکہ جی خوب لگے گا۔ (از: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

خاتون جنت کی محفل عقد آسمان پر

شیر خدا کی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کے اظہار پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالحسن! تجھے بشارت ہو کہ یقیناً حق تعالیٰ نے تیرا اور فاطمہ کا عقد آسمان میں باندھ دیا ہے۔ تیرے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ نے میرے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس کے بہت سے چہرے اور بال و پر تھے، سلام کہا اور کہا: ابشر بجمع وطہارۃ النسل میں نے سوال کیا: اے ملک! ابشارت اور طہارت نسل سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا

میں سطائیل فرشتہ ہوں، قوائم عرش میں سے ایک پر موکل ہوں مجھے خدا تعالیٰ نے آپ تک خوشخبری پہنچانے کی اجازت فرمائی اور یہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ انہوں نے سلام کیا اور جنت کے ریشم سے سفید ریشم کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ لائے، جس پر نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ خط ہے، اس مکتوب کا مضمونکیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حق تعالیٰ نے آپ کو مخلوقات سے منتخب فرمایا اور آپ کیلئے ایک ساتھی چنا حضرت فاطمہ کو اسے دے دیں۔ اور اسے اپنی دامادی کا شرف بخشیں۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جس کے جسم پر میری اخوت کی خلعت چست و درست بیٹھی ہے؟ عرض کیا: آپ کے چچا کا بیٹا علی ہیں جن کا نکاح حق تعالیٰ نے آسمان پر اس طرح باندھا کہ تمام بہشتوں کو حکم دیا کہ وہ آراستہ و پیراستہ ہو جائیں اور حوروں کو وحی بھیجی کہ وہ زیورات سے مزین ہو جائیں، شجرۂ طوبیٰ کو حکم ہوا کہ وہ پتوں کے بجائے خلعت فاخرہ پہنیں پھر حکم فرمایا کہ آسمانوں کے فرشتے چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے نزدیک جمع ہو جائیں اور وہ منبر وجو منبر کرامت سے موسوم ہے اور آدم علیہ السلام نے اس پر خطبہ پڑھا ہے وہ نور سے ترتیب دیا ہوا منبر ہے، بیت المعمور کے سامنے رکھا۔ پھر حق تعالیٰ نے جس کا نام ''احیا'' کو وحی بھیجی۔ اس نے منبر پر آ کر خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، فرشتوں میں فصاحت و بلاغت، لطائف نطق اور حسن صورت میں کوئی بھی اس کے برابر نہیں۔ اس کی خوش گفتاری اور حسن صوت سے آسمان جھومنے لگے۔

پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ جبرئیل کی طرف وحی بھیجی کہ اے جبرئیل! میں نے اپنی بندی فاطمہ بنت محمد کا عقد اپنے بندے علی بن ابی طالب سے باندھ دیا ہے تو بھی ملائکہ کے درمیان اس انعقاد کو مستحکم کر۔ میں نے بھی خدائے تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کی تائید میں ان کا نکاح باندھا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا۔ تمام صورت واقعہ کو اس ریشم کے ٹکڑے پر لکھ کر فرشتوں کی گواہی سے

اسے مضبوط کیا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کی خدمت میں اسے پیش کروں پھر مشک سے اسے مہر لگا کر جنت کے خازن رضوان کے سپرد کروں۔ جب یہ عقد مبارک منعقد ہو گیا تو حق تبارک تعالیٰ نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ اپنے زیورات اور لباسہائے فاخرہ کو نچھاور کرے اور فرشتے، حوریں، غلمان و ولدان ان کی لوٹ لے جائیں اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف دیں۔ قیامت تک یہ ہدایا اور تحائف باقی رہیں گے پھر حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو اس عقد ازدواج کی خوش خبری سناؤں اور ہدیہ تبریک پیش کروں۔ آپ بھی ان کو دو مبارک بیٹوں جو دنیا و آخرت میں طاہر و فاضل ہیں کی بشارت دیجئے۔ پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے ابوالحسن! خدا کی قسم! جبرئیل علیہ السلام نے ابھی آسمان کی سیڑھی پر قدم نہیں رکھا تھا اور بال اقبال فضائے ملکوت میں اڑنے کے لئے نہیں کھولے تھے کہ تم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمان خداوندی نازل ہو چکا ہے اٹھو، مسجد چلیں اور مجلس عام میں یہ مبارک عقد انجام دیں۔ (معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ: جلد ۳، ص: ۵۲: ۵۳)

عفت و پاکدامنی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لاَ یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ كَذَا وَ كَذَا۔ (صحیح مسلم، ج ۴، ص ۲۱۹۲، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۷۲ء)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کی دو قسموں کو میں نے اب تک نہیں دیکھا۔ ایک ایسی قوم ہوگی جس

کے ساتھ گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن سے لوگوں کو مار رہے ہوں گے۔ دوسری قسم ان نیم برہنہ عورتوں کی ہوگی جن کی طرف لوگ مائل ہوں گے اور وہ لوگوں کو اپنی جانب مائل کریں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو دور دراز سے محسوس کی جائے گی''۔

کنواری لڑکی کی وفات

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کنواری لڑکی مرجاتی ہے، ماں باپ کے گھر رہتی تھی، فوت ہوگئی تو قیامت کے دن اللہ پاک اس کو شہدا کی قطار میں کھڑا کریں گے اس لئے کہ یہ کنواری تھی، یہ ماں باپ کے گھر رہی تھی، اس نے اپنی عزت وعفت کی حفاظت کی، ابھی اس نے خاوند کا گھر نہیں دیکھا تھا وہ عیش وآرام نہیں دیکھے جو خاوند کے ساتھ مل کر انسان کو نصیب ہوتے ہیں، چونکہ یہ محروم رہی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کردی کہ اس کو شہید آخرت کا درجہ دے دیا، دنیا میں تو شہید نہیں کہیں گے مگر قیامت کے دن اللہ شہیدوں کی قطار میں اس کو کھڑا کردیں گے۔

حضرت مریم وآسیہ علیہا السلام کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں شادی

حدیث ضعیف اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آپ کی ازواج مطہرات کے علاوہ مریم بنت عمران وکلثوم اخت موسیٰ اور آسیہ فرعون کی بیوی بھی آئیں گی۔

عن أبي أمامة قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول لعائشة: أشعرت أن الله عز وجل زوجني في الجنة مريم بنت عمران، وكلثوم أخت موسىٰ، وامرأة فرعون۔ (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٨ / ٢٥٨، رقم: ٨٠٠٦، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ٩ / ٢١٨)

اس روایت میں ایک راوی خالد بن یوسف ضعیف ہیں۔

وجاء فی بعض الآثار: أن مریم وآسیة زوجا رسول اللہ ﷺ فی الجنة۔ (روح المعانی، سورۃ التحریم: ۱۲جز:۲۸،مکتبہ زکریا۱۵/۱۶۵،تفسیر ابن کثیر/۳۹۰،سورۃ التحریم)

وأخرج الطبرانی عن سعد بن جنادة قال: قال رسول اللہ ﷺ: إن اللہ زوجنی فی الجنة بنت عمران، وامرأة فرعون، وأخت موسیٰ۔ (الدر المنثور، سورۃ التحریم: ۱۲، دارالکتب العلمیة، بیروت ۶/ ۳۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی، داراحیاء التراث العربی ۶/ ۵۲، رقم: ۵۴۸۴)

بیٹیوں کی پرورش اور شادی دخول جنت کا ذریعہ

جس مسلمان کی بھی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرتا ہو حتی کہ ان کی شادی کرادے یا وہ مرجائیں وہ باپ کیلئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی، کسی نے عرض کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: اگر دو بیٹیاں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (خرائطی ،طبرانی) میں اور وہ عورت جس نے شادی اور زیب وزینت کو ترک کردیا ہو، جو جاہ ومنصب والی ہو اور حسن وجمال کی مالکہ ہو اس نے اپنے آپ کو بیٹیوں کی نگہداشت کیلئے روک لیا ہو، حتی کہ بیٹیوں کی شادی ہوجائے یا مرجائیں وہ عورت جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگی جیسے یہ دو انگلیاں۔ (خرائطی) جس شخص نے ایک بیٹی کی شادی کرائی قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج سجائیں گے۔ (ابن شاہین) جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا تین کی پرورش کی حتی کہ ان کی شادی کرادی یا وہ انہیں چھوڑ کر خود مرگیا میں اور وہ جنت میں یوں ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ (ابن حبان)

جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو خالاؤں یا دو پھوپھیوں یا دو دادیوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔ اگر وہ (عورتیں) تین ہوں تو یہ اس کے لئے زیادہ باعث فرحت ہے اگر عورتیں چار ہوں یا پانچ ہوں اے اللہ کے بندو! اسے پاؤ اسے قرضہ دو اور اس کی مثال بنو۔ (طبرانی)

جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی ان پر خرچ کیا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا یہاں تک کہ بیٹیاں اس سے بے نیاز ہوگئیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتے ہیں الّا یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کر دے جس کی مغفرت نہ ہو۔ کسی نے عرض کیا جس کی دو بیٹیاں ہو؟ ارشاد فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (خرائطی) جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا اور ان کی دیکھ بھال کرتا رہا وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا آپ نے چاروں انگلیوں سے اشارہ کیا۔ (احمد)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور دنیا میں اس کے آثار قدم تا دیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے یہ کتنی اہم بشارت ہے صلہ رحمی کرنیوالوں کیلئے۔ (از: حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی)

﴿مؤلف کا تعارف﴾

نام	:	علاء الدین قاسمی بن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب
ولادت و پیدائش	:	مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا) 847427
ابتدائی تعلیم	:	ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔
عربی اول	:	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)
عربی دوم، سوم	:	مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)
اعلیٰ تعلیم	:	عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند
فراغت	:	۱۹۹۱ء
درس وتدریس	:	درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر

بعد فراغت مصروفیات حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

﴿مؤلف کا تعارف﴾

نام : علاء الدین قاسمی بن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب

ولادت وپیدائش : مقام وپوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا
گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا) 847427

ابتدائی تعلیم : ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلیٰ تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند

فراغت : ۱۹۹۱ء

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر

بعد فراغت مصروفیات حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔